



لشکر احمد

## ٹریفک

"جمشید.... فوراً ایوان صدر پہنچو۔" صدر کی گوئی آواز نے ان کاں کو ہلا ڈالا۔ جب کہ وہ اس قدر تیز آواز میں بولنے کے عادی نہیں تھے۔

"خیر تو ہے سر؟" وہ گھبرا گئے

"پتا نہیں.... محمود، فاروق اور فرزانہ کو بھی لے آنا۔" یہ کہتے ہی انہوں نے فون بند کر دیا۔

"چلو بھی.... آگیا بلاؤ اصدر صاحب کا۔"

"مل.... لیکن ایا جان.... ابھی تو ہمیں اجرام خیری والے کیس سے فارغ ہوئے چند گھنٹے بھی نہیں ہوئے۔" فاروق نے یوکھلا کر کہا۔

"تو کیا ہوا.... آخر ہمیں اپنا کام کرنا ہے۔"

"آپ اسے رہنے دیں ایا جان.... مجھے اور فرزانہ کو ساتھ لے چلیں۔" محمود نے برا سمانتہ بنا دیا۔

"یہ بھی نہیں ہو سکتا،" صدر صاحب نے تم تینوں کو ساتھ لانے کے لیے کہا ہے۔"

"اویس... تب تو مجبوری ہے... دیکھ پہنچ نہیں آج کل ہمارے صدر کو ہو کیا گیا ہے۔ ہم پر کچھ زیادہ ہی مہربان ہیں، جب دیکھو... بس ہمیں بلاایا جا رہا ہے۔"

"چلو یہ تو اچھا ہے۔" اسپکٹر جمشید مسکرا دیئے۔

"لیکن۔" لیکن نے پر زور لے جئے میں کہا۔

"یہ لیکن کافی خوفناک ہے۔" اسپکٹر جمشید گھبرا گئے۔

"آپ کو شام کی چائے پہنچ نہیں جانے والی گی۔ چاہے کچھ ہو جائے۔"

"مارے باپ رسے... کیا بات کرتی ہو یہ کم شام تو ابھی دور ہے... کم از کم آدمی گھنے کے بعد ہماری چائے کا وقت ہو گا۔ اور صدر صاحب نے فوراً" کا لفظ بولا ہے، "فوراً" کا لفظ وہ صرف اس وقت بولتے ہیں.... جب واقعی انہیں فوری ضرورت ہو۔"

"تب پھر آج آپ چائے آدھا گھنٹا پہلے پین لیں۔"

"اچھا خیر... آج یہ بھی سی۔" اسپکٹر جمشید نے ہار مان کر کہا۔ اور چائے پیتے ہی وہ گھر سے نکل گئے۔ صدر صاحب نے انہیں دیکھتے ہی ناخن ٹکوار انداز میں اپنی لگزی پر نظر ڈالی۔

"میرے حساب سے جمشید... تمیں وہ منٹ پہلے یہاں پہنچنا چاہیے تھا... کیا راستے میں زنگک جام تھی۔"

"میں نہیں... گھر کی ریلک جام تھی۔" وہ مسکرا گئے۔

"گھر کی ریلک؟" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"تھی وہ یہ کم صاحبہ اڑ گئیں کہ چائے پہنچ نہیں جائے۔ آپ کو جو کچھ کہا ہے... مہربانی فرمائی کر لان سے کہ لیں۔" انہوں نے بلندی جلدی کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں ان سے کوئی بات نہیں کہ سکتا۔" وہ تو مجھے بھی جھاؤ پلا دیں گے۔"

"تب پھر آج آپ ہماری خواہش پوری کر دیں۔" فاروق سکرایا۔

"لکھ... کیا مطلب؟" وہ پوچھ گئے۔

"ایک عدد جھاڑپی لیں۔" فاروق نے کہا۔

"فاروق... کیا بد تیزی ہے۔" اسپکٹر جمشید نے اسے ڈاندا۔

"نہیں بھی... اسیں کچھ نہ کرو۔" یہ بست پارے پہنچے ہیں۔" صدر صاحب بنتے۔

"لیا کہہ رہے ہیں سر... یہ بہت خطرناک نکے ہیں۔"

"وہ شہروں کے لیے... نہ کہ اپنوں کے لیے... کیوں بھی؟"

انہوں نے سوالیے انداز میں ان کی طرف دیکھا۔  
"اب ایجاداں کے سامنے ہم اپنے بارے میں کیا عرض کریں؟"  
جانے دیں سر۔"

"لیکن میں آج جھاڑ ضرور وصول کروں گا۔"

یہ کہ کر انہوں نے ان کے گھر کے نمبر ملائے اور انپکٹر جشید، فاروق کو گھومنے لگے۔

"ربنے دیں سب... یہ مجھے گھور رہے ہیں۔"

"خوار جشید... اگر تم نے اسے گھورا۔" وہ تیز آواز میں بولے۔

"سبھوں گا تمیں۔" انپکٹر جشید نے فاروق کو دھمکی دی۔

"اب تو بالکل ربنے دیں سبے اباجان نے مجھے دھمکی دے، والی ہے۔"

"خوار جشید... اگر تم نے اسے کوئی دھمکی دی... ارے یہ کیا... کھنچنی بچ رہی ہے اور... رسیور نہیں اٹھا رہیں بھالی۔" انہوں نے چونک کر کہا۔

"ادھر ادھر ہوں گی... ابھی آ جائیں گی۔"

میں اس وقت رسیور اٹھا لیا گیا۔

"اوہ بھالی... یہ میں ہوں صدر۔"

"بھالی نہیں بھالی۔" دوسری طرف سے مردان آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب.... یہ کون بد تیز ہے؟"

"رسیور انپکٹر جشید کو دو۔" اس نے اور مجھی بد تیزی سے کہا۔

صدر صاحب بوكھلا اٹھے... اور گھبراہٹ کے عالم میں رسیور انپکٹر جشید کی طرف بڑھا دیا۔

"اُلو کے پچھے اگر تم نے وہ کام اپنے باقہ میں لیا۔ جس کے لیے صدر کے پچھے نے تمہیں بلا�ا ہے۔ تو جس آسانی سے تمہرے گھر میں داخل ہو گیا۔ اس آسانی سے میں تمہاری اس جورو کا گا گھوٹ دوس کا... یہ پہلی اور آخری وارنگ ہے۔ صدر کو صاف صاف کر دو۔ تم یہ کام نہیں کر سکتے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا۔ یہ الفاظ سے نہ سنتے تھے، اس لیے کہ صدر صاحب نے بہن دیا دیا تھا۔

"آپ گھوٹ نہ کریں۔ اور یہ تماں... کام کیا ہے؟"

"تمیں جشید میں اتنا خود غرض نہیں... پہلے اپنے گھر تی خبر دیکھو اے۔"

"وہ اب گھر میں نہیں ہو گا... چاپکا ہے۔"

"تب پھر فون کرو۔"

انپکٹر جشید نے فون کیا، دوسری طرف سے فوراً "نیکم جشید کی آواز سنائی دی۔

"وہ اندر کیسے داخل ہو گیا بھی؟"

اس نے کھنچنی بالکل آپ کے انداز میں بھائی تھی۔ میں نے خیال کیا۔ آپ کی ضرورت کے تحت لوٹ آئے ہیں۔ لفڑا بات

کیے بغیر دروازہ کھول دیا۔" انہوں نے بتایا۔

"کیا اب وہ جا چکا ہے؟"

"ہاں!" وہ بولیں۔

"اب اس طرح دروازہ ہرگز نہ کھوننا..... اس کا حلیہ بتاؤ۔"

"اس کا رنگ پکا تھا..... آنکھیں بڑی بڑی اور خوفناک، سیاہ رنگ کی تھیں..... ہاتھ بحدے سے تھے..... خاص بات یہ کہ چہرہ بالکل گول تھا..... اور ہاتک کی نوک پر سرخ رنگ کا دانتا ساتھا۔"

"اچھی بات ہے..... پوری طرح ہوشیار رہو۔"

اب انہوں نے اکرام کو فون کیا۔

"یہ حلیہ کس کا ہے بھائی؟" انہوں نے حلیہ بتا کر پوچھا۔

"رانو کا..... بہت بد تمیز انسان ہے۔"

"اور یہ رانو ہے کون؟"

انشاراجہ کا رہنے والا ایک غذا..... اب ہمارے ملک کا شری بن چکا ہے..... جوئے کے اڈے چلا آتا ہے..... اس نے بت خوفناک قسم کے غذے پال رکھے ہیں..... ہوٹل فانو کا اسی کا ہے۔"

"اے سے پکڑ لاؤ اکرام..... اور کمرہ امتحان میں پہنچا دو..... میں ویس آ رہا ہوں۔"

"اوکے سر۔" اکرام نے کہا۔

اب وہ صدر کی طرف مڑے۔

"آپ اپنا کام بتائیں۔"

"وہ میرا ذاتی کام نہیں ہے جھشید..... کام خالص سرکاری نو عیت

کا ہے۔"

"اچھی بات ہے..... جیسا بھی ہے..... میں آپ بتائیں۔"

"انشاراجہ سے ایک وند آ رہا ہے..... وہ ہمارے ملک میں کچھ دن گزارے گا..... یہ پساد وند ہے جو ہمارے ملک سے مستقل ووستی کا جائزہ لینے کے لئے آ رہا ہے..... لیکن انشاراجہ میں بھی اس وند کو دھمکی دی گئی ہے کہ پاک لینڈ سے کسی قیمت پر ووستی نہ کی جائے..... اگر اس قسم کی کوشش کی گئی..... تو وہ اس وند کو جان سے مار دالیں گے..... اور دار بھی ہمارے ملک میں کریں گے۔"

"یہ کون لوگ ہیں..... جنہوں نے اسیں دھمکی دی ہے؟"

"ہو گی حکومت جنف کوئی جماعت..... یا پاک لینڈ کی شدید دشمن کوئی جماعت۔"

"اچھی بات ہے..... آپ نے اہمیں کیوں بلایا ہے؟"

"جب انہوں نے یہ صورت حال بیان کی تو میرا ذہن فوراً" تم لوگوں کی طرف پھر گی..... ان حالات میں تھیں نہیں بلاؤں گا تو کے بلاؤں گا؟"

"ہوں..... ہم سمجھ گئے..... وند کب آ رہا ہے۔"

"صرف ایک گھنٹے بعد ان کا جہاز ایئرپورٹ پر اترے گا..... استقبال کے لئے مجھے اور میرے وزیروں کو جانا ہو گا..... تم ساتھ چلو گے۔"

"آپ نے بہت اچھا کیا کہ شروع سے یہ ہمیں بلا لیا۔۔۔ مطلب یہ کہ ان کی ہمارے ملک میں آمد سے پہلے ہی"۔ انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن جشید۔۔۔ رانو نای آدمی کے فون نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے۔۔۔ گونا ان لوگوں کو یہ بھی معلوم ہے۔۔۔ کہ آپ میں تم لوگوں کو بلاوں کا۔۔۔ اور وہ تمہارے گھر بھی پہنچ گیا"۔

"آپ اس کی طرف سے پریشانی محسوس نہ کریں"۔

"لیکن جشید۔۔۔ میرا خیال ہے۔۔۔ تم اس معاملے کو بہت سمجھدی سے لو"۔

"ہمہوں نجیک ہے۔۔۔ ہم اپنا کام پوری ذمے داری سے کریں گے، آپ غفرت کریں"۔

پھر انہیں اکرام کا فون ملا۔۔۔ وہ کہ رہا تھا۔

"مرجھے افسوس ہے۔۔۔ وہ اپنے جوئے کے کسی اڑے پر نہیں ملا۔۔۔ تھے گھر ملا۔۔۔ گونا وہ چھپ گیا ہے۔۔۔ ہوٹل میں تو کبھی مشکل سے ہی پکر گاتا ہے"۔

باتیں سے تو وہ بہت دلبر لگ رہا تھا۔۔۔ نکلا بالکل بزول"۔

"لیکن سرا! اس نے ایک سے ایک نای گرائی غندے پال رکھے ہیں۔۔۔ وہ غندے بھی انشارج کے ہیں۔۔۔ اور بترن لڑاکے بھی"۔

"کوئی بات نہیں اکرام۔۔۔ اس کے اڑوں کی گھرائی شروع کرا

دی۔۔۔ جو نہیں دہ نظر آئے۔۔۔ بس اسے چھاپ لینا"۔

"اوے سر!۔۔۔ لیکن کیا آپ اپنا کام اس سے الجھے بغیر نہیں کر سکتے"۔۔۔ اکرام نے گھبرا کر کہا۔

"بات کیا ہے بھی۔۔۔ تم بہت پریشان ہو گے"۔

"میں نے خاپے سر!۔۔۔ انشارج کی ایک بہت طاقت ور سیاسی جماعت اس کی پشت پر ہے"۔

"لیکن بھی۔۔۔ تم ان لوگوں سے کب سے ڈرنے لگے۔۔۔ جب کہ ہم لوگ تو اپنے اللہ سے ڈرتے ہیں"۔

"اوے! معاف کجھے گا سر!۔۔۔ واقعی مجھے ان سے قطعاً" خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے تھا"۔

"اور اب تم ہرگز خوف زدہ نہ ہونا۔۔۔ بے خوف سے اسے پکو کر کرہہ امتحان میں لے آتا" پھر میں جمال بھی ہوں۔۔۔ اطلاع دیتا۔۔۔ دیے کیا اس کے اڑے قانونی ہیں؟"۔

"انہوں نے عدالت میں مقدمہ لوز کر اجازت لے رکھی ہے"۔

"وہ کیسے۔۔۔ ہماری عدالتیں اُنہیں جوئے کے اڑوں کی اجازت کب سے دینے لگیں؟" ان کے لیے میں جبرت تھی۔

"انہوں نے عدالت میں کہا تھا۔۔۔ یہ اڑے صرف انشارج کے لوگوں کے لیے ہیں۔۔۔ لہذا حکومت کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ جس طرح غیرملکیوں پر شراب کی پابندی نہیں ہے۔۔۔ عدالت

## ہو شیار

فرزانہ نے دیکھا، اس کے والد، جمود اور فاروق اس سے کافی آگے بڑھے تھے۔ صدر اور ان کے ساتھی وزراء ان سے بھی آگے تھے۔ سب کے سب جہاز کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جہاز آ کر رن دے پر رک چکا تھا اور اس کے دروازے اب کھلنے ہی والے تھے۔ یہ جھوس کر کے فرزانہ نے رفتار تیز کر دی اور اپنے والد تک پہنچ گئی۔

”مسانوں کو ابھی جہاز سے پہنچنے نہ اترنے دیا جائے۔“ انتقال کرنے والوں کی گلزاری میں ایک مٹھوک آدمی موجود ہے۔ اور وہ اس جگہ سے جہاز کے دروازے کو نشانہ ہنا سکتا ہے۔“

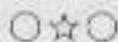
اُن نے یہ الفاظ ایسے انداز میں کہے جیسے کوئی عام بات کر رہی ہو۔ اُنکے جمیلہ نے بھی جیسے اس کی بات کو عام بات کی طرح سرسری انداز میں سنा اور اس کی طرف دیکھ کر سکرائے۔  
«فکر کرو فرزان۔»

”یا میرا خیال خاطر ہے؟“

”نہیں۔ خیال بالکل صحیح ہے۔“ وہ واقعی اس جگہ سے نشانہ

و ان کی بات ماننا پڑی۔“

”اوہ اچھا نہیں۔ تم پچھے کس رہو۔“ یہ کہ کر انسانوں نے فون بند لر دیا اور پھر وہ ایئرپورٹ پہنچ گئے۔ جلد ہی جہاز پہنچ گیا اور وہ مسانوں کا استقبال کرنے کے لئے اندر کی طرف پہنچا، ایسے میں فرزانہ کی نظر سمت پیارہ کی طرف اٹھ گئیں۔ اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔



"اوہ اچھا..... کیا کوئی خاص بات ہے۔"

"ہاں! بہت زیادہ خاص... پسلے آپ اعلان کریں۔"

اور صدر صاحب اعلان کرنے کے انداز میں کہنے لگے۔

"میرے عزیز ساتھیو! آپ کو میں ایک خاص انداز میں کروں گا.... تاکہ ہمارے مہمان زیادہ خوشی محسوس کریں۔ اس لیے... ایز پورٹ کے ٹھٹے سے درخواست ہے کہ ابھی جہاز کے دروازے نہ کھولے جائیں.... ہاں عام مسافروں کو دوسرے دروازے سے نکل جائے دیں۔"

ان کی پدایت پر فوراً عمل کیا گیا۔ اور ہر محمود، فاروق اور فرزان نے استقبالیہ گلری کا رخ کیا۔ وہ ٹلنے کے انداز میں پنک کاٹ کر ان لوگوں کے پیچھے جا پہنچے۔ جو اپنے عزیزوں، دوستوں کو لینے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ پھر وہ گلری کے اگھے حصے تک پہنچے۔ جہاں اُنہیں وہ شخص نظر آیا تھا۔ لیکن اب وہ ہاں نہیں تھا۔ بفور تمام لوگوں کو دیکھنے کے بعد وہ اسی نیجے پر پہنچے کہ وہ کھنک لیا ہے۔

" غالباً" اس نے محسوس کر لیا تھا کہ ان لوگوں کو شک ہو گیا ہے۔ اچھی طرح دیکھ بھال کر وہ گلری سے باہر آگئے۔ دین سے انہوں نے دارالیس پر اشارہ دیا کہ اب وہ شخص ہاں نہیں ہے۔

"ٹھیک ہے۔ اس وقت تک وہیں نہیں۔ جب تک مہمان جہاز سے پہنچے نہیں آ جاتے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ اس جگہ سے

لے سکتا ہے۔۔۔ لیکن اگر ہم نے گلری کی طرف دیکھا تو اسے شک ہو بائیے گا اور وہ ہمارے ہاتھ نہیں آ سکے گا۔۔۔ جب کہ اس موقع پر شمن کی طرف سے ایک آدمی اگر ہمارے قبضے میں آ جاتا ہے تو اس سے ہمیں بہت آسانی ہو جائے گی۔"

"ٹھیک ہے ابا جان! آپ غفرانہ کریں۔"

"یہ کیا کھسپھر ہو رہی ہے بھی۔" صدر ان کی طرف مڑے۔

"مریں... جہاز کے دروازے ابھی نہ کھلوایے۔" انہوں نے دبی

انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" صدر نے چونک کر کہا۔

"مکرا ہے۔۔۔ چو کلے نہیں۔۔۔ کسی کو آپ پوچھتے نظر نہ

آئیں۔۔۔ ورنہ کام خراب ہو جائے گا۔"

"ٹک۔۔۔ کیا مکراوں؟" انہوں نے گزیرہا کر کہا اور پھر زبردستی

کرائے۔

"ہیں ٹھیک ہے۔۔۔ آپ اعلان کر دیں۔۔۔ کہ ابھی دروازے نہ

کھولیں جائیں۔۔۔ پسلے آپ اپنے ساتھیوں کو دو ہلف ایک خاص انداز

میں کھرا کریں گے۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ میرے ساتھی وزراء استقبال کرنے کے

طریقوں کو جانتے ہیں۔"

"آپ سمجھے نہیں صاحب صدر۔۔۔ ہم کچھ وقت چاہتے ہیں۔"

چلا گیا ہو.... لیکن اس کا کوئی ساتھی اس جگہ موجود ہو۔"

"اوہ باں! اس بات کا امکان ہے۔ اچھی بات ہے.... ہم نی  
الہن یہیں غیری گے۔"

آخر جہاز کا دروازہ کھولا گیا۔ وند کے ارکان مکراتے ہوئے  
دروازے پر خودار ہوئے۔ یہ کل نو آدمی تھے۔ ان سب نے استقبال  
کے لئے آنے والوں سے باری باری ہاتھ ملانے۔ استقبالیہ بنتے ادا کیے  
گئے۔ آخر اپنی صدر صاحب لے کر بام کی طرف چلے۔ باہر کاریں  
تیار تھیں۔ کاروں کا یہ جلوس پھر ایوان صدر کی طرف روانہ ہوا۔  
اس دورانِ محمود، فاروق اور فرزانہ گلری سے لوٹ آئے تھے۔ اور  
اب وہ اس جلوس کے ساتھ ایوان صدر جا رہے تھے۔

تو وہ تمہیں پھر نظر نہیں آیا۔"

"نہیں ایا جان۔" فرزانہ نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے۔ جب تم لوگ وہاں سے ہٹ کر گلری کی  
طرف گئے، اس وقت اسے ٹک ہو گیا۔ اس نے محسوس کر لیا کہ تم  
تینوں اس کے پکڑ میں وہاں سے گانب ہوئے ہو۔ لہذا وہ سرک لیا۔"

"جی ہاں! اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے؟"

یہ قافد، بخیر و خوبی ایوان صدر پہنچ گیا۔ سب سے پہلے اپنی  
ہل میں بایا گیا۔ وہاں سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"سب سے پہلے میں اپنے معزز ممانوں کا تعارف اپنے ساتھیوں

سے کراؤں۔" یہ ہمارے وند کے لیڈر ہیں مشہور۔" صد صاحب نے  
اچھی اتنی کام تھا کہ وند میں سے ایک مہمان بول اٹھا۔

"صاحب صدر! کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ہم اپنا تعارف خود  
کرائیں۔ آپ لوگ اپنا تعارف خود کرائیں۔"

"ہاںکل تھیک۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔"

"تو پھر پہل ہم کرتے ہیں۔ میں اس وند کا ہاتھ لیڈر ہوں۔  
میرا نام ہو ذف شریام ہے۔ ہمارے اس وند کے لیڈر اپنا تعارف  
چونکہ خود نہیں کر سکتے، اس لئے صرف ان کا تعارف میں کراوں گا۔  
میرے باقی ساتھی اپنا تعارف خود کرائیں گے۔ ہاں تو وند کے  
لیڈر۔"

"ایک منٹ بتاب! یہ آپ نے کیا فرمایا کہ وند کے لیڈر اپنا  
تعارف خود نہیں کر سکتے۔ سوال یہ ہے کہ خود کیوں نہیں کر سکتے؟"  
"یہ بول نہیں سکتے۔ ان کی زبان پر فانچ کا اثر ہے۔ ہاں تو  
ان کا نام ہے مسٹر پیٹر ڈولی۔"

"اور یہ میں ہوں چاہتا ہو۔"

"میرا نام رائل ہوتی ہے۔"

اور میں ہوں مسٹر رٹا۔" وند میں شامل واحد ہورت نے تعریف  
کرایا۔

نہ جانتے کیوں۔ انکل چشید کو اس کی آواز سن کر ایک بہنگا

سالگارہ تاہم انہوں نے یہ بات دوسروں کو محسوس نہ ہونے دی۔  
”اور میرا نام لاری ہے۔“

اس شخص کی آواز نے بھی انہیں چونکا دیا اور وہ بے چینی  
محسوس کرنے لگے۔ ان کا جی چاہا فوراً ہال سے نکل جائیں۔ اور  
کچھ کرڈالیں، لیکن وہ دہان غصہ پر مجبور تھے۔  
”اور میں مونانا چپل۔“

”میرا نام موندی کوتا ہے۔“

نوکے نو کا تعارف ہو جانے کے بعد اب صدر صاحب نے اور  
ان کے ساتھیوں نے اپنے نام بتانے شروع کیے۔ لیکن انپکٹر جشید کا  
دلائی سائیں سائیں کر رہا تھا۔ سرد موسم میں انہیں پیٹھ آ رہا تھا۔  
تعارف ختم ہوا۔ پھر چائے کا دور چلا۔ آخر صدر نے اعلان کیا۔

”معززِ مہمان ہمارے ملک میں ایک ماہ کے دورے پر آئے  
ہیں۔ ان کے لیے افرادی ریست ہاؤس منتخب کیا گیا ہے۔ لہذا اب  
مہمان ویاں تشریف لے جائیں گے۔ آج کے دن یہ صرف آرام  
کریں گے۔ کل سے ان کے پروگرام شروع ہو جائیں گے۔ یہ  
ہمارے ملک کے مختلف حصوں کی سیر کریں گے۔ صفتیں دیکھیں  
گے۔ یا ناقلات دیکھیں گے۔ ہمارے ترقیاتی پروگرام دیکھیں گے اور  
آخری چند دنوں میں دوستی کا معاملہ تحریر کیا جائے گا۔ پاک لینڈ اور  
انشارہ اب دوستی کے بھی نہ نوئے دالے بندھن میں بندھ جائیں گے۔

اور یہ دونوں ملکوں کے حق میں بست فائدہ مند ہو گا۔ ریست ہاؤس  
میں قیام کے دوران۔ انپکٹر جشید اور ان کا عملہ ان کی حفاظت پر  
مامور رہے گا۔ حفاظت کے سلسلے میں انہیں ہر طرح کا اختیار حاصل  
ہو گا۔ ان کے ثقیلیں کے طریقے اور حفاظت کرنے کے انداز دوسروں  
سے زرا مختلف بلکہ انوکھے ہیں۔ اس لیے مہماں فرمایا کہ ان کے  
ساتھ تعاون کیجئے گا۔ مسٹر جوزف یہ میری آپ سے درخواست ہے۔  
یہ جو پچھہ کریں گے، آپ کی حفاظت کے لیے کریں گے۔ یہ بات آپ  
و معلوم ہی ہے۔ کہ آپ کے اپنے ملک کی ایک جماعت آپ کے  
اس دورے کی شدید مخالف ہے، لہذا ان کی طرف سے کوئی شرارت ہو  
سکتی ہے۔ اس بات کا امکان ہے۔ اسی لیے آپ لوگوں کی حفاظت  
کے لیے ان لوگوں کو مقرر کیا گیا ہے۔ آپ کو یہ بات ہاگوار تو تینیں  
گزرے گی۔“

”بالکل نہیں صاحب صدر۔ یہ تو آپ نے ہماری بھلائی کی  
بات کی ہے۔ ہاگوار کیوں گزرے گی۔“ مسٹر بناٹے خوش ہو کر کہا۔  
اس کی آواز سنتے ہی انپکٹر جشید کے دماغ میں پھر فطرے کی  
حکیمتیں سی بیج انہیں۔

”ٹکریے۔ تو پھر چلتے۔ آپ کو میں ریست ہاؤس کے دروازے  
نکل پہنچا ستا ہوں۔“

”آپ کیوں زحمت کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ انپکٹر جشید جو

ہیں۔۔۔

"نہیں..... پھر بھی میرا ساتھ جانا بہتر ہے۔۔۔"

و انہیں ریست ہاؤس تک لے آئے صدر صاحب تو چلے ہے۔۔۔

گئے اور انہوں نے اندر کا رخ کیا۔۔۔ یہ ایک بڑا ریست ہاؤس تھا۔۔۔ ہر "کوئی بات نہیں محمود۔۔۔ اسے نہ تو کوئی ہاں تو کیا تم بتا سکتے ایک کو الگ کرو دیا گیا تھا۔۔۔ ہر ایک کے کمرے کے باہر مہمان کے نام ہو۔۔۔ میں کوئی پریشان ہو گیا ہوں۔۔۔"

کی تختی لکھ کر لگا دی گئی تھی۔۔۔ ریست ہاؤس کا عالم دوسری تمام "جی نہیں۔۔۔ ابھی تک یہ بات کچھ میں نہیں آئی۔۔۔"

خدمات کے لیے موجود تھا۔۔۔ لہذا وہ سب فوری طور پر اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے اور انہوں نے دروازے بند کر لے۔۔۔ اب اسکلر جیشید قریب کرایا تو اس وقت بھی میں چونکہ اٹھا تھا۔۔۔ نہ جانے کیوں۔۔۔

انہیں وہاں سے کافی دور لے آئے "ہم جانتے ہیں اباجان۔۔۔ آپ کچھ کہنے کے لیے بست بے چین۔۔۔ آوازیں بدی تھیں۔۔۔ لیکن میری چھٹی حس نے مجھے خود ارکر دیا کہ

دال میں کچھ کالا ہے۔۔۔ ان کی آوازیں مجھے انجان ہوتے ہوئے بھی ہیں۔۔۔"

"بان۔۔۔ یہ دند میرے لے خطرے کی تھی ہے۔۔۔ نہیں بلکہ مانوں سی گئی ہیں۔۔۔ آخر کیوں۔۔۔ سوال تو یہ ہے۔۔۔"

خطرے کا گھریوال ہے۔۔۔ میرے کان کھڑے ہو گئے ہیں۔۔۔ بلکہ میرے "بھلا، ہم اس سوال کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟"

روئنکھ کھڑے ہو گئے ہیں۔۔۔ کوئی بہت بڑی گزرو ہو کر رہے گی۔۔۔ اس "اور اوہر میں محسوس گردہ ہوں کہ خطرہ سر پر آپنچا ہے۔۔۔"

بات کو لکھ لو۔۔۔"

"قلم سے کالند پر لکھتے میں دیر گئی اباجان۔۔۔ دماغ میں لکھ طرف دیکھا۔۔۔"

لیتے ہیں۔۔۔ فاروق نے فوراً کہا۔۔۔

"جیزت ہے فاروق۔۔۔ تم دیکھ نہیں رہے۔۔۔ اباجان کس حد تک ایسے میں اسکلر جیشید مکار ہیے۔۔۔"

محمود اور فرزانہ نے پراسامنہ بنایا۔۔۔ اسکلر جیشید مکار ہیے۔۔۔

"جیزت ہے فاروق۔۔۔ تم مذاق کر رہے ہو۔۔۔ محمود نے اسے گھورا۔۔۔"

"ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔۔۔ ورنہ کھیل ہمارے ہاتھ سے انکل جائے گا۔۔۔ ہم۔۔۔ ہم انہیں اپنی کسی عمارت میں نہ رہائیں گے۔۔۔"

اوه ہاں... اس کے سواتو کوئی چاہہ نہیں"۔

یہ کہتے ہی وہ بلند آواز میں پکارے۔

"ہوشیار... نبڑوار... یہم پھٹنے والا ہے"۔



## آواز

"یہ آپ نے کیا کیا ایجاداں؟"

ان کے اس طرح چیننے کے فوراً بعد فرزانہ بول انھی۔

"لگک... کیوں کیا ہوا؟" وہ بوجھا انھی۔

"آپ نے یہ بھروسہ کر دیا"۔

"اوہ... اوہ"۔ ان کے منہ سے مارے افسوس کے اکا۔

ای وقت کروں کے دروازے دھڑا دھڑ کھلتے... اور ہمہن

پریشانی کے عالم میں دوز کر باہر نکلتے نظر آئے... ساتھ ہی وہ چلائے۔

"کیا ہوا... کیا ہوا؟"

ان پکڑ جشید نے پریشانی کے عالم میں فرزانہ کی طرف دیکھا۔

بیسے کہ رہے ہوں۔

"ایک بھروسہ تو سوتے بجھے بغیر میرے منہ سے نکل کیا، اب

ان سے کیا کہا جائے"۔

"آپ لوگ ہمارے خیال میں یہاں محفوظ نہیں ہیں"۔

"کیا مطلب... اگر ہم یہاں محفوظ نہیں ہیں تو پھر ہمیں یہاں

اپکنہ جو شید بولے۔

"مخدرات کر لیتے ہیں.... کیا مطلب؟"

"ہم ساف کہ دیتے ہیں.... ہم یہ کام نہیں کر سکتے۔"

"پسلے تو آپ صدر صاحب سے بات کر لیں۔ وہ کی کتنے ہیں.... اگر وہ بھی آپ کو ہمیں یہاں سے لے جانے کی اجازت نہیں دیتے۔ تو آپ کیا کریں گے۔"

"پھر بھی میں یہ کام اپنے ذمے نہیں لوں گا۔ صدر سے درخواست کروں گا۔ آپ کی حفاظت کی ذمے داری کسی اور کو ہونپ ری جائے۔"

"اور اگر انہوں نے نہ مانا۔" - جو زف شرکنام مسکرا یا۔

"تب ہم آپ کی حفاظت کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اور ہم جس سب ممکن ہو سکا۔۔۔ حفاظت کریں گے۔ لیکن ہم یہ اطمینان محسوس کرتے رہیں گے۔۔۔ کہ کسی وقت بھی کوئی حادثہ ہو سکتا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ پسلے آپ صدر سے بات کر لیں۔" -  
"میں آپ کے سامنے ہی فون کرتا ہوں۔۔۔ اس منظکو کو آپ بھی سن لیں۔۔۔ بلکہ اس میں حص بھی لے سکتے ہیں۔" - انہوں نے کہا اور عمارت کا سیٹ ویس منگالیا۔

"تو صدر صاحب کو یہیں کیوں نہ بنا لیا جائے۔" - موٹالا پل بوڑا۔

کیوں لا یا؟ یا ہے؟" راہ بونی 2 براسانہ بنایا۔

"صدر صاحب نے آپ لوگوں کے لیے اسی جگہ کو محفوظ خیال رکھا تھا۔۔۔ اور اس کی حفاظت کے انتظامات بھی وسیع پیالے پر کے گئے ہیں۔۔۔ لیکن یہ ہمارا ذاتی خیال ہے کہ آپ لوگ یہاں محفوظ نہیں ہیں۔۔۔ آپ کو ہم ایک اس قدر محفوظ عمارت میں لے جانا چاہئے ہیں۔۔۔ کہ ہمارے خیال میں اس سے محفوظ عمارت اس وقت شر میں اور کوئی ہو نہیں سکتی۔"

"لیکن ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔" لاری نے براسانہ بنایا۔

"کیوں۔۔۔ آپ کو کیا اعتراض ہے؟"

"اعتراض ہے۔۔۔ آپ کو پسلے سوچ سمجھ کر جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے تھا۔" - مزربنا بولی۔

"کیوں جذاب! آپ کو اس میں اعتراض کیوں ہے۔۔۔ جب کہ مسئلہ آپ لوگوں کی حفاظت کا ہے۔"

"یہ انتظام ہم سے پوچھ کر نہیں کیا گیا۔"

"پھر بھی یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔" - موئذی کوپانے جل کر کہا۔

"آپ کی حفاظت ہمارے ذمے لگائی گئی ہے۔۔۔ اور یہ میں بھتر سمجھتا ہوں کہ حفاظت کے لیے ہمیں کیا کرنا ہو گا۔۔۔ اگر آپ کو ہماری تجویز سے اتفاق نہیں تو پھر ہم صدر صاحب سے مخدرات کر لیتے ہیں۔"

"اس میں شک نہیں جھشید۔"

"تب پھر آپ مجھے اجازت دیں..... میں انہیں ایک اور محفوظ جگ لے جانا چاہتا ہوں..... آپ کو فون پر بتا دوں گا..... کہ کماں لے جایا گیا ہے..... پہلے بتانا خطرناک ہو سکتا ہے۔"

"اوہ اچھا ٹھیک ہے..... لے جاؤ۔"

"لیکن سب..... یہ لوگ یہاں سے جانے پر آمادہ نہیں ہیں..... اور یہ بھی بات ہے سر۔"

"کیوں! انہیں کیا اعتراض ہے؟"

"یہ آپ خود ان سے پوچھ سکتے ہیں۔"

"مسٹر پیرز ڈولی..... ہو اس وفد کے لیڈر ہیں..... بول نہیں سکتے۔ لہذا مجھے تائب لیڈر مسٹر جوزف شرناام سے بات کرنا ہو گی..... میں ٹھیک کہ رہا ہوں نا مسٹر جوزف۔" صدر نے خونگوار انداز میں کہا۔

"جی ہاں..... بالکل۔" اس نے فوراً کہا۔

"تب پھر بتائیے..... آپ کو انکلز جھشید کی تجویز سے اتفاق یوں نہیں ہے؟"

"ہمیں کسی جگہ پسند ہے..... ہم بار بار جگہ تبدیل کرنا پسند نہیں کرتے۔"

"لیکن انکلز جھشید ایسا آپ کی حفاظت کے نظریے سے کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے وہ مصروف ہوں اور ن آئیں۔ اگر ایک کام صرف فون کرنے پر ہو سکتا ہے تو اس کے لیے انہیں یہاں ہلانے کی کیا ضرورت ہے۔"

"اوکے..... کریں بات۔" فونڈا گرین نے سرطاپا۔

"مسٹر پیرز ڈولی پیدائشی کوئی تو نہیں ہیں؟" انکلز جھشید نے پوچھا۔

"نہیں.... کچھ عرصہ پہلے زبان کا فانچ ہوا تھا انہیں۔"

"مطلوب یہ کہ یہ سن تو سکتے ہیں؟"

"جی ہاں، کیوں نہیں۔"

"اوکے۔" وہ بولے۔

اسی وقت صدر صاحب کی آواز سنائی دی۔

"ہاں جھشید..... کیا مسئلہ ہے؟"

"میں اس عمارت کو بالکل غیر محفوظ خیال کر رہا ہوں سر۔"

"کیوں کہ رہے ہو جھشید..... یہ عمارت تو ہمارے شرکی محفوظ ترین عمارت ہے۔" صدر صاحب نے جیران ہو کر گئا۔

"یہی بات ہے سر..... لیکن میں نے یہ کہا ہے کہ یہ عمارت ان دکوں کے لیے محفوظ نہیں ہے..... اور یہ کہنے کی ایک وجہ ہے..... میرا بنا ایک تجویز ہے..... اور میں یہ بات بلاوجہ نہیں کہہ سکتا۔ یہ بات

آپ بھی جانتے ہیں۔"

"اور ہم یہیں رہتا پسند کریں گے۔"  
 "آپ کی عرضی... جمیلیت... تم ان کی بات مان لو۔"  
 "تب پھر حفاظت کی نموداری آپ کسی اور سونپ دیں۔  
 کوئکد میں مفت میں بدنام نہیں ہونا چاہتا۔"  
 "کیا مطلب جمیلیت... مفت میں بدنام؟" صدر صاحب نے جیران  
 ہو کر کہا۔  
 "جی ہاں! اس عمارت میں ان کی حفاظت ہم کر نہیں سکیں  
 کے... کوئی خوفناک واقعہ ہوا تو اخبارات ظاہر ہے... ہمارے خلاف  
 سرخیاں لگائیں گے... کیا اس طرح ہم بدنام نہیں ہوں گے سر۔"  
 "ہاں یہ نجیک ہے... تب پھر تم ہی مشورہ دو... اس صورت  
 میں کیا کروں... کس کی قیومی یہاں لگاؤں۔"  
 "آپ اسکے فضلی کو یہ ذمے داری سونپ دیں۔"  
 "اوہ اچھا نجیک ہے۔" صدر صاحب بولے۔  
 "جی نہیں صدر صاحب۔" ایسے میں بوزف شریام بول اغا۔  
 "کیا مطلب... کیا کہنا چاہتے ہیں؟"  
 "ہماری حفاظت کی ذمے داری انہی کے پروردہ ہے گی۔"  
 "اس صورت میں آپ کو یہ عمارت پھوڑنا پڑے گی۔"  
 "حد ہو گئی... آخر یہ ضد پر کیوں اڑ گئے ہیں؟"  
 "ضد پر ہم نہیں... آپ اڑے ہیں۔" اسکے جمیلیت نے

نامنوجوار انداز میں کہا۔  
 "اچھی بات ہے... جمیلیت... میں اسکے فضلی کو بھیج دتا ہوں۔"  
 "نہیں صدر محترم ایسا بھی ہمیں منظور نہیں۔" بوزف شریام  
 فوراً بولا۔  
 "کیا مطلب؟"  
 "حفاظت کی ذمے داری اسکے جمیلیت کے ذمے رہے گی۔"  
 "لیکن میں اس عمارت میں یہ کام نہیں کر سکوں گا۔"  
 "حد ہو گئی... اب قیصلہ کیسے ہو؟" صدر بولکھلا اٹھے۔  
 "بہب ایک پیز مجھے ساف نظر آ رہی ہے سر... تو میں ذمے  
 داری کیسے لے سکتا ہوں۔"  
 "کیا مطلب جمیلیت... کیا نظر آ رہا ہے تمہیں؟" صدر چوکے۔  
 "یہی کہ اس عمارت میں ہم حفاظت نہیں کر سکیں گے۔"  
 "اف... آپ ہی مان جائیں مہمان گرامی صاحبان۔" صدر نے  
 ٹھلما کر کہا۔  
 "اچھی بات ہے... ہم اسکے جمیلیت کی ضد کے آگے ہتھیار  
 ڈالتے ہیں... لیکن اب حفاظت کی تمام تر ذمے داری ان کے سر ہو  
 گی۔"  
 "ضرور... کیوں نہیں... کیوں بھیشید... نجیک ہے؟"  
 "جی ہاں! بالکل نجیک۔"

"تم انہیں کہاں لے جا رہے ہو۔"  
"ببب یہ حضرات وہاں بھیج جائیں گے.... تو میں آپ کو بتا دوں گا۔"

"لیکن بھیشید.... یہ وہاں قید تو نہیں رہ سکتے۔ آخر انہیں ہم لوگوں سے مذاکرات بھی کرنا ہیں۔ ہمارے شر اور چند دوسرے شروں کے دورے بھی تو یہ حضرات کریں گے۔"  
"اہم ان کے ساتھ ساتھ ہوں گے.... پریشانی کی کوئی بات نہیں۔"

"اچھی بات ہے جمیشید.... اب مکمل طور پر ذمے داری تمہارے سر پر آگئی ہے۔"

"کوئی بات نہیں سمجھیں۔ اللہ مالک ہے۔"  
اور پھر اسپکٹر جمیشید نے اپنے ٹھنگے کی ایک بڑی گاڑی منگوائی۔  
انہیں اس میں سوار کرایا۔ اپنی فنیہ فورس کو اس گاڑی کی حفاظت کی ذمہ داری سونپ کر وہ وہاں سے روانہ ہوئے اور ایک خیریہ نہ کرنے پر انہیں لے آئے۔ یہ ٹھنگے درختوں کے درمیان گمراہ ایک شاندار تمارت تھی اور حد دربے پر فضا بھی تھی۔

"بہت خوب! یہ عمارت تو اس ریٹ ہاؤس سے کہیں زیادہ اچھی ہے۔" مزرا رہانے تحریف کی۔  
اس کی آواز نے ان کے جسم میں پھر مشنسی دوڑا دی۔ لیکن

انہوں نے چہرے سے کوئی بات ظاہر نہ ہونے دی۔ انہیں الگ الگ کرہ دے دیا گیا۔ ایک ساتھ بیٹھنے... باقیں وغیرہ کرنے کے لئے تمارت کا ہال کرو موجوں تھا۔ پوری تمارت اور اپنے کرے دیکھنے کے بعد جوزف شریام نے کہا۔

"یہاں یہاں حفاظتی اقدامات کا نام و نشان تک نظر نہیں آ رہا ہے مسٹر جمیشید۔"

"آپ کو ان پارے میں گھر مند ہونے کی ضرورت نہیں، یہ ہماری ایک خاص جگہ ہے۔ یہاں حفاظت کے انتظامات بھی عام انداز کے نہیں ہیں۔"

"بہت بہتر! ہمیں تو خبریوں بھی گھر کرنے کی ضرورت نہیں۔"

ذست، داری ہو مکمل طور پر آپ کی ہے۔"

"ہاں! وہ تو ہے۔" اسپکٹر جمیشید مسکرائے۔

"اس تمارت کی کوئی اور خوبی؟" چاڑھائے بول انھا۔

"ایک اور خوبی ہے۔" اسپکٹر جمیشید مسکرائے۔

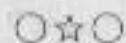
"اوڑ دہ کیا؟"

"یہ فائز پروف ہے۔ آگ نہیں لگ سکتی۔"

"کارے... کیا واقعی؟"

"ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے۔" جھوڈ نے برا سامنہ بنا�ا۔  
"اوہ ہاں واقعی۔"

ایسے میں عمارت کے اندر ایک تیز آواز گونج اٹھی۔



## نشانات

وہ سب بری طرح گھبرا گئے۔

"یہ... یہ آواز کیسی تھی؟"

"یہ آواز موت کی آواز تھی۔" اپنے جھیڈ مکارائے۔

"موت کی آوانی... کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہاں یہ موت کی آواز تھی.... ہم اس عمارت کے بعض خاص  
حسیں میں خاص قسم کے ہجوم بھی رکھتے ہیں... مثلاً جن غیر ملکی  
سوون کو ہم پکڑتے ہیں... اور جن کے پھر سے فرار ہونے کا نظر  
وتاہی... انہیں اس عمارت میں رکھتے ہیں.... کبھی کبھی یہ لوگ پیش  
پہانے لگ جاتے ہیں۔"

"لوہ تب تو یہ عمارت بہت خوفناک ہے۔"

"آپ کے لیے نہیں... ہمارے ملک کے دشمنوں کے لیے...  
آپ تو ہماری طرف پائیدار وستی کا ہاتھ بڑھانے آئے ہیں۔"

"بال! اس میں تو کوئی شک نہیں۔"

"بہت خوب! اپنے صاحب! نہیں امید ہے، ہمارا ساتھ خوب

"لزرے گا... یہ مک کے جاؤں آپ نے قید کر رکھے ہیں؟" ہوزف شرnam نے پوچھا۔  
"اس بات کا آپ سے کوئی تعلق نہیں، اس لئے میں جواب نہیں دے سکتا، امید ہے آپ محوس نہیں کریں گے۔" انہوں نے منہ بتایا۔

"پلے غیب ہے.... دراصل میں نے یہ اس لئے پوچھا تھا کہ کیسیں ہمارے ملک کا کوئی آدمی تو یہاں قید نہیں ہے.... اس صورت میں صورت حال بہت عجیب ہو جائے گی.... یعنی ہم یہاں خوش و خرم کے سلاسل ملتے ہی وہ یوں۔ وقت گزار رہے ہوں اور ہمارے ملک کا ایک شخص تکلیف میں ہو۔"  
"آپ نے اپنے حساب سے بالکل درست سوال پوچھا تھا اور فوری ضرورت ہے.... ساز و سامان کے ساتھ.... کیا آپ صرف آدمیں نے اپنے حساب سے بالکل درست جواب دیا ہے۔" اسکل جہشید کھنٹ میں سکتے ہیں۔

"ضرور کیوں نہیں... آنا کہاں ہے۔" "یہ بتانے کی ضرورت نہیں... میرے آؤ آپ کو لے آئیں گے۔"

"مجھے کیسے پاٹلے گا کہ وہ آپ کے آدمی ہیں یا نہیں۔" "شاخت کا ہو طریقہ ہمارے درمیان پلے سے ملتے ہے.... وہی خدمات کو خیہ رکھنا پڑتا ہے.... پلے سے بگہ مقرر کر لی جائے تو اس طریقہ اختیار کیا جائے گا۔"

"اوے کے.... میں سمجھ گیا۔ میں انہیں بالکل تیار ہوں گا۔" انہوں نے فون بند کر کے ان کی طرف دیکھا۔

"میرا خیال ہے.... اب آپ لوگ آرام کریں.... ہم ذرا انتظامات پر ایک نظر ڈال لیں۔" "اوے کے۔" وہ یوں۔ اور دو انہیں باہر لے آئے۔ "ہم آپ کو بہت زیادہ غرمند محوس کر رہے ہیں۔" "وہ بات کو جھوڑو۔ وقت بہت کم ہے.... اور کام زیادہ۔" یہ کہہ کر انہوں نے اپنا موبائل سیٹ نکالا اور اس پر فنر ڈاکل سلاسل ملتے ہی وہ یوں۔

"پروفیسر صاحب... اسکل جہشید بات کر رہا ہوں... آپ کی وقت گزار رہے ہوں اور ہمارے ملک کا ایک شخص تکلیف میں ہو۔"  
"آپ نے اپنے حساب سے بالکل درست سوال پوچھا تھا اور فوری ضرورت ہے.... ساز و سامان کے ساتھ.... کیا آپ صرف آدمی بھی سکتے ہیں۔"

"خبر پھوڑیں... کل ہماری صبح آنحضرت نے تادس بجے صدر سے بینٹک ہے... یہ مینٹک کہاں ہو گی۔"

"اس بارے میں صدر صاحب نے بچھے نہیں بتایا... میرا خیال ہے.... وقت ہونے سے پہلے وہ بتا دیں گے.... دراصل اس قسم کے خدمات کو خیہ رکھنا پڑتا ہے.... پلے سے بگہ مقرر کر لی جائے تو اس کے بارے میں خائف لوگوں کو پتا چل سکتا ہے۔"

"اوہ ہاں! یہ تو ہے۔"

"میں یہاں خان رحمان اور پروفیسر داؤد کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں"۔

"تو یہ ابھی آپ نے کون پروفیسر صاحب کو فون کیا تھا؟"

"وہ ایک اور پروفیسر ہیں۔۔۔ جب سامنے آئیں گے تو جان جاؤ گے"۔

"اگر آپ ان کی ضرورت نہ بھی محسوس کر رہے ہوں۔۔۔ تب بھی انہیں بلا سکتے تھے۔۔۔ ان کے بغیر تو اب کسی کیس میں مل نہیں گئے"۔

"میرے محسوسات بھی یہی ہیں"۔

"بس تو پھر گریں فون"۔

ان دونوں کو فون کیا گیا۔۔۔ ان سے بھی یہی کہا گیا کہ ان کے ماتحت خود انہیں لے لیں گے۔۔۔ اس لیے کہ جگہ کا نام بتانا خوفناک ہو سکتا تھا۔۔۔ تو یہ گھٹے بعد تینوں حضرات وباں بہنچ گئے۔۔۔ اب انہیں مصوم ہوا کر انہوں نے کون پروفیسر صاحب کو بیانیا تھا۔۔۔ انہیں تو فوری طور پر ایک دوسرے کمرے میں پہنچ دیا گیا۔۔۔ اور ان کے ذمے جو کام نکلے۔۔۔ اور ایسے میں فرزانہ کے کان کھڑے ہو گئے۔۔۔

"ایا بیان؟ میں بم کی خوبیوں محسوس کر رہی ہوں"۔

"مک۔۔۔ کیا کہا یہیں۔۔۔ بم کی خوبیوں"۔۔۔ پروفیسر داؤد ہکلا کے۔۔۔

"جلنے۔۔۔ آپ بم کی بدبو سمجھ لیں"۔

"لیکن فرزانہ۔۔۔ میرے خیال میں ہم نے حد درستے اختیاط کی ہے۔۔۔ اور اس جگہ کے بارے میں ابھی تک نہ کسی دوست کو معلوم ہے۔۔۔ دشمن کو۔۔۔ یہاں تک کہ صدر صاحب کو بھی معلوم نہیں۔۔۔ ان حالات میں بھلا کوئی یہاں بم کیسے رکھنے آگئا"۔

"آپ بھول رہے ہیں۔۔۔ یہاں آپ کے پروفیسر دوست آئے ہیں"۔

"میکن وہ اپنے آدمی ہیں۔۔۔ اور انہیں ہمارے اپنے آدمی لائے ہیں۔۔۔ نہیں فرزانہ تمہارا خیال غلط ہے"۔

"ہاتھ کلکن کو آری کیا۔۔۔ پروفیسر انکل۔۔۔ آپ زرا اپنے آئے کی مدد سے چیک کریں۔۔۔ آس پاس کوئی بم تو نہیں ہے"۔

"اوہ ہاں! چیک کرنے میں کیا حرج ہے بشید"۔

"کوئی حرج نہیں۔۔۔ ضرور چیک کریں۔۔۔ لیکن یہ بات فرزانہ کا وہم ہدایت ہو گی"۔

"خیں۔۔۔ دیکھ جائے گا"۔

اور پھر انہوں نے آکر نکال کر اسے مختلف بندوں پر چھوٹا شروع کیا۔۔۔ ایک جگہ وہ بہت تور سے اچھلے۔۔۔

"اڑے باپ رے۔۔۔ جمیلی۔۔۔ تم بار گئے۔۔۔ فرزانہ بیت گئی"۔

"مک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ تھ۔۔۔ تو کیا یہاں بم موجود ہے؟"۔

"ہاں.... کوڑے کی اس نوکری میں"۔ انہوں نے کاپ کر کھا دی۔ "وہ کاپ گئے۔

انہوں نے فوراً نوکری کو الٹ دیا۔ اس میں واقعی بم موجود۔ "ہاں بالکل۔ لیکن آپ کی آمد سے پہلے یہ عمارت کے اندر تھا۔ آن کی آن میں پروفیسر داؤ نے بم کو بیکار کر دیا اور ہاپ کر دیا تھا۔" "ای مطلب!" وہ زور سے اچھے۔ ان کی آنکھوں میں خوف بوالے۔

"یہ تو حد درجے خطرناک بم ہے جیشید"۔ دوڑ گیا۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔ کیا ہمارے دوست پروفیسر اس نوکری کے پاس سے گزرتے تھے؟" "تم معاف چاہتے ہیں۔ لیکن تفیض کرنے پر مجور ہیں۔" "اچھی بات ہے۔ مجھے گرفتار کر لیں۔" اس نے پر سکون آواز

"خیال تو نہیں ہے۔ لیکن یقین سے کہا گئی نہیں جا سکتا۔ میں کہا۔

اس لیے کہ ان پر ہم نے بالکل بیٹک نہیں کیا۔ اور تھے ان لوگوں، "اس کی ضرورت نہیں۔ پہلے یہ دیکھنا ہو گا۔" یہ بم آپ بیٹک کیا جو انہیں لے کر آئے ہیں۔" لائے ہیں یا نہیں۔"

"تب پھر۔ یہ بم یہاں کھا سے آگیا۔ انپکڑ جیشید بڑا۔" "تو پھر دیکھ لیجے ہیں۔"

اور پھر اس کرے گی طرف دوڑ پڑے۔ جس میں دوست پروفیسر، "آپ اپنی انگلیوں کے نشانات دے دیں۔" "ضرور کیوں نہیں۔" چھوڑا گیا تھا۔

وہ اپنے کام میں صروف نظر آئے۔ چھڈ لئے تک وہ اُنہیں۔ ان کی انگلیوں کے نشانات لے گئے اور بم پر پائے جانے والے نشانات سے ان کو ملا یا گیا۔ لیکن نشانات بالکل مختلف تھے۔ بنور دیکھتے رہے پھرے سکون آواز میں بوالے۔

"اس بم کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟"

"بم۔ کیا مطلب؟" وہ بڑی طرح اچھے۔

"یہ دیکھئے۔ یہ تہمیں کوڑے کی نوکری سے ملا ہے۔" "اس میں معافی کی کیا بات۔ آپ اگر اس طرح چیک نہ کریں

"وہ بیپ رہے۔ لگکے کیا آپ نے اس کو بیکار کر دیا تھا۔" لہذا آپ اپنا کام کریں۔ میں اپنا کام کر

ان سب کی الکلیوں کے نشانات لے گئے۔ پھر بھم پر پائے جائے  
والے نشانات سے ان سب کو ملایا گیا۔  
جب تباخ ان کے سامنے آئے تو۔۔۔  
ان پر حیرت کی بکلی گری۔

○☆○

رہا ہوں.... اور میری طرف سے باہل کے ٹکر رہیں.... میں نے زدرا  
بھی برائیں نہیں نہیں۔ انہوں نے خوش دلی سے کہا۔  
وہ ایک بار پھر شکریہ او اکر کے باہر نکل آئے۔۔۔ اب انہوں۔۔۔  
ایک کمرے کے دروازے پر دلکش دلی۔

"لیں۔۔۔ جوزف شریام نے باہر نکل کر کہا۔  
"آپ کی الکلیوں کے نشانات کی ضرورت ہے؟"  
"میں مطلب؟"

"مطلب یہ کہ عمارت میں بھم پایا گیا ہے۔۔۔  
"اور آپ کا کیا خیال ہے۔۔۔ کہ بھم میں سے کسی نے را  
ہے۔۔۔ اس سے زیادہ فضول خیال بھی کوئی ہو سکتا ہے۔۔۔ کیا اپنی  
کام سامان ہم خود کریں گے۔۔۔  
"نہیں۔۔۔ لیکن اس کے باوجود ہم الکلیوں کے نشانات  
کے۔۔۔"

"تب آئیں اس سلسلے میں صدر صاحب سے بات کرنا ہو گی  
آپ ہماری توجیہ کر رہے ہیں۔۔۔  
"اگر آپ چاہتے ہیں۔۔۔ ہم آپ کی حفاظت کا کام کر  
رہیں۔۔۔ تو آپ کو ہمارے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا۔۔۔ اور اس تعداد  
مریقدیں بے کہ آپ سب الکلیوں کے نشانات دے دیں۔۔۔  
"بھی بات ہے۔۔۔ لے لیں نشانات۔۔۔"

## دو سرا

بم پر پائے جانے والے نشانات ان سب کے نشانات سے مختلف  
تھے۔

”یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“ - اپنے جمیلہ بیٹا کے  
”اس کا مطلب تو پھر یہ ہے کہ بم ان میں سے کسی نے نہیں  
رکھا۔“

”اور نہ پروفیسر صاحب نے رکھا۔“

”تو پھر... آخر کس نے رکھا؟“

”اس کا صرف اور صرف ایک مقصد ہے... یہ کہ بم ہمارے  
عہدے میں سے کسی نے رکھا ہے؟“ - اپنے جمیلہ نے سرسری انداز میں  
کہا۔

”کیا ایسا ممکن ہے جمیلہ؟“

”نہیں.... میرا غمہ جان تو دے سکتا ہے، غداری پر آنادہ نہیں  
بو سکتا۔“

”تب پھر اسے کیا کہا جائے گا؟“

”اب انہوں نے محلے کو واٹر لیس پر مخاطب کیا.... وہ سب خیز  
بچوں پر چھپے تھے۔  
”تم میں سے کسی ایک پر بھی مجھے ذرہ برابر بھی نہیں  
ہے۔“

”کیا مطلب سر؟“ - وہ چوڑا کا۔

”تم نیک سمجھ رہے ہو، اس کے باوجود ہمیں اپنا اطمینان کرنا ہو  
گا۔ کیونکہ ایک ایسا معاملہ پیش آیا ہے... عمارت کے اندر سے ایک  
بہت خطرناک بم ملا ہے اور اگر ہم اس کو پانہ لیتے... یہ عمارت ہم  
ب سیست میٹے کا ذہیر بن جاتی۔“ - انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

اب یہ بات واٹر لیس سیٹ پر وہ سب سن رہے تھے۔

”اللہ اپنا رحم فرمائے سر... لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے... یہ ہو  
کے گیا۔“

”ہمیں یہی دیکھنا ہے۔ اندر موجود سب لوگوں کی الگیوں کے  
نشانات تو ہم بم پر پائے جانے والے نشانات سے ملا چکے ہیں.... ان میں  
سے تو کسی کے نشانات بم پر ہیں نہیں.... اب رہ گئے تم لوگ... تم پر  
میں ایک لمحے کے لئے بھی نہیں کر سکتا.... لیکن جاسوسی اصول  
کے مطابق ہمیں یہ کرنا ہو گا۔“

”ہم سمجھ گئے سر... ہم اپنے نشانات دینے کے لئے تیار ہیں۔“

”تب پھر تم سب کو باری باری میرے پاس آنا ہو گا.... میں

پوزیشن نمبر نو پر موجود ہوں..... ہر تین منٹ بعد ایک ساتھی میرے پاس آئے گا۔"

"اوکے سر۔" وہ ایک ساتھ بولے

اب یہ کام شروع ہوا۔ کام مکمل ہونے پر ان کی حیرت میں اور اضافہ ہو گیا۔ ان میں سے کسی کے نشانات بھی بم پر نہیں تھے۔

"اب تو پھر ایک ہی صورت رہ جاتی ہے جیشید۔" خان رحمان سکرائے۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ ہم اپنی انگلیوں کے نشانات بھی چیک کر لیں۔"

"بالکل تھیک۔" یہ کرنا ہو گا۔" وہ سکرائے

"یہ آپ کیا کہ رہے ہیں۔" اب ہم خود کو چیک کریں گے۔  
یعنی ہمیں اپنے آپ پر بھی ٹک کرنا ہو گا۔"

"ہاں! مجبوسی ہے۔ جاسوسی اصول میں ہے۔ آؤ محمود۔ پہلے تم انگلیوں کے نشانات دو۔"

ای مرح انسوں نے اپنے نشانات بھی ملائے۔ لیکن کسی کے نشانات بم پر پائے جانے والے نشانات سے نہ طلب۔

"اب ہم کیا کریں۔" اس کا صاف مطلب تو پھر یہ ہے کہ کوئی نامعلوم آدمی ہم سب کی نظریں چاکر عمارت میں داخل ہو اور یہ بم رکھ کر اطمینان سے واپس بھی چلا گیا اور ہمیں کافیں کافیں خبر نہیں

ہوئی۔"

یہ ناگزیر ہے سرب۔ اس بات کی نفی تو عمارت کے ارد گرد کے آلات بھی کریں گے۔ آپ اس تمام عرصے کی وظیفہ ملاحظہ فرمائیں۔ اگر کوئی داخل ہوا ہو گا تو اس کی قسم بین چکی ہو گی۔"  
"ہاں! آپ یہ بھی کرنا ہو گا۔"

انہوں نے خود کار وڈیو کمرے کے ذریعے بننے والی قلم لی اور اس کو ویسی آڑ پر چلا کر دیکھا۔ تمام قلم تجز تجز چلا کر انہوں نے دیکھ دیا۔ لیکن کوئی نامعلوم آدمی اندر داخل ہوتا یا باہر لٹکا نظر نہیں آیا۔

"اب ہم کیا کریں۔ پوری کوشش کے باذخود ہم یہ نہیں جان سکے کہ بم اندر کس طرح پہنچا۔" اسکے بعد جیشید نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"ہمیں تو چکر پر چکر آرہے ہیں ایا جان۔"

"گویا فی الحال ہم یہ نہیں جان سکتے کہ بم اندر کیسے پہنچ گیا۔ خیر ہم اس بات کو پھر دیکھیں گے۔"

"لیکن ایا جان۔ اب نہیں دیکھ سکے۔ تو پھر کسی وقت کیسے دیکھ سکیں گے۔" فرزانہ نے مند بنا لیا۔

"لو ہو بھی۔ اب ہم کرہی کیا سکتے ہیں۔ تم خود سوچ جو صرف ایک مسئلے پر تو ہم تمام وقت صرف نہیں کر سکتے۔" انہوں نے

جلا کر کما۔

”چلے پھر تھیک ہے۔ جو آپ کتے ہیں۔ ہم وہ کر لیتے ہیں۔۔۔  
دیے بہتر تھا۔ ہم ایک آخری کوشش اور کر لیتے۔۔۔“  
”آخری کوشش۔۔۔ کیا مطلب؟“ انپلز جشید نے چونک کراس  
کی طرف دیکھا۔

”ہاں آخری کوشش۔۔۔ انکل اکرام کو بم پر پائے جانے والے  
نشانات ریے جائیں۔۔۔ تاکہ وہ اپنے ریکارڈ سے ملا کر دیکھے لیں۔۔۔“  
”اوہ اچھا۔۔۔ یہ بھی کر لیتے ہیں۔۔۔ ایسا کرنے میں ہمارا کوئی  
نقصان نہیں ہے۔۔۔“ انہوں نے سکرا کر کما اور اکرام کو ہدایات دیں۔۔۔  
اس کا آدمی فوراً وہاں پہنچ گیا اور نشانات لے کر چلا گیا۔۔۔ کچھ دیر بعد  
اس کی طرف سے فون ملا۔

”سریں یہ نشانات ریکارڈ میں سے نہیں ملے۔۔۔“

”اوہ اچھا۔۔۔ خیر تھیک ہے۔۔۔“

اب انہوں نے سوالیہ انداز میں اپنے ساتھیوں کو دیکھا۔

”اب کیا خیال ہے؟“

”ان نشانات کو فی الحال ایک طرف ہی رکھنا پڑے گا۔۔۔“

”میں میں نے کہا تھا۔۔۔ آؤ زرماں مہماں سے مل لیں۔۔۔ بہت دیر  
بوحثی۔۔۔ ان کا حال نہیں پوچھا۔۔۔ رات کا کھانا بھی کھانا ہے۔۔۔ اور پھر  
انہیں سونے کے لیے ان کے کمروں میں بھی داخل ہوتے دیکھنا ہے۔۔۔“

وہ انھے کھڑے ہوئے۔ دوسرے دن صدر صاحب سے ان کی  
ملاتی ہوئی۔۔۔ اس دوران انپلز جشید اور ان کے ساتھ ساتھ والے  
کمرے میں موجود رہے۔۔۔ صدر صاحب ان کے پاس آئے اور یوں۔۔۔  
”ہاں بھی۔۔۔ ہر طرح خیریت رعنی نارت۔۔۔“  
”اس طرح تو نہیں کہ سکتے سر۔۔۔ قریب قریب خیریت کہ سکتے  
ہیں۔۔۔“

”کیا مطلب؟“ وہ چونکے۔

انہیں بم والا واقعہ بتایا گیا۔

”اڑے باپ رے جشید۔۔۔ اگر تمہاری عمارت میں بم بخٹ کے  
ہے تو پھر کس عمارت کو محفوظ رکھ کر سکتے ہیں۔۔۔“  
”نہیں سر۔۔۔ ہم تو کہیں گے۔۔۔ فی الحال تو۔۔۔ ہم وہیں رہیں  
گے۔۔۔“

”لیکن بھی۔۔۔ وہ تو اب خطرناک نہیں بن گئی۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ آپ فکر نہ کریں۔۔۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔ میں نے تو یہ معاملہ تمہارے پر دکر دیا  
ہے۔۔۔ اب تم جاؤ۔۔۔“

”آپ فکر نہ کریں۔۔۔“

ملاتیں کے بعد وند کو ایک تاریخی مقام دکھایا گیا۔۔۔ اس سر کے  
دوران وہ پروفیسر صاحب بھی ان کے ساتھ رہے۔۔۔ جنہیں عمارت میں

”چھنی حس کو سلانا۔ اے تو جائے ہی رہنا چاہیے۔“  
 ”حد ہو گئی۔ میں اے سلا بھی کیسے سکتی ہوں۔ یہ بات  
 میرے اختیار میں کب ہے۔“  
 ”لہاس۔ تو پھر تم نے کما کیوں تھا کہ کیا میں اپنی چھنی حس کو  
 سلانا دوں؟“  
 ”وہ میں نے جمل کر کیا تھا؟“  
 ”اچھا خیر۔ آئندہ تم ہمیں کوئی بات جمل کرنہ کہنا۔“ محمود نے  
 کہا۔  
 ”لہست بہتر۔ مشورے پر عمل کروں گی۔“ اس نے جمل بھن کر  
 کہا۔  
 ”کیا خاک عمل کرو گی۔“ تم نے تو یہ جملہ بھی جمل بھن کر کہا  
 ہے۔“ فاروق چلتا۔  
 ”تو ہمیں اس سے کیا؟“  
 ”میں اس وقت فرزانہ اچھل کر کر گزی ہو گئی۔“  
 ”عن نہیں ایا جان۔ اب میں یہاں نہیں رہ سکتی۔“  
 ”پو فیر انکل مہوالی فرم اکر فوراً“ اس کمرے کو اپنے آٹے کے ذریعے دیکھے  
 لیں۔“  
 اس کے چہرے پر اس قدر گمراہت دیکھ کر وہ سب گمراہ گئے۔  
 آٹے کی مد سے کمرے کا جائزہ لیا گیا اور پھر وہ بہت زور سے اچھلے۔

بلایا کیا تھا اور جو اپنے کمرے میں کام کرتے رہے تھے۔ آج وہ انہیں  
 ساتھ رائے تھے۔ جوزف شرام نے ان کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا  
 تو ایکٹر جمیل نے انہیں بتا دیا کہ وہ ان کے ساتھی ہیں۔ اور بعض  
 امور کے ماہر ہیں، اس لئے انہیں ساتھ رکھنا ضروری ہے۔  
 وفد کے ارکان نے سرہلا دیے۔ تاریخی مقام کی سیر کے بعد  
 انہیں پھر اس عمارت میں لا یا کیا۔ اندر داخل ہونے سے پہلے انہوں  
 نے اپنے ماتحتوں سے پوچھ چکھ کی۔ انہوں نے بتایا کہ ہر طرح خیریت  
 رہی۔ کوئی آیا نہ گیا۔ اب وہ اندر داخل ہوئے، مسلمان تو اپنے اپنے  
 کمرے میں چلتے گئے۔ وہ اپنے کمرے میں آئیشے۔ اور وہ پو فیر  
 صاحب اپنے کمرے میں چلتے گئے۔ ایسے میں فرزانہ نے شدید بے  
 چینی محسوس کی۔  
 ”نہ جانے کیا بات ہے۔ میں بہت بے چینی محسوس کر رہی  
 ہوں۔“

”ویکھو فرزانہ۔ پہلے ہی تمہاری پہ بے چینی گل کھلا چکی ہے۔“  
 اب تو اسے رہنے دو۔“ فاروق نے منہ بنا لایا۔  
 ”حد ہو گئی۔ تو کیا میں اپنی چھنی حس کو میٹھی نہیں سلانا دوں۔“  
 ”ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔“ فاروق سکرایا۔  
 ”دنیں بھی۔ یہ نحیک نہیں ہو گا۔“ ایکٹر جمیل نے سرہلا دیا۔  
 ”ہی۔ کیا مطلب۔ کیا نحیک نہیں ہو گا؟“

"اکرام نے پہلے نشانات اور بعد والے نشانات کو ساتھ رکھ کر  
عدسے سے ان کا معائنہ کیا اور پھر اس کے چہرے پر حیرت کے آثار  
نمودار ہو گئے۔

"اف مالک! یہ تو بالکل ایک جیسے ہیں... اور اس کا مطلب  
ہے... دوسرا بھی اسی نے رکھا ہے.... جس نے پہلے رکھا تھا۔"

○☆○

"یہاں کوئی بم ہے۔"

"کیا!!!" وہ سب چلا گئے۔

اور پھر بم اپنیں نظر آگیا۔ وہ آتش و ان کے نیچے چھپا گیا  
تھا۔

"اف مالک! عمارت میں تو پھر بم موجود ہے... جبکہ عملہ کہہ رہا  
ہے... کوئی آیا نہ گیا۔ نہ قلم میں کوئی چیز نظر آئی۔ تب پھر بم  
کوں دوپاہر رکھ گیا۔" اسپکٹر جشید کاٹ پڑ گئے۔

"معاملہ حد درجے خوفناک اور پراسرار ہے جشید۔ ہمیں کچھ  
کرنا چاہیے۔" پروفیسر اوڈ نے پوکھلا کر کہا۔

"ہاں پروفیسر صاحب! میں بھی اب بہت پریشان ہو گیا ہوں۔  
خیر کوئی بات نہیں۔ ہم ایک بار پھر تھے مرے سے تفیش کریں  
گے۔ سب سے پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ اس بم پر بھی الگیوں کے  
نشانات موجود ہیں۔"

"اوہ ہاں! یہ نحیک ہے۔" خان رحمان چکٹے  
ایک بار پھر اکرام کو بلایا گیا۔ بم پر سے الگیوں کے نشانات  
اندازے گئے۔

"سب سے پہلے تو اکرام ان نشانات کو پہلے بم پر ملئے والے  
نشانات سے ملاو۔" اسپکٹر جشید نے کہا۔

"بھی بہتر۔" اس نے فوراً کہا۔

## بے داغ

ان سب کے دماغ بھائیں بھائیں کر رہے تھے۔ چہوں پر صرف  
حیرت ہی حیرت تھی۔ اور کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آ ری تھی۔  
”اگر ام بارے یہ کس تم حل کرو۔ ہم تو لگتا ہے۔ بالکل ہے۔  
بس ہو گئے ہیں۔“

”جی۔ کیا فرمایا آپ نے۔ مم۔ میں حل کرو۔ ارے  
باپ رے۔“ اکرام بونکلا الحما۔

”تب پھر ہم یہ کیس کس طرح حل کریں؟“  
”جج۔ جیسے۔ پلے آپ نے ان گست کیس حل کئے ہیں۔  
بالکل اسی طرح۔“ وہ مسکرا یا۔

”ذائق نہ کرو بھائی۔ یہ کیس اور قسم کا ہے۔ مجھے پریشانی یہ  
ہے کہ اگر وند کے ارکان میں سے کسی کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو کیا ہو  
گی۔ ہمارے ملک کی کس قدر ہے عزتی ہو گی۔“

”لیکن آپ ہی ہتا ہیں۔ ہم کیا کر سکتے ہیں؟“  
”صبر۔ شکر۔“ فاروق نے فوراً کہا۔

انپکڑ جشید نے کوئی جواب نہ دیا۔ صدر کے نہر ملا گئے۔  
”السلام علیکم۔“ سامنے ملنے پر وہ بولے۔  
”ہاں جشید۔ ساؤ کیا خبر ہے؟“  
”بہت خوفناک سریں۔ ایک اور بیم ملا ہے عمارت سے، اس پر بھی  
الگیوں کے نشانات اسی شخص کے پائے گئے ہیں۔ جس کے پلے بیم پر  
پائے گئے تھے۔“  
”اوہ اوہ۔ تب پھر؟“  
”تب پھر یہ کہ یہ مہمان شدید خطرے میں ہیں۔ اب ایک ہی  
راستا رہ جاتا ہے۔“  
”اوہ وہ کیا جشید۔ تم راستا بیٹاؤ۔ عمل میں کر ڈالوں گا۔“  
”آپ اس وند کو فوری طور پر واپس بھیج دیں سر۔“  
”ہاں! یہ کیا کہہ دیا جشید۔ مجھے تم سے ایسی امید تو ایک  
یصد بھی نہیں تھی۔“  
”خود مجھے بھی نہیں تھی اپنے آپ سے یہ امید۔“ انپکڑ جشید  
نے بے چارگی کے عالم میں نہا۔  
”مجھے افسوس ہے جشید۔“  
”تی۔۔۔ لیکن کس بات پر؟“  
”اس بات پر کہ میں تماری تجویز پر عمل نہیں کر سکتا۔ اس  
طرح تو ملک کی وہ بے عزتی ہو گی کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔“

”جمشید یا رہا..... تم ان حالات میں مذاق کے موڑ میں ہو؟“  
 ”بھی نہیں..... میں بے بھی محسوس کر رہا ہوں۔“  
 ”اچھی بات ہے..... رسیور فزانہ کو دو۔“  
 ”یہ لو فزانہ..... اپ تم بات کرو۔“  
 ”یہ..... یہ آپ کیا کر رہے ہیں اپا جان۔ ایسا تو نہ کریں۔“  
 فزانہ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کما اور کامپتے ہاتھوں سے رسیور  
 لے لیا۔  
 ”فرزانہ..... خدا کے لئے کوئی ترکیب سوچو۔ ایسی ترکیب کر  
 سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ نوٹے۔ وند کا دورہ بھی مکمل ہو  
 جائے اور ہمارے ملک پر حرف بھی نہ آئے۔“  
 ”نج..... بھی..... مثکل اور۔“ فزانہ نے گزرا کر کہا۔  
 ”کیا کما..... تم نے..... مثکل اور۔“  
 ”نج..... وہ..... وہ حروف کی شرارت ہے..... جگہ بدلتے گے۔“  
 ”میں کچھ نہیں سنوں گا۔ سوائے اس کے کہ تم نے ایک عدو  
 نمایت شان دار بے داغ تم کی ترکیب سوچ لی ہے۔“  
 ”ارے بات رے..... نمایت شان دار بے داغ ترکیب۔“  
 فزانہ نے بوکھلا کر کہا۔  
 ”ہاں بالکل۔“ وہ بولے اور فون بند کر دیا۔  
 ”اب..... اب میں کیا کروں۔“

”اور سرا اگر کوئی گزیدہ ہو گئی۔ ان کے ساتھ کوئی اونچ خیج ہو  
 گئی تو کیا اس صورت میں جو بے عزتی ملک کی ہو گی۔ اس بے عزتی  
 کے بارے میں ہم سوچ سکتے ہیں۔“  
 ”نہ نہیں۔“ صدر صاحب ہکلائے  
 ”تب پھر یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔ کہ آپ کون سی بے  
 عزتی پسند کرتے ہیں اور کون سی ناپسند۔“ انپکڑ جمشید مکرانے  
 ”حد ہو گئی جشید۔۔۔ بے عزتی کسی بھی قسم کی ہو۔۔۔ یہ بھی کوئی  
 پسند کرنے کی وجہ ہے۔“  
 ”لیکن ایسے موقعے پر انسان یہ تو پسند کرے گا کہ کم بے عزتی  
 بہتر ہے گی۔“  
 ”اوہ ہو بھی۔۔۔ تم ایسی ترکیب کیوں نہیں سوچتے۔۔۔ کہ بے عزتی  
 ہو ہی نہ۔“  
 ”یہ کام پھر فزانہ کا ہے۔۔۔ آپ اس سے کہیں۔“ انپکڑ جشید  
 مکرانے۔  
 ”یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ اگر یہ کام اس کا ہے تو بھی کیا تم اس سے  
 نہیں کہ سکتے کوئی ترکیب سوچنے کے لئے۔“  
 ”آپ کے کہنے کا زیادہ اثر ہو گا۔۔۔ میں تو روزانہ کتنا رہتا ہوں  
 ٹا۔۔۔ فزانہ سوچو کوئی ترکیب۔۔۔ آپ نے آج تک اس سے یہ فرمائی  
 نہیں کی ہو گی۔“

"سچ ترکیب کرنا کیا ہے"۔ فاروق سکرایا۔

"لیکن کیسے سچوں۔ یہاں سوچنے کے لئے ہے یہ کیا۔ ذرا سچوں"۔

"ایک منٹ"۔ فاروق نے فوراً اس کی بات کاٹ دی۔

"کیوں؟ کیا ہوا؟"

"ایک طرف تم کہ رہی ہو۔ یہاں سوچنے کے لئے ہے یہ کیا۔ دوسری طرف کہ رہی ہو ذرا سچوں"۔ جب یہاں سوچنے کے لئے پکھہ ہے ہی نہیں تو میں سچوں کیا؟"

"ہے کوئی تک اس بات کی"۔ فرزانہ نے تھلما کر کما۔

"تک تو نہیں ہے۔ لیکن تم نے یہ کہا ہی کیوں تھا کہ یہاں سوچنے کے لئے ہے یہ کیا"۔ محمود سکرایا۔

"اچھا خیر۔ میں پھر سے بات شروع کرتی ہوں۔۔۔ فاروق کی آنوارت ہے۔۔۔ باوجود وقت ضائع کرتا رہتا ہے۔۔۔ جب دوبار عمارت کے اندر بم مل چکا ہے۔۔۔ اور ہم بم رکھنے والے کو سر توڑ کوشش کے باوجود گرفتار نہیں کر سکتے۔۔۔ تو یہ لوگ خطرات ہی خطرات میں گھب ہوئے ہو سکتے ہیں۔۔۔ بہتر یہی ہے کہ انہیں یہاں سے کسی اور عمارت میں لے چلیں"۔

"عد ہو گئی۔۔۔ یہ اس نے ترکیب جاتی ہے"۔ محمود جل کر بولا۔

"ان حالات میں اس سے بہتر ترکیب کیا ہو سکتی ہے بھلا"۔

"ضرور ہو سکتی ہے۔۔۔ تم ذہن پر نور دو۔۔۔ فاغ سچ کر دے۔۔۔ اس خانے کو شلوٹ۔۔۔ جو بجوبہ ترکیبیں بتاتا رہتا ہے"۔

"اب تم پکھہ دری کے لئے خاموشی اختیار کر گے تو یہ پکھہ سچ سکے گی ہا۔۔۔ پروفیسر داؤڈ سکرائے۔۔۔

"لبجھے ہم خاموش ہو جاتے ہیں"۔ فاروق نے گویا اعلان کیا۔

"اب دیکھنا یہ ہے کہ تم اس اعلان پر کب تک کاربنڈ رہتے ہو"۔ فرزانہ نے منہ بھایا۔

"بس کاربنڈ ہی کاربنڈ بھوو"۔

اور وہاں خاموشی چھا گئی۔۔۔ فرزانہ گھری سچ میں ڈوب گئی۔۔۔ کافی دری بعد اس نے آنکھیں کھویں۔۔۔ سر کو ایک جھٹکا دیا اور خوف تزوہ انداز میں بولی۔

"میرے ذہن میں کوشش کے باوجود کوئی ترکیب نہیں آ رہی۔۔۔ بس خوفناک خیالات آ رہے ہیں جب کہ پسلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔۔۔ بہتر ترکیب یہی رہے گی کہ اس وند کو واپس بھیج دیا جائے"۔

"بالکل ٹھیک فرزانہ۔۔۔ سچ سچ کر میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔۔۔ لیکن یہی ہماری مشکل ہے۔۔۔ صدر صاحب اس پر تیار نہیں ہیں"۔

"تب پھر۔۔۔ ہم کیا کریں"۔ فرزانہ نے تھلما کر کما۔

"ترکیب سوچنا ہو گی۔۔۔ ایک بار پھر ذہن پر نور دو۔۔۔ نہ صرف

تم بکہ ہم ببھی۔“

”اچھی بات ہے... یونہی سی۔“

وہ سب سوچ میں ڈوب گئے... اس بار پروفیسر داؤن نے سر اخلاخ  
اور بولے۔

”ان سب لوگوں کو ایک کمرے میں رکھا جائے اور ان کے  
ساتھ ہی ہم بھی رہیں۔“ لیکن اس طرح ہم یہ وہ دشمن کے جملے  
سے محفوظ ہو جائیں گے۔ ان پر جیشید بولے۔

”ان سے بچاؤ کے لئے باہر خیہ فورس موجود ہے۔“

”لیکن آپ اس دشمن کا کیا کریں گے... جو خیہ فورس کی نظر  
بچا کر عمارت میں دو بار ہم رکھ پکا ہے، ہمارا اصل مسئلہ تو وہ دشمن  
ہے۔ اسی نے ہمیں اس الجھن میں جلا کیا ہے، اگر کبوں والا معاملہ  
پیش نہ آ جاتا تو ہم پر سکون رہ کر اپنا کام کرتے۔“

”افسوس۔“ انہوں نے سر آہ بھری۔

”افسوس کس بات پر؟“

”میں ترتیب پتا سکتا ہوں... لیکن تم ماں گے نہیں۔“

”چلے آپ بتائیں تو سی۔“

”اوے کے... ان سب کو میری تجربہ گاہ میں لے چلو... وہاں کوئی  
دشمن بھی ہم نہیں رکھ سکے گا۔“

”ترتیب بہت اچھی ہے اور مجھے کوئی اعتراض نہیں،“ لیکن اصل

مسئلہ مہماںوں کے مانے کا ہے۔“

”تو پھر چل کر ان سے بات کر لیتے ہیں۔“

انہوں نے مہماںوں کو ایک جگہ جمع کیا، صورت حال بتائی اور پھر  
انپر جیشید بولے۔

”ب سے بہتر ترتیب ان حالات میں یہ تھی کہ آپ لوگ  
والپس اپنے ملک چلے جاتے... لیکن ہمارے صدر صاحب اس بات کو  
پسند نہیں فرمائے۔ آپ کیا کہتے ہیں۔“

”ہم... ہم بھی والپس جانا پسند نہیں کریں گے۔“

”اوے کے... اب اس عمارت کے بارے میں سن لیں، ہمارے  
خیال میں یہ محفوظ ترین عمارت ہے، ہر قسم کے خطرے سے محفوظ،  
لیکن اس کے باوجودو... باہر خیہ فورس کے ہونے کے باوجودو... جدید  
سانسی آلات نصب ہونے کے باوجودو... اندر دو بار ہم رکھا جا چکا  
ہے... یہ بات خطرناک ہے اور ہمارے لیے بہت پریشان کن ہے....  
ان حالات میں ہم نے آپ لوگوں کے لیے ایک اس سے کہیں زیادہ  
محفوظ عمارت کا انتخاب کیا ہے... اگر پسند کریں تو ہم ابھی اور اسی  
وقت وہاں جانا چاہتے ہیں۔“

”لیکن انپر جیشید صاحب... آخر ہم اس طرح کتنی عمارت تبدیل  
کریں گے۔“

”بس یہی ایک... اس کے بعد ہم آپ کو ایسا کرنے کے لیے

ہرگز نہیں کہیں گے"۔ وہ بولے۔

"نہیں! ہم نہیں رہیں گے"۔

"چلے آپ کی مرضی"۔

"ہماری حفاظت کرنا آپ کا کام ہے۔ آپ جائیں۔ آپ خود ہمیں یہاں تک لائے تھے، ہم اپنی مرضی سے یہاں نہیں آئے، یہ بات درست ہے یا نہیں"۔ مونڈی کوٹا بولا۔

"ٹھیک ہے جناب! میں کب کہتا ہوں کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ اچھا ٹھیک ہے۔ ہم سب اب نہیں رہیں گے"۔ اسکر جمیں نے پڑا سامنہ ہٹایا۔

پھر انہیں دیں چھوڑ کر وہ پروفیسر صاحب والے کمرے میں آئے۔ وہ بہت تیزی سے اپنے کام میں مشغول تھے۔ انہیں ان کے آئے کا پہا بھی نہ چلا۔ آخر انہوں نے آواز پیدا کی، تب کہیں انہیں احساس ہوا۔

"اوہ آپ لوگ ہیں۔ میرا کام بس رات کے ہارہ بیچے تک مکمل ہو جائے گا"۔

"اوہ اچھا۔ تب تو ٹھیک ہے۔ لیکن پروفیسر صاحب۔۔۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے"۔ اسکر جمیں نے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیوں ڈر لگ رہا ہے؟"۔

"کہیں ہم لیٹ نہ ہو جائیں۔۔۔ اور۔۔۔"

"میں سمجھتا ہوں۔۔۔ اچھا بس۔۔۔ مجھے ایک گھنٹا اور دے دین"۔  
"چلے ٹھیک ہے"۔

ایک سچے بعد انہوں نے اپنا کام پورا کر لیا۔ اور اسکر جمیں درست میں آگئے۔ انہیں اپنے کام سے فارغ ہوئے ابھی ایک گھنٹا بھی نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے ایک ہوناک چل کی آواز سنی۔

○☆○

## چیخ

وہ گھبرا کر اپنے کمروں سے لکل آئے.... اس وقت تک مہمانوں میں سے کسی کے کمرے کا دروازہ نہیں کھلا تھا۔ انہوں نے سوالیہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ میں اس وقت کمروں کے دروازے کھلنے شروع ہوئے اور کیا ہوا کیا ہوا کا شور گونج اٹھا۔  
 ان کے چہوں پر ہوانیاں اڑ رہی تھیں.... ایسے میں جوزف شریام کی آواز لبرائی۔  
 ”یہ..... یہ کون چیختا تھا..... اوہ گاؤ..... کس قدر ہولناک چیخ تھی.....  
 جیسے وہ کسی کی آخری چیخ تھی۔“

”انپکڑ جمیشید۔ آپ کو پہلے بٹاونا چاہیے تھا کہ یہاں ہمیں اسی چیخیں بھی سخنا پڑیں گی.... اگر یہاں اس قدم کے قیدی رکھے گئے ہیں.... جن کی چیخیں عمارت کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں.... تو پھر ہمیں یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی؟“ فونڈا گرین نے پراسامنہ بنایا۔ اور سر کو ایک جھٹکا دیا۔

”اب ہم یہاں نہیں رہیں گے۔“ مومنی کاٹا نے کہا۔

”آپ لوگ غلط سوچ رہے ہیں۔“ انپکڑ جمیشید نے پرشان ہو کر

”ہم غلط سوچ رہے ہیں۔ کیا غلط سوچ رہے ہیں؟“  
 ”یہ کہ وہ چیخ کسی قیدی کی تھی۔ قیدی آپ کے کمروں سے بہت فاسطے پر ہیں۔ ان کی چیخوں کی آوازیں، آپ کے کمروں کے اندر تک تو آتی نہیں سکتیں۔ جب کہ کمروں کے دروازے بند ہوں۔۔۔ ہاں اس برآمدے تک آہستہ سی آوازیں آنکتی ہیں۔۔۔ دوسرے یہ کہ اس وقت کسی قیدی کے چیخنے کی آوازو یہے بھی نہیں آنکتی تھی، اس لیے کہ ہم قیدیوں کو راتوں کو نہیں جھگاتے۔ انہیں آرام کرنے کا موقع دیتے ہیں، ان کے آرام کا پورا خیال رکھتے ہیں، ان پر کہ کتفیکار بھی خیال رکھا جاتا ہے۔۔۔ یہ چیخنا چلاتا تو بہیں ان لوگوں کا ہوتا ہے جن سے کوئی بات انگوٹا ہوتی ہے اور وہ کسی طرح انگتے پر آمادہ ہی نہیں ہوتے۔۔۔ لہذا آپ لوگ اس خیال کو ذہن سے نکال دیں کہ یہ کسی قیدی کی چیخ تھی۔“ وہ پر سکون انداز میں کنتے چلے گئے۔

”تب پھر وہ کس کی چیخ تھی۔۔۔ کیا آپ لوگوں میں سے کوئی چیخ تھا؟“ رالیں بولنے نے جھلا کر کہا۔

”نہیں۔۔۔ ہم بھی وہ چیخ سن کر اپنے کمروں سے نکلے ہیں۔۔۔ اور نکلے کے فوراً“ بعد ہم نے ایک دوسرے کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا تھا۔۔۔ ہم نے فتحی میں سربراہی تھی۔۔۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم میں

سے کوئی نہیں چیخا تھا۔

"حد ہو گئی..... ارے بھی تو پھر آخر کس کی جیت تھی؟"

چاڑائے نے حیر آواز میں کمال۔

"یہ تو آپ لوگ دیکھیں.... ایک دوسرے سے پوچھیں۔"

"اوہو..... آپ اتنا بھی نہیں سمجھتے..... اور جسے پھرتے ہیں

انپکٹر۔" جوزف شریام نے تملکا کر کمال۔

"تھی کیا مطلب..... میں کیا نہیں سمجھتا۔" انہوں نے برماںے بغیر

کمال۔

"اگر ہم میں سے کوئی چیخا ہوتا تو... وہ باہر نکلتے ہی یہ اعلان کرتا

کہ وہ چیخا تھا اور چیختن کی وجہ یہ تھی۔" جوزف نے جلدی سے کمال۔

"بات آپ کی معقول ہے، لیکن پھر آخر وہ جیسے کس کی تھی۔"

انپکٹر چشید مکارے۔

"اب ہمیں کیا معلوم ہے اس عمارت کے بارے میں آپ کو زیادہ معلوم ہے..... ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں۔" مونڈی کوٹا بولا۔

"میں آپ کو بتا رہا ہوں..... یہ آواز نہ تو ہم میں سے کسی کی تھی، نہ ہمارے قیدیوں میں سے کسی کی..... اب وہ گئے آپ لوگ، پس ثابت ہوا۔" یہ آپ میں سے کسی کی تھی۔"

"حد ہو گئی..... ہم بھی آپ کو بتا چکے ہیں..... کہ اگر جیسے ہم میں

سے کسی کی ہوتی تو وہ باہر نکلے کے فوراً" بعد اعلان کرتا کہ وہ چیخا تھا

اور یہ بھی بتاتا کہ چیخا کیوں تھا۔"

"تب پھر صرف اور صرف ایک بات کی جا سکتی ہے۔" انپکٹر  
چشید مکارے۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ کوئی بھی نہیں چیخا تھا..... ہم بہ کے کان بجے تھے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" جوزف شریام نے چلا کر کمال۔

"تب پھر جو چیخا تھا۔ وہ یہ بتانے کے قاتل نہیں ہے کہ وہ چیخا  
تھا۔ فرزانہ بول اٹھی۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔" رال بولنے نے اسے گھورا۔

"آپ ہم پر تو بگذر جائیں۔ اور اپنا جائزہ نک نہیں لے  
رہے، کوئی نک ہے اس بات کی۔" محمود نے جبلے کے انداز میں کمال۔

"ہم۔ ہم ایک دوسرے کا جائزہ کیوں لیں۔ ہمیں کیا ہوا  
ہے؟"

"میں نے یہ نہیں کمال۔ آپ کو کیا ہوا ہے۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ  
ہم پر بگرنے کی بجائے خود کا جائزہ لیں۔ ہو سکا، اس طرح آپ یہ  
جان لیں کہ کون چیخا تھا۔" محمود نے کمال۔

"اچھی بات ہے..... ان کی بات پر بھی عمل کر لیتے ہیں۔"

دیر بعد لاری کی آواز سنائی دی۔ انہیں پھر جھٹکا گا۔

"کیا مطلب؟" مزرعہ بول اٹھی۔

"میں ایک ایک سے پوچھتا ہوں..... مسٹر ہوزف شرام معاف  
بچتے گا..... کیا آپ جانتے تھے؟"

"مل..... لیکن..... مسٹر لاری..... آپ مجھ سے کیوں شروع کر  
رہے ہیں..... وفد کے سربراہ سے شروع کریں۔" - ہوزف نے منہ بنا لایا۔

"لیکن..... مسٹر پیٹر ڈولی تو ہتھا ہی صیں سکتے۔ نہ وہ جیخ سکتے.....  
سکتے..... سکتے۔" - لاری کی زبان اٹک کر رہ گئی۔ اس کی آنکھوں میں  
حیرت دوڑ گئی۔

پھر تو وہ سب بڑی طرح اچھے۔ ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ  
گیا۔

"تن..... نہیں..... نہیں..... مسٹر پیٹر ڈولی ہمارے درمیان کیوں  
نہیں ہیں..... وہ اپنے کمرے سے کیوں نہیں لٹکے۔ وہ صرف بول نہیں  
سکتے۔ من تو سکتے ہیں۔ کیا انہوں نے جیخ نہیں سنی۔" - ہوزف شرام  
نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"پھر وہ پیٹر ڈولی کے دروازے پر کی طرف جھپٹے۔ دروازے پر  
ہاتھ مارے گئے۔ دروازہ اُر رے بند تھا۔

"مسٹر پیٹر ڈولی..... رکھیے۔ آپ کو کیا ہو گیا کہ اس قدر بلند جیخ  
توواز نالی نہیں دی دی آپ کو، جب کہ باقی سب لوگ اٹھ گئے تھے۔" یہ  
کہتے ہوئے اس نے دروازہ دھڑک دھڑکا کر بند کیا۔

اس کے بعد ہادر بار و سک دی گئی؛ لیکن پیٹر ڈولی کے کان پر جوں

ٹک نہ رینگتی۔

" محمود.... تم کھڑکی کی طرف جا کر دیکھو۔" اسکے جمیں یوں۔

"جی اچھا۔" اس نے کما اور دوڑ لگادی۔

جلد ہی اس کی واپسی ہوئی۔ اس کے پڑھے پر بدحواسی تھی۔ اس پھول رہا تھا۔

"وہ..... کھڑکی..... کھڑکی کھلی ہے۔ ارے باب رے۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔ کھڑکی کھلی ہے۔ ارے باب رے۔"

فاروق نے برا سامنہ بنایا۔

"اندر۔ اندر مسٹر پیٹر ڈولی کی لاش۔" محمود جملہ پورا نہ کر سکا۔  
کیونکہ وہ واقعی دہشت زدہ تھا۔

"اچھا!!!..... لاش!!!۔" وہ سب کے سب پوری قوت سے چلائے۔  
اور پھر انہوں نے دوڑ لگا دی۔ چکر کاٹ کر وہ اس کھڑکی تک  
پہنچے۔ تمام کمروں کے دروازے باغ کی طرف محلت تھے۔ اور پھر  
طرف کھڑکیاں تھیں۔ ان کے اوپر روشن دان تھے۔ کھڑکیوں میں  
مضبوط سلانیں تھیں۔ پوری ٹھاڑت اور باغ کے گرد بلند چاروں یو اری  
تھی۔ اس چاروں یو اری کو پھلا گئنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔  
اسکے جمیں تھے۔ اس حتم کا انتظام کر کھا تھا کہ کوئی کسی بھی ذریعے سے  
اس دیوار پر نہ چڑھ سکے۔ نہ یہڑھی لگا کر۔ نہ رسی کی یہڑھی وغیرہ  
کے ذریعے۔ دیوار کے اوپر پکھہ اس حتم کے آلات لگے ہوئے تھے کہ

"یہ کیا ہوا..... انتہائی ہولناک.... ناقابلِ یقین... لرزہ خیربہ ہم سوچ بھی نہیں کہتے تھے... پاک لینڈ میں ہم پر یہ قلم بھی ہو سکتا ہے۔ ہم تو یہاں دوستی کرنے کے لئے آئے تھے... دوستی کا ایک عظیم رشتہ دونوں ملکوں میں قائم کرنے کے لئے آئے تھے... لیکن... مسٹر جوزف شریام فون کریں صدر کو... اخباری نمائندوں کو... غیر ملکی نمائندوں کو بھی باقاعدے ہمارے ساتھ بہت بڑا قلم ہوا ہے... اس قدر بڑا قلم کے ہم اس کے پارے میں گلکان بھی نہیں کر سکتے تھے... بلا وہ سب کو۔" رمال بولنے پہنچنے کے انداز میں کہا۔  
"ہاں! اب... اب یہی کرنا ہو گا۔"

"آپ ذرا سب سے کام لیں.... سکون سے کام لیں... ہمیں لاش کا معائدہ کرنے دیں.... اخباری روپرتوں کو نہ بلائیں... اس طرح یہ بات ساری دنیا میں پھیل جائے گی اور ہمارے ملک کی بہت بے عزتی ہو گی.... دنیا بھر کے اخبارات پہنچتیاں کیں گے.... لہذا آپ صوبائی فرمائیں۔ اخبارات کے نمائندوں کو نہ بلائیں۔ ہاں صدر صاحب کو ضرور بلا لیں۔ ہم ان شاء اللہ بہت جلد قاتل کو پکڑ لیں گے اور اسے خوفناک سزا دلوائیں گے۔ اس قدر خوفناک کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔" انسپکٹر جیشید جلدی جلدی کہتے گئے۔  
"ہمیں اس سے کیا فائدہ ہو گا.... ہمارا ساتھی تو لوٹ کر نہیں آئے گا۔"

ایسی ہر کوشش کو ناکام بنا دیتے تھے.... اور یہی وجہ تھی کہ انہوں نے وفد کے لئے اس عمارت کو پسند کیا تھا۔ یہ دونی لحاظ سے بھی یہ کم محفوظ نہیں تھی۔ دیواریں اس قدر مضبوط تھیں کہ گولاباری بھی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ دروازوں کو توڑا نہیں جاسکتا تھا۔ ہم بھی نہیں لگائی جا سکتی تھیں۔

عمارت کی چھت پر جانے کے لئے دو ایسیں ہائیں دو زینے تھے۔ لیکن دونوں زینے ہر وقت بند رکھے جاتے تھے گویا چھت پر جانے کی کسی کو اجازت نہیں تھی۔ اس عمارت کی چھت پر کیا تھا۔ یہ کسی کو معلوم نہیں تھا۔ صرف انسپکٹر جیشید جانتے تھے۔

کھڑکی کے سامنے ہیچ کرو دہ رک گئے۔ انہوں نے دیکھا۔ کھڑکی کے میں سامنے اور کھڑکی سے ذرا پرے پیٹر ڈولی کی لاش پڑی تھی۔ اس کا گاؤں کٹا ہوا تھا۔ کرے کے فرش پر تھاشاخون پھیلا ہوا تھا۔ پیٹر ڈولی بھاری جسمات کا تھا۔ اس کی آنکھیں مارے دہشت کے کھلی ہوئی تھیں۔

ان کے جسموں میں تحریری دوڑنگی۔

"اف... فادر... اف... یہ... یہ کیا ہوا؟"

"ہمیں گاؤں... ہمارے لیڈر کو قبضہ کر دیا گیا۔ انسپکٹر جیشید۔ تم ہمیں اس لئے لائے تھے یہاں۔" مونانا چپل نے روٹی ہوئی آواز میں کہا۔

"پہلے آپ ہمیں جائزہ لینے دیں۔۔۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے خود کشی کی ہو۔۔۔"

"کیا کہا۔۔۔ خود کشی۔۔۔ اپنے صاحب۔۔۔ کیا آپ گھاس چڑھے ہیں۔۔۔ خود کشی کرنے والے مجرم گلے پر پھیر کر بھی خود کشی نہیں کرتے۔۔۔ ہال گلے میں پھندنا ہال کر ضرور مر سکتے ہیں۔۔۔ یا دریا میں چھلانگ لگادیتے ہیں۔۔۔ یا بکلی کا ڈالا تار پکڑ لیتے ہیں۔۔۔"

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں۔۔۔ پہلے ہمیں جائزہ لینے دیں۔۔۔"

"ہرگز نہیں۔۔۔ اب یہ بھی نہیں ہو گا۔۔۔ جوزف شرہام نے سخت لبجھے میں کہا۔

"کیا مطلب؟"

"آپ اس کیس کی تحقیقیں نہیں کریں گے۔۔۔ اس کے لیے تو ہم اپنے ملک سے سراغ رسائیں مانگوں گے۔۔۔ وہ تحقیقات کریں گے۔۔۔ اس لیے کہ اگر یہ کام آپ کا ہے۔۔۔ تو آپ تو قتل کے ثبوت اور ادھر کر دیں گے۔۔۔"

"خدا آپ سے سمجھے۔۔۔ آپ نے ہم پر اتنا بڑا الزام عائد کر دیا۔۔۔ اپنے کہہ نہیں کہنا کر کہا۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں۔۔۔ ذرا ہماری ٹیکم کو تحقیقات کر لینے دیں۔۔۔ پھر دیکھئے گا آپ۔۔۔"

"آپ فکر نہ کریں۔۔۔ ہم کوئی چیز ادھر سے ادھر نہیں کریں

گے۔۔۔ محمود دروازے کی طرف جاؤ اور اپنی والی چابی سے دروازہ کھول دو۔۔۔"

"کیا کہا۔۔۔ اپنے والی چابی سے۔۔۔"

"ہاں اعتمام کروں کی فاضل چابیاں ہمارے پاس ہیں۔۔۔"

"اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ تب تو یہ کام آپ لوگوں کے لیے بہت آسان تھا۔۔۔ اف مالک۔۔۔ مسٹر جوزف! ہم ب شدید خطرے میں ہیں۔۔۔ مسٹر پیٹر ڈولی کے قاتل یہ لوگ خود ہیں اور اب ہماری بھی خیر نہیں۔۔۔" رائل بونی نے تمثیر کا پتی آوز میں کہا۔

"حد ہو گئی۔۔۔ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ ہمیں بھلا کیا ضرورت تھی مسٹر پیٹر ڈولی کو ہلاک کرنے کی۔۔۔ اپنے جمیش نے بھنا کر کہا۔

اتھی دیر میں فون پر صدر سے بات شروع ہو گئی۔۔۔ جوزف شرہام نے اپنی جلدی اس خوفناک واردات کے بارے میں بتا دیا۔۔۔ اور رائل بونی فون پر کسی اور سے بات کر رہا تھا۔

اپنے جمیش اور ان کے ساتھی ہے بھی کے عالم میں ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ کہ بھی کیا سکتے تھے۔

یہ لوگ سماں تھے۔۔۔ ان کی حفاظت کی ذمے داری اپنی سونپی گئی تھی۔۔۔ وہ اپنی کس سلسلے میں پابند نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ دک نوک نہیں کر سکتے تھے، اس لیے بھی سے کھڑے تھے۔

ایسے میں فرزانہ چلا اٹھی۔

"اوے! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

○☆○

## الماری

ان کی نظریں فرزانہ کی طرف گھوم گئیں.... اسی وقت ہوزف  
نے فون بند کر دیا.... اور یولا۔

"صدر صاحب اپنے وزیروں سمیت جلد یہاں پہنچ جائیں  
گے.... انہوں نے ہماری اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ اس کیس کی  
تینیش اپکڑ جو شید ٹھیں کر سکیں گے.... جن سے ہم چاہیں گے....  
تینیش کرائیں گے۔"

"بہت خوب مسٹر ہوزف! اور میں نے غیر ملکی اخبارات کے  
ناصہدوں کو فوراً" یہاں پہنچنے کے لیے کہ دوا ہے، وہ بھی چل پڑے  
ہیں۔"

"تم نے کیا کہا تھا فرزانہ؟" اپکڑ جو شید نے گھر میں ڈوبی ہوئی  
آواز میں کہا۔

"مم... میں نے کہا تھا.... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"  
"کیا کیسے ہو سکتا ہے؟" مسٹر ہوزف نے اسے گھورا۔  
"ہاں فرزانہ بیتاوے... کیا کیسے ہو سکتا ہے۔"

"مسٹر پیر ڈولی تو بول نہیں سکتے تھے.... ان کی زبان پر تو فائیج کا اثر تھا..... پھر وہ اس قدر بلند آواز میں کس طرح نہیں تھے۔"

"اوہ... اوہ"۔ سب کے من میں سے ایک ساتھ لکا۔

انپلٹ جمیل نے ان پر سوالیہ نظریں ڈالیں۔

"ہمیں نہیں معلوم ہے۔ وہ چینی کے قابل کس طرح ہو گئے۔۔۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ موت کے وقت پوری قوت چینی کے لیے انہوں نے صرف کی ہو اور ان کی زبان کھل گئی ہو۔۔۔ یا پھر وہ چینی کی کسی اور کی ہو۔۔۔ موہنی کوٹا بولا۔

"حد ہو گئی۔۔۔ قتل تو ہوئے ہیں مسٹر پیر ڈولی اور چینا ہو گا کوئی اور۔۔۔ کوئی تکب ہے اس بات کی"۔ انپلٹ جمیل نے جھلاک کیا۔

"ہمارے ماہر فیصل کریں گے"۔ بووز شریام نے سخت لمحے میں کہا۔

"اوے کے۔۔۔ اب صدر صاحب کے آنے پر ہم کوئی بات کریں گے۔۔۔ دیسے یہ اس کیس کی حیرت انگیز ترین بات ہے۔۔۔ کہ ایک گوٹا شخص چینا کیے؟"

"ماہر اس بات کی وضاحت کر سکیں گے شاید"۔

"ٹکری۔۔۔ ہم ان کی وضاحت کو سنبھال سکیں گے"۔

اور پھر صدر دبلاں پہنچ گئے۔۔۔ ان کے پہرے پر ہوانیاں اڑ رہی تھیں۔۔۔ ان کے ساتھ ان کے وزیر اور مشیر بھی تھے۔۔۔ آئی ہی رنگ تار

احمد بھی تھے۔۔۔ لیکن سب کے سب مواس باختہ تھے۔۔۔ ایسے میں اخبارات کے نمائندے بھی آگئے۔۔۔ ان کے فونگر افر جلدی جلدی تصاویر لینے لگے۔۔۔ اوہر جوزف فون پر جھکا ہوا تھا۔۔۔ اچانک اس نے فون بند کر دیا اور بولا۔

"میں نے اپنی حکومت کو یہ خبر دے دی ہے۔۔۔ اوہر سے ایک سچیں جہاڑ میں تحقیقاتی شیم فوری طور پر روانہ کی جا رہی ہے۔۔۔ ہدایات یہ ہیں کہ کمرے کا دروازہ اس وقت تک نہیں کھولا جائے گا۔۔۔ جب تک کہ تم نہ پہنچ جائے۔۔۔"

"آپ فکر نہ کریں مسٹر جوزف۔۔۔ بالکل اسی طرح ہو گا۔۔۔ جس طرح آپ چاہیں گے۔۔۔"

یہ کہ کر صدر ان کی طرف مڑے۔

"یہ کیسے ہو گیا بھی۔۔۔ جب کہ تم یہاں موجود تھے؟"

"جب یہاں اندر سے بیم ملا تھا تو ہم نے ان سے درخواست کی تھی کہ اب یہ جگ بھی محفوظ نہیں رہی۔۔۔ لہذا تم انہیں ایک اس سے کہیں زیادہ محفوظ جگ لے جاتے ہیں۔۔۔ لیکن یہ نہ مانے۔۔۔ دوسرا بیم ملا تو میں نے انہیں پھر کہا۔۔۔ یہ پھر بھی نہ مانے۔۔۔ اس کے بعد سب لوگ سونے کے لیے چھے گئے اور پھر ہم نے چینی کی آواز سنی۔۔۔"

انپلٹ جمیل نے کہا اور باقی تصدیقات بھی سنادیں۔

"ایک جمیل۔۔۔ الزام تو ہم پر ہی آئے گا۔۔۔ صدر بولے۔۔۔"

”کمروں کے دروازے تو جشید ان لوگوں سے نہیں کھولے۔  
 باں جب چیخ سنی گئی۔ اس وقت کھولے گئے۔“  
 ”اب آپ لوگ آرام کریں۔۔۔ ان کے اخبارات تو اب رکیں  
 گے نہیں۔۔۔ پروفیشنل اتواب، یہ کریں گے۔۔۔ ہمارا اصل کام ہے قاتل  
 کو پکڑنا۔۔۔ اگر ہم قاتل کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس بدنی  
 کا داغ دحل جائے گا۔“  
 ”باں جشید۔۔۔ یہ بست ضروری ہے۔۔۔ اسی لئے میں کھتا ہوں۔۔۔  
 تم اپنی تحقیق کر دے۔۔۔ وہ اپنی کریں۔“  
 صدر اور ان کے ساتھی چلے گئے۔۔۔ مقتول کے کمرے کے گرد  
 پہنچ مقرر کر کے وہ بھی کمروں میں چلے گئے۔ آخر اگلے دن صحیح انتشار جو  
 کی ٹیم دبala بن چکی۔  
 ٹیم کے انچارج کا نام بٹھی نفل تھا۔۔۔ اس کی گمراہی نہیں آنکھوں  
 میں بلا کی چمک تھی، چہرے پر ہر وقت موجود رہنے والی مسکراہٹ سے  
 اس کے سنگ دل ہونے کا پتا چھتا تھا۔۔۔ اس نے آتے ہی پہلے کھڑکی  
 کے ذریعے مقتول اور کمرے کا جائزہ لیا، اس کے ساتھیوں نے بھی بفور  
 دیکھا۔۔۔ پھر کمرے کا دروازہ کھولا گیا۔۔۔ اور وہ اندر واش ہوئے۔۔۔  
 ان پہنچ جشید اور ان کے ساتھیوں نے بھی اندر واصل ہونے کی کوشش  
 کی تو بھی نے ہاتھ آگے پوچھا کہ انہیں روک دیا۔  
 ”نہیں جب! ابھی آپ اندر نہیں آ سکتے۔۔۔ پہلے ہم کمرے کو

”لیکن سب سے اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔“ پروفیسر داؤد  
 ”اچھا خیروں۔۔۔ اب تم کیا کہتے ہو؟“  
 ”یہ کہ انشا رج سے تحقیقاتی ٹیم بے شک آئے۔۔۔ لیکن ہم اپنی  
 تحقیق خود کریں گے۔۔۔ میرا مطلب ہے تحقیقات سے نہ روکا جائے۔“  
 ”ٹھیک ہے جشید۔۔۔ تم اس سلسلے میں آزاو ہو، لیکن کمرے کا  
 دروازہ تو اسی وقت کھل سکے گا۔۔۔ جب ٹیم آجائے گی۔“  
 ”کوئی بات نہیں سر۔“  
 ”اس کیس میں انکل صدر سب سے بھیج بات یہ ہے کہ ایک  
 کوئی شخص قتل ہوتے وقت پیچا کیے۔“ فرزانہ بول پڑی۔  
 ”یہ دیکھنا تم لوگوں کا کام ہے۔۔۔ لیکن ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ  
 اب ملک کی عزت کا کیا بنے گا۔۔۔ یہ لوگ اخبارات میں اس خبر کو  
 خوب اچھائیں گے۔۔۔ اس قدر اچھائیں کے کہ تم سوچ بھی نہیں  
 سکتے۔۔۔“  
 ”آپ ٹھیک فرمائیں ہیں۔۔۔ لیکن آپ بیکھن کر لیں کہ اس  
 میں ہماری کوئی تاریخی زرد برادر بھی نہیں ہے۔۔۔ ہم پوری طرح ہوشیار اور  
 چوکس تھے۔۔۔ انہیں بھی پوری طرح ہوشیار رہنے کی تائید کر دی گئی  
 تھی۔۔۔ اور بتا دیا گیا تھا کہ رات کے وقت کمروں کے دروازے نہ  
 کھولے جائیں۔“

چھی طرح دیکھیں گے، مقتول کا چائزہ لیں گے، پھر آپ کی باری آئے کی۔"

"بادی بے تک بعد میں آئے۔ لیکن ہم داخل آپ کے ساتھ ہوں گے۔ اس لئے کہ یہ ہمارا حق ہے۔ ہم اپنا کام کریں گے۔ آپ اپنا کام کریں۔ ہم آپ کے کام میں رکاوٹ نہیں بیش گے۔ آپ ہمارے کام میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔" اسکلر جمشید نے سرد آواز میں کہا۔

"لو کے۔ آپ کمرے میں ایک طرف گھڑے رہیں۔ ہمارے فارغ ہونے کا انتظار کریں۔"

"ضرور۔ کیوں نہیں۔ اس پر ہمیں اعتراض نہیں۔" وہ کمرے میں داخل ہو گئے۔ فرش کا کچھ حصہ خون سے محفوظ تھا۔ لیکن اتنے حصے میں وہ سب گھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے دروازے سے جا گئے۔ آنہم وہ اس جگہ سے بھی پورے کمرے کا چائزہ لے سکتے تھے۔

سمان نیم نے اپنا معائنہ شروع کیا۔ لاٹ کی تصادیر لی گئیں۔ مختلف زاویوں سے بہت سی تصاویر لی گئیں۔ پھر لاٹ کو اٹا پلا گیا۔ کہ کیس اس کے نیچے کوئی چیز نہ دی ہو۔ لیکن وہاں کچھ نہیں تھا۔ وہ خبر بھی کمرے میں موجود نہیں تھا۔ جس سے جرم کیا گیا تھا۔ زیوار پر خون کے چھینٹے ضرور موجود تھے۔

"خیبر اندر موجود نہیں۔ کمرے کا دروازہ اندر سے بند ہتا ہے۔ کھڑک ضرور کھلی ہی ہے۔ اگر یہ خود کشی کا کیس ہوتا تو خیبر اندر مانا چاہیے تھا۔ خود کشی کرنے والے کو اتنی فرصت کہاں تھی کہ اپنا گلا کاٹ کر خیبر پر پھینک دیا اور اگر وہ پھینک بھی دیتا۔ تو خیبر کھڑک سے باہر مانا چاہیے تھا۔ خیبر وہاں بھی نہیں ملا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ واردات قتل کی ہے۔ اسکلر صاحب آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔ یہ واردات ہے تو قتل کی ہی۔" بُٹی فل نے ان کی طرف دیکھا۔

"بھی ہاں! اس میں لٹک نہیں۔"

"چھٹے۔۔۔ ایک بات میں تو دونوں پارٹیوں کا پورا پورا اتفاق ہے کہ یہ واردات خود کشی کی نہیں ہے۔۔۔ قتل کی ہے۔"

"بالکل صحیح۔" وہ بولے۔

"اب لازمی طور پر ہمیں اس خیبر کو تلاش کرنا ہو گا۔۔۔ خیبر مل جائے اور اس پر اگر الکلیوں کے نشانات بھی مل جائیں تو کیا ہی بات ہے۔"

"بالکل صحیح جواب۔" اسکلر جمشید نے سرہلایا۔

"اصل بات یہ ہے اسکلر صاحب۔۔۔ آپ برانہ مانئے گا۔ اس کیس میں ہمیں اصل لٹک آپ پر ہے۔۔۔ کیا آپ اپنے کمروں کی تلاشی دنیا پسند کریں گے۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کو ہم پر ٹک ہے۔ میرا خیال ہے۔ آپ کو تو ایسی بات نہیں کہنی چاہیے تھی۔"

"مارا ایک اصول ہے انپکٹر صاحب۔" بنی نے ہس کر کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ جب کسی کس کی تحقیق کرتے ہیں۔۔۔ کسی کو ٹک سے بڑی نہیں کرتے۔"

"یہ اصول تو ہمارا بھی ہے۔" انپکٹر جمشید سکرائے

"لہذا ہم آپ پر ٹک کرنے پر حق بجانب ہیں۔"

"تب پھر ہم بھی آپ پر ٹک کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔"

"ہم تو آئے ہی اب ہیں۔"

"آپ غلط سمجھے۔ میری مراد ان مہمانوں سے ہے۔ جن کی حفاظت کی نہیں داری ہم پر تھی۔"

"اوہ ہاں ضرور۔ آپ ان پر خوشی سے ٹک کریں۔۔۔ آپ کو ٹک کرنے سے کوئی نہیں روک رہا۔۔۔ بس آپ پہلے ہمیں اپنے کمروں کی ملاشی لینے دیں۔"

"ضرور لیں ملاشی۔"

"چلنے پڑے۔"

وہ ائمیں اپنے کمروں کی طرف لے آئے۔۔۔ ان کے پاس چار کمرے تھے۔

انہوں نے باری باری ملاشی شروع کی۔ سب سے پہلے تینوں بچوں کا کرو دیکھا گیا۔۔۔ پھر پروفیسر داؤد کا۔۔۔ پھر خان رحمان کا۔۔۔ آخر میں باری آئی انپکٹر جمشید کے کرے کی۔۔۔ مہمان نہم ان کے کرے میں داخل ہوئی اور ان کی ایک ایک چیز کا بخور جائزہ لیا گیا۔۔۔ ایک ایک چیز کو کئی بار دیکھا گیا۔۔۔ کرے میں ایک الماری بھی تھی۔۔۔ اس پر ملا تھا۔

"اس الماری کو کھولیے۔"

"اس میں کچھ خوبی فائدیں ہیں۔۔۔ اور بس۔"

"ہمیں ان فائدوں سے کیا لیتا۔۔۔ ہمیں تو خبرگی ملاش ہے۔"

"خوب خبرگی ملاش۔" قارڈنل نے پوکھلا کر کہا۔

"کیوں۔۔۔ ہمیں کیا ہوا؟" محمود نے اسے گھوڑا

"یہ۔۔۔ یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"حد ہو گئی۔۔۔ فرزانہ نے منہ بیایا۔"

"الماری تو آپ کو کھونا ہی ہو گئی۔۔۔ بنی نے منہ بیایا۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ لیکن آپ فائدوں کو ہاتھ نہیں لگائیں

کے۔"

"بالکل ٹھیک۔" بنی نے فوراً کہا۔

انہوں نے الماری کھول دی۔۔۔ دوسرا لمحہ چوتھا دینے کے لیے

کھلی قہا۔

ب کی آنکھیں مارے جنت کے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔  
بلکہ ان ب کو اپنی شیان گم ہوتی محسوس ہوئیں۔



## صورت حال نگین

الماری میں بالکل سانتے خون آلو و نجیر موجود تھا..... وہ پچڑا  
..... صدر صاحب کی آنکھوں میں تو خوف دوڑ گیا.... اوہر ملکی اور  
ملل اخباری فونوگرافروں نے جلدی جلدی تصاویر لیتا شروع کیں۔  
”اوہ گاڑ..... ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے..... کہ ہمارے میزبان ہم  
ایسا سلوک بھی کر سکتے ہیں۔“ جوزف شریام نے کامپنی آواز میں

”اب آپ کیا کہتے ہیں صدر محترم۔“ بھٹی کی طرفی آواز سنائے

”جیشید! میں ان لوگوں کو کیا جواب دوں؟“  
”تحقیقات ابھی یک طرفہ ہیں۔“ اسپکر جیشید سکرانے  
”یا مطلب؟“ کئی آوازیں ابھریں۔  
”اس نجیر کا میری الماری میں ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ  
تو پیرزادی کو میں نے ہلاک کیا ہے۔“  
”تو پھر... کیا مطلب ہے اس نجیر کے بیان ہونے کا۔“ بھٹی نے

طفری کہا۔

”ابھی تو ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اس خبر پر لگا ہوا خونلی نہیں ہے۔“ پروفیسر راؤ نے ابھن کے عالم میں کہا۔ پسیز دوئی کا ہے بھی یا نہیں۔ اور یہ خبر وہی ہے بھی یا نہیں۔ ”آپ کی طرح میں بھی نہیں جانتا۔۔۔ کہ خبر یہاں کس طرح آ سے جرم کیا گیا ہے، اس پر کسی کی انگلیوں کے نشانات ہیں یا نہیں۔ لیکن بت جلد معلوم ہو جائے گا۔۔۔ آئے ہم الگ چل کر تو کس کے۔۔۔“

”یہ کیا مشکل کام ہے۔۔۔ ابھی ہو جاتا ہے۔۔۔ ماہرین یہاں دہلوگ ہٹ آتے۔۔۔ صدر صاحب پریشان تھے۔۔۔ بولے۔۔۔“

”زرا سوچو جمیل۔۔۔ کل کے اخبارات کیا طوفان انھائیں گے۔۔۔“

”اوے! پسلے پھر یہ باتیں معلوم کر لیں، اس کے بعد یہ ”بھی سوچ رہا ہوں سو۔۔۔ آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔“

بات کروں گا۔۔۔“

”اوے! جمیل۔۔۔ میں جانتا ہوں، یہ جرم تم نے نہیں کیا۔۔۔ لیکن“

”اگلی بات۔۔۔ کیا مطلب؟“ بٹھی نے مدد بنا دیا۔۔۔

”تم شائع ہونے والی خبریں تو ہمارے لیے مصیبت ہیں جائیں“

”اگلی بات جب کروں گا۔۔۔ مطلب بھی اسی وقت بتاؤں گا اور ہم کس کس اخبار کو خبر لگانے سے روک سکتے ہیں جعل۔۔۔“

”اوے!“ اس نے کہا اور پھر اپنے ماتحتوں کو ہدایات ”آپ پریشان نہ ہوں سو۔۔۔ اخبارات کو بھی خبریں لگانے لگا۔۔۔“

”وہ مجھے مجرم ثابت کریں گے تا۔۔۔ اس سے ہمارے ملک پر کوئی“

”جمیل۔۔۔ تم اپنے ماہرین کو بلا لو۔۔۔“ صدر نے پریشان نہیں آئے گا۔۔۔

کہا۔۔۔

”اس کی ضرورت نہیں سو۔۔۔ ہم ان کی روپرتوں سے تباہ حفاظت پر مقرر کیے گئے تھے۔۔۔“

”میرا خیال ہے۔۔۔ نہیں تھل دیکھنا ہو گا۔۔۔ تھل کی دھماڑ دیکھنا۔۔۔“

”آخر یہ خبر تمساری الماری میں کیسے آگیا۔۔۔ جب کہ الگ فرزانہ بول اٹھی۔۔۔“

”تالا لگا ہو اتنا اور یہ تالے عام قسم کے نہیں ہیں۔۔۔ یہ پوری عناد۔۔۔ اگر خبر تمساری الماری سے برآمد نہ ہوتا تو کوئی بات نہیں“

"ویکھا جائے گا۔" اسپکٹر جشید نے منہ بنا�ا۔  
اسی وقت تیر قدموں کی آواز سنائی دی۔ اکرام آتا نظر  
اے بھی بلا لیا گیا تھا۔ انہوں نے اس کے چہرے پر ہوانیاں  
دیکھیں۔

"کیا ہوا بھی۔ خیر تو ہے؟"

"نہیں سمجھ۔ خیریت نہیں ہے۔"

"بائیں اکرام۔" یہ تم نے کیا کما۔ خیریت نہیں ہے۔"

"بھی ہاں! میں نے بھی کہا ہے۔"

"اچھا۔ وہ کیسے۔ پہلے تو یہ بتاؤ۔"

"خبر پر کسی کی اکلائیوں کے نشانات نہیں ہیں۔"

"یہ تو اچھی بات ہے پھر۔" اسپکٹر جشید خوش ہو گئے۔

"بھی نہیں۔" قاتل کے نشانات مل جاتے تو اچھی بات  
لیکن اس نے نشانات فتحم کر دیے۔

"ہوں! خیر کوئی بات نہیں۔" وہ مسکرائے۔

"ویکھا جشید۔" میں بلاوجہ پریشان نہیں تھا۔ آخر تھا۔

کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" صدر یوں۔

"لک۔ کیا کرنے کی سر۔" وہ دھک سے رہ گئے۔

"پیشہ ذوقی کو قتل بکرنے کی۔"

"یہ آپ کیا کہ رہے ہیں۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔"

"حد ہو گئی۔ جس خیبر سے مشرپیش ذوقی کو بلاک کیا گیا ہے۔"

"خیبر تمہاری الماری سے ملا۔ اس پر خون بھی لگا ہوا تھا۔ اب بھی تم یہ کہ رہے ہو کہ یہ کام تمہارا نہیں ہے۔ کیا کوئی عدالت کوئی قانون۔ کوئی حکومت تمہاری بات کو درست مان لے گی۔" صدر صاحب نے بھٹکائے ہوئے انداز میں کہا۔

"جی نہیں۔ کوئی نہیں ملتے گا۔" انہوں نے سر پڑایا۔

"اور جب۔ تمہارا جرم ثابت ہو جائے گا۔ تو کیا ملک کی عزت خاک میں نہیں مل جائے گی۔ کیا ہم پہنچ نہیں ہو جائیں گے۔"

"اس میں بھی ملک نہیں۔"

"پھر۔ تم نے ایسا کیوں کیا۔" حسین ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"میں نے مشرپیش ذوقی کو قتل نہیں کی۔" اسپکٹر جشید پر سکون انداز میں بولے۔

"آپ دیکھ رہے ہیں۔ خان رحمان۔ پروفیسر داؤڈ۔ سن رہے ہیں۔ اسپکٹر جشید کیا کہہ رہے ہیں۔ ان حالات میں بھی کوئی ان کا بیان۔ درست مان لے گا۔"

"ہم تو مان لیں گے صاحب صدر۔" پروفیسر داؤڈ مکرانے

"اوہ! آپ بھی بچوں جیسی باتیں کرو رہے ہیں۔" صدر نے جلا

کر کما۔

”عین اس وقت بھاری قدموں کی آواز سنائی دی“ انسوں نے  
وکھلے۔ بُنیٰ اور دوسرا رے ٹپے آرہے تھے۔

”ہمارا کیس مکمل ہو گیا سر۔“ بُنیٰ نے فوراً کہا۔

”اچھا۔ پھر کیا تجھے لگا۔“

”آپ کے لئے بہت خوفناک۔۔۔ پیغمبرِ دُولیٰ کے قاتل آپ کے  
انپکڑ جمیشید ہیں۔“

”یہ آپ نے کیسے کہ دا جتاب۔“ انپکڑ جمیشید نے برا سامنے  
بنایا۔

”اس خجھ پر انگلیوں کے نشانات انہی کے ہیں۔۔۔ خجھ پر لگا ہوا  
خون بھی مسز پیٹر ڈوفی کا ہے۔۔۔ اس سے بہجھ کر آپ اور کیا ثبوت  
چاہتے ہیں۔“

”میکا آپ کو یقین ہے۔۔۔ کہ مسز ڈوفی کا قاتل میں ہوں۔“  
انپکڑ جمیشید نے پوچھا۔

”صو فیصلہ۔۔۔ اور اب ہمارے قانون کے مطابق۔۔۔ یعنی آپ کے  
ملک سے ہو ہمارا محلہ ہے۔۔۔ اس کے مطابق آپ کو ہم گرفتار کرنے  
ہیں۔۔۔ اور گرفتار کرنے کے اشارجہ لے جائیں گے۔۔۔ وہاں کی عدالت میں  
مقدمہ چلا کیں گے۔“

”کیا!!!!“ تکمود، فاروق اور فرزانہ چلائے۔

”پر سکون رہو۔“ انپکڑ جمیشید نے انہیں گھورا۔

”جب تک میرے خلاف آپ کے پاس ٹھوٹ مکمل نہیں ہو  
جاتا۔۔۔ آپ مجھے نہیں لے جا سکتے۔“

”اس سے بہجو کر مکمل ٹھوٹ کیا ہو گا۔“

”نہیں! میرے خیال میں یہ ٹھوٹ مکمل نہیں ہے۔۔۔ اور میں  
اس بات کو ثابت کر سکتا ہوں۔“

”تو پھر گریں ثابت۔“

”بہتر ہو گا، آپ خود چھان بیں کر لیں۔۔۔ میرے خلاف کچھ اور  
ٹھوٹ جمع کر لیں۔۔۔ کہیں بعد میں آپ یہ کہتے نظر آئیں۔۔۔ کہ ہمیں  
مزید چھان بیں کے لیے مناسب وقت نہیں دیا گیا۔۔۔ اس لیے آپ  
پوری کوشش کر لیں۔۔۔ اپنی ناکافی کے تمام تر امکانات ختم کر لیں۔۔۔  
میں آپ کو موقع دے رہا ہوں۔۔۔ اور پورا پورا وقت دے رہا ہوں۔۔۔  
کیونکہ اگر آپ بھج پر جرم ثابت نہ کر سکے تو۔۔۔ وہ کہتے کہتے رک  
گئے۔

بُنیٰ اور اس کے ساتھی چوتھا اٹھے۔

”تو کیا؟“ اس نے منہ بنایا۔

”تو کے بعد میں کیا کہتا چاہتا ہوں۔۔۔ یہ میں ابھی نہیں چاہوں  
گا۔“

”اپنی بات ہے۔۔۔ ہم مزید اطمینان کر لیتے ہیں۔۔۔ اس کے بعد

پ کی حکومت سے آپ کو گرفتار کرنے کی اجازت نہیں گئے اور سوچت آپ کی حکومت کو یہ اجازت دننا پڑے گی۔

”یہ مقدمہ آپ یہاں کی عدالت میں کیوں نہیں چلا لیتے؟“

”آپ کا ملک ہو گا۔ آپ کی حکومت ہو گی۔ آپ کا قانون و گاہ آپ کے بھی ہوں گے۔ جو آپ ٹھاہیں کے گے وہ فیصلہ دین گے۔“

”نہیں۔۔۔ یہاں پورا پورا انصاف ملے گا۔“

”ہمیں اقشار نہیں۔۔۔ بُنیٰ نے مدد بنایا۔

”ایک بھی بات ہے۔۔۔ آپ ایک بار پھر اپنا اطمینان کر لیں۔۔۔ اس لے کہ یہ سو فیصد حقیقت ہے کہ پیر ڈولی کو میں نے ہرگز قتل نہیں کیا۔“

”ہم ایسا ضرور کریں گے۔۔۔ آپ سے بھی کہتے ہیں۔۔۔ آپ بھی

ایسے بجاوے کے لے جو کر سکتے ہیں، کر لیں۔۔۔ پھر رعایت نہیں ملے گی۔“

”لمحک ہے۔۔۔ انہوں نے کہا۔

بُنیٰ اور اس کے ساتھی دوسری طرف چلے گئے۔

”بُنیٰ! تمہارے پاس آخر اپنے بجاوے کے لے کیا رہ گیا ہے؟“

”مجھے ابھی اس معاملے پر غور کرنا ہے۔۔۔ دیے تو ہم ان سے کہ سکتے ہیں۔۔۔ ہم اس کیس کو تینیں لےیں گے۔۔۔ وہ بے شک اپنے وکاء کو بلا لیں۔۔۔ کیونکہ ان کے ملک میں ہمیں انصاف کی امید

نہیں۔۔۔“

”ہم یہ کیسے کہ سکتے ہیں جیشید۔۔۔ اس طرح تو دونوں ملکوں کے علاالت اور پھر جائیں گے۔“

”بُر حال مجھے خود کو بے گناہ ثابت کرنے کا حق تو ہے نا سر۔۔۔“

”ضرور کیوں نہیں۔۔۔“

”تب پھر میں چند مٹ کے لیے اجازت چاہوں گا۔۔۔ مجھے اپنے ماتحتوں کو کچھ ہدایات دننا پڑیں۔۔۔“

”ہاں ضرور۔۔۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ دوسری طرف ہوں۔۔۔ میری ضرورت محسوس ہو تو اسی طرف آ جانا۔۔۔“

”ایک سوال کا بواب اگر آپ دے دیں تو میرے لے کان آسانی ہو جائے گی سر۔۔۔ انہوں نے کچھ سوچ کر کہا۔

”ضرور کیوں نہیں۔۔۔ وہ مکرانے۔۔۔“

”اس وفد کے آنے کا پروگرام کس طرح بنا تھا۔۔۔ یہ تجویز انشارج کی تھی یا ہماری۔۔۔“

”تجویز انشارج کی تھی۔۔۔ میں نے اس کو بہت پسند کیا تھا، لہذا یہ پروگرام ترتیب دیا گیا۔۔۔“

”شکریہ سر۔۔۔“

اور پھر صدر چلے گئے۔۔۔ وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔۔۔ انہوں نے اکرام کو چند خاص ہدایات دیں۔۔۔ اکرام اور اس کے ماتحت

تحے کر وند کے ارادے نیک نہیں ہیں۔ خیر آکو۔ ذرا ہم اس الماری  
کو دیکھ لیں۔ کیا خیال ہے؟" فرزانہ بولی۔

"اوہ ہاں بہت خوب! بہت دیر سے وہ الماری میرے دماغ میں  
چھپ رہی تھی۔ اس چل مجاہدی تھی۔" فاروق نے کہا۔  
"ہمیں۔۔۔ تو پہلے بتا دیتے۔۔۔ ہم تمہارے دماغ کا کچھ علاج کر  
دیتے۔" محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"میرے دماغ کا یا اس الماری کا۔" "دونوں کا۔" محمود نے کہا۔

"نہیں بھی۔۔۔ ان حالات میں صرف سنجیدگی سے کام کرنے کا  
مودہ ہے میرا۔" فرزانہ نے لفٹی میں سرپناہ دی۔

"بس پھر کرچکے ہم کام۔۔۔ جہاں ہم سنجیدہ ہوئے۔۔۔ وہاں کام  
نہیں ہوئے۔" فاروق نے منہ بنا دیا۔

"یہ بات تم صرف اپنے بارے میں کر لو۔۔۔ میں اور فرزانہ کیوں  
ہونے لگے نہیں۔" "حد ہو گئی۔۔۔ کیا پس پس لگا رکھی ہے۔۔۔ کام کی بات کرو۔"

"اوکے۔۔۔ اُو پھر سب چلیں۔" وہ اپنے والد والے کمرے میں آئے۔ جس کی الماری سے خبر  
ملا تھا۔۔۔ انہوں نے پہلے تو اس الماری کا بغور جائزہ لیا۔۔۔ اس کے

تالے کو دیکھا۔۔۔ دروازے کے تالے کو دیکھا۔۔۔ پھر فرزانہ نے کہا۔

بری طور پر اپنے کام میں لگ گئے۔۔۔ خفیہ فورس کو بھی ہدایات دی  
لیں۔۔۔ اب وہ ان کی طرف آئے۔

"اس کیس میں تم تینوں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ اب وقت آگیا ہے  
تم بھی حرکت میں آ جاؤ۔"

"ہم تو خود کچھ نہ کچھ کرنے کے لئے بے چکن ہیں۔" "تو پھر شروع ہو جاؤ۔" وہ بولے۔

"لیکن ہم کیا کریں۔۔۔ یہ بھی تو بتائیں نا آپ۔" "افسوس! یہ میں نہیں بتا سکتا۔"

"تب پھر؟" وہ ایک ساتھ بولے۔ "اپنی مرضی کرو۔۔۔ جو کرنا ہے۔۔۔ تمام حالات تمہارے سامنے  
ہیں۔"

"جج.... جی اچھا۔" وہ بوکھلا اٹھے۔ اپکلم جھیش، خان رحمان اور پروفیسر داؤڈ کو ساتھ لے کر ایک  
ست میں چلے گئے۔۔۔ نہ جانے وہ کیا کرنا چاہتے تھے۔۔۔ اور ان کے زہن  
میں کیا تھا۔۔۔ انہیں البتہ وہ شدید ابھسن میں جھاکر گئے تھے۔  
"اب کیا کریں۔۔۔ کہاں جائیں۔۔۔ کہاں نہ جائیں۔" فاروق نے  
بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"یہ سارا معلمہ چکرا دینے والا ہے۔۔۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے  
تھے کہ معلمہ ہم پر آپ سے گا۔۔۔ یہ خیال تو اب اجتن اور ہم قائم کر کچکے

"یہ بات تو ثابت ہے کہ قاتل اباجان نہیں ہیں"۔  
"بالکل"۔ وہ دونوں بولے۔

"اب سوال یہ ہے کہ قاتل نے کمرے کا دروازہ کس طرح  
کھونا..... پھر الماری کا تالا کس طرح کھولا؟"۔  
"اس سے بھی پہلے یہ سوال اہم ہے کہ ایسا اس نے کس وقت  
کیا؟" فاروق نے کہا۔

"یہ کوئی سوال نہیں ہے"۔ فرزانہ نے مدد بیٹایا۔

"کیا مطلب؟" یہ کیا بات ہوئی.... سوال کیوں نہیں ہے؟"۔  
"ظاہر ہے.... قاتل نے قتل کرنے کے بعد یہ کام کیا..... اس  
سے پہلے وہ خون آؤد پھر کس طرح الماری میں رکھ سکتا تھا..... اس سے  
پہلے تو پھر اس کے پاس خون آؤد تھا جیسی نہیں"۔ فرزانہ نے جلدی  
جلدی کہا۔

"اگر تمہاری بات ہم مان لیں۔ تو ایک نیا مسئلہ پیدا ہو جائے  
گا۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"قتل کے بعد یہ لوگ اپنے کمروں سے نکل کر سامنے آ گئے  
تھے..... یعنی جیج سننے کے فوراً بعد ہم یا ہر لڑکے تھے..... پھر ان لوگوں کے  
کمروں کے دروازے کھلے تھے"۔ محمود نے پر سکون انداز میں کہا۔

"ہاں تو پھر.... اس سے کیا ہوتا ہے؟"

"پھر ذہنی کامکروہ سرے والا ہے۔ ہم سب کو دروازہ اندر سے  
بند ملا تھا..... خود کشی کا یہ کیس ہے نہیں" ورنہ خیز اندر ملتا چاہیے  
تھا..... خیز ملا ہے اباجان کی الماری سے..... گویا قاتل نے پہلے پھر ذہنی کو  
قتل کیا..... پھر وہ اپنے کمرے میں پلا آیا۔ یعنی ہمارے جیج سننے کے بعد  
اپنے کمروں سے باہر نکلنے تک وہ اپنے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ  
بند کر دیا تھا..... اور پھر سب کے ساتھ اپنے کمرے سے نکا۔ جیسے جیج  
من کر لکھا ہو۔"

"ہاں! ایسا ہی ہوا ہے..... تو پھر.... تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"۔  
"اگر کمرے کا دروازہ اندر سے بند نہ ہوتا تو ہم کتنے... بالکل  
ایسا ہی ہوا ہے..... لیکن ایسا نہیں ہوا تھا"۔ محمود سکریا۔  
"اللہ اپنا رحم فرمائے..... آج فرزانہ کے ہجاءے محمود ہیرو ہذا نظر  
آ رہا ہے"۔ فاروق نے پوکھلا کر کہا۔

"ایسا کیوں نہیں ہوا محمود.... اپنی بات کی وضاحت کرو"۔ فرزانہ  
نے جیسے اس کا جلد سنا ہی شہیں۔

"قاتل کو قتل کرنے کے لیے کمرے کے اندر نہیں جانا پڑا.....  
کیونکہ دروازہ اندر سے بند ملا ہے..... اگر پہلے وہ کمرے کا دروازہ کھلواتا  
اور پھر اس پروار کرتا تو دروازہ کھلا ملتا..... اس صورت میں اوھر وہ قتل  
کرتا..... اوھر مختل کی جیج سنائی دیتی..... اوھر وہ پک کر اپنے کمرے میں  
چلا جاتا..... اور پھر دوسروں کے ساتھ لکھا..... خیز اپنے کمرے میں چھپا

لک... لیکن چونکہ دروازہ بند ملا ہے.... اس لے ہم یہ کہیں گے.... کہ  
ایسا نہیں ہوا ہے۔"

"حد ہو گئی.... ارے بھائی یہ بھی تو بتاؤ نا۔۔۔ پھر کیا ہوا ہے۔۔۔ با  
لیے ہوا ہے۔۔۔ فرزانہ تملٹا اٹھی۔

"بہت خوب! ایزو.... دونوں.... میں مزے لے رہا ہوں۔"

"بے کار بوجوں کا اور کام تھی کیا ہے۔۔۔ فرزانہ نے اسے گھورا۔

"یہ تو وقت بتائے گا کہ بیکار کون ہے.... کون نہیں۔۔۔ فاروق  
ورا" بول اٹھا۔

"اپھا اپھا.... جب وقت بتائے گا تو تم بھی ہمیں بتا دنا۔"

فرزانہ بھٹا اٹھی۔

"یہ ایسے ہوا ہے فرزانہ کے قاتل پکڑ کاٹ کر پھیر دوئی کے  
کمرے کی کھڑکی تک گیا۔۔۔ کھڑکی یا تو کھلی تھی۔۔۔ یا بند۔۔۔ بند تھی تو  
پہلے اس نے دستک دی۔۔۔ دوئی نے کھڑکی کھوئی اور قاتل نے اس کے  
ہمراں مٹھی میں بلکہ لے اور جنگل پر پھیر دی۔۔۔ اس کی جی ٹکل گئی۔۔۔  
قاتل بھاگا۔۔۔ اور پھر پکڑ کاٹ کر اپنے کمرے میں آ گیا۔۔۔ لیکن  
فوس۔۔۔ اس طرح بھی یہ واردات ہوتی نظر نہیں آتی۔"

"حد ہو گئی.... خود ہی کہتے ہو۔۔۔ ایسا ہوا ہے۔۔۔ اور خود ہی کہ

رہے ہو۔۔۔ ایسا نہیں ہوا۔۔۔ محمود۔۔۔ تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔"

"ہاں! ایسا ہی ہے۔۔۔ اور اب تمہارا چلے گا۔"

"کیا مطلب؟" فرزانہ اچھلی۔  
اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔



## کس کا فون

"اکرام! تم نے مقتول کے خون کا نمونہ لیا۔"

"میں ہاں بالکل لیا۔" اس نے کہا۔

"کیا یہ خون وتنی ہے۔ جو تجھر پر پایا گیا ہے۔"

"ابھی یہ نہیں چیک کیا سر۔"

"تو پھر اسے چیک کر دیں۔ کیونکہ یہ بہت ضروری نقطہ ہے۔"

"بہت بہتر سر۔" اکرام نے کہا اور اپنے کام میں مصروف ہو یا۔ رہی تھی۔

اب وہ بُنی کے آدمیوں کی طرف بڑھے۔

"مقتول کے کانفڑات دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"یہ رہے۔ اس طرف۔" ایک نے لاپرواٹ سے کہا۔

"دنیوں نے کانفڑات لیے اور ان کا مطالعہ شروع کیا۔ دریا ہائے بُت پے جی بن ہوں۔" وہ مکارے۔

میں وہ اپنی نوک بُک میں پکھو دین بھی کرتے رہے۔

"خان رحمان اور پرنسپر صاحب۔۔۔ آپ بور تو نہیں ہو رہے۔ اور یہ اس خون کی رپورٹ جو کمرے میں پھیلا ہوا ملا ہے۔۔۔ اور یہ ہے۔۔۔"

"کیا بات کرتے ہو جمیشید۔۔۔ تمہارے ساتھ اور بورت۔۔۔ بیوی کے کانفڑات۔۔۔"

ناہمکن۔۔۔"

"کیوں نہ میں آپ کو ایک کام سونپ دوں۔"

"ضرور۔۔۔ خوشی سے۔"

"آپ زرا گھر جائیں۔۔۔ اور اس تاریخ کے تمام اخبارات لا جبری سے نکال کر لے آئیں۔۔۔ میں یہ کام اکرام کے کسی ماتحت سے بھی لے سکتا ہوں۔۔۔ تجھم اسے اخبارات نکال کر دے دے گی۔۔۔ یعنی میں نے سوچا۔۔۔ اس طرح آپ دونوں بھی اس کیس میں مددگار ہاتھ ہو جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ ہم جا کر لے آتے ہیں۔" پروفیسر نے کہا۔  
دونوں کانفڑ پر وہ تاریخ قوت کر کے چاٹ گئے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد  
"پھر اکرام کی طرف آئے تو اس کے چہرے پر حیرت ہی حیرت نظر آ رہی تھی۔۔۔"

"معلوم ہوتا ہے۔۔۔ کوئی خاص بات معلوم کرنی ہے تم نے۔"

"میں ہاں۔۔۔ بہت خاص۔۔۔ بلکہ انوکھی۔"

"چلو پھر سنا دو۔۔۔ کیونکہ میں اس کیس میں انوکھی بات سننے کے

"دنیوں نے کانفڑات لیے اور ان کا مطالعہ شروع کیا۔۔۔ دریا ہائے بُت پے جی بن ہوں۔" وہ مکارے۔۔۔

"یہ دیکھئے سہ۔ اس خون کی رپورٹ۔۔۔ جو تجھر پر پایا گیا ہے۔۔۔"

"خان رحمان اور پرنسپر صاحب۔۔۔ آپ بور تو نہیں ہو رہے۔ اور یہ اس خون کی رپورٹ جو کمرے میں پھیلا ہوا ملا ہے۔۔۔ اور یہ ہے۔۔۔"

"کیا بات کرتے ہو جمیشید۔۔۔ تمہارے ساتھ اور بورت۔۔۔ بیوی کے کانفڑات۔۔۔"

انہوں نے کانفڑات اور دونوں رپورٹوں کو پڑھا اور مکرا

دیے... پھر بولے۔

"واقعی! یہ تو بہت خاص بات ہے... اب آئے گا مزا۔"

"لیکن سب... اس طرح تو کیس اور الجھ گیا ہے۔"

"کوئی پرواہ نہ کرو... ابھی دوست ہمارا کیا جاتا ہے۔" وہ بولے۔

"آخر چکر کیا ہے۔"

"کما پھر... بہت سکرا۔" وہ بڑھائے... پھر چونکے۔

"آؤ... ذرا محمود فاروق اور فرزان۔"

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... اسی وقت انہوں نے صدر کا۔

کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ ان کے چہرے پر زلزلے کے آثار تھے۔

"جیشید... معاملہ اور گیڈا گیا۔"

"اب کیا ہو گیا سر۔"

"اشارج کے صدر کا فون آیا ہے... انہوں نے بتایا ہے کہ ہمیں جائیں۔"

ذوی ان کے قریبی دوست تھے... ان کا قتل ہرگز برداشت نہ

ہو گا... اور مجرم کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برداشت کی جائے گی۔

ان کو آتے دیکھا۔ اس کے چہرے پر جوش تھا۔

"پھر آپ نے کیا کہا۔"

"یہی کہ ان کی تفتیشی ٹیم کیس پر کام کر رہی ہے... اگر انہیں

جیشید مجرم ثابت ہوئے تو انہیں ان کے حوالے کرونا جائے گا۔"

ام نے اپنے صدر صاحب کو یہ خوش خبری بھی سنادی ہے۔

میں کیا کہتا جیشید۔"

"آپ نے خوش خبری سنائے میں کچھ زیادہ جلدی کی۔ خیر

"آپ نے بالکل ٹھیک جواب دیا۔ آپ پریشان نہ ہوں... یہ جرم میں نہیں کیا۔"

"لیکن بھی... تمام ثبوت تمہارے خلاف ہیں۔"

"ہم ان شوتوں کی وجہاں اڑا دیں گے۔"

"تب پھر قاتل کون ہے۔"

"یہ ابھی مجھے بھی معلوم نہیں... لیکن ہمیں معلوم تکرنا ہو

"پھر پلتے یہ کام کرے۔ اگر ہم اشارجہ کو اصل قاتل سنبھال دیتے

ہیں... تو جھکڑا ختم۔"

"ہم بہت تیزی سے کام کر رہے ہیں... آپ بس دیکھتے

"اشارج کے صدر کا فون آیا ہے... انہوں نے بتایا ہے کہ ہمیں جائیں۔"

"اچھا جیشید... میری دھماکیں تمہارے ساتھ ہیں۔"

ایسے میں انہوں نے قدموں کی آواز سنی۔ نظریں گھما کیں تو

ان کو آتے دیکھا۔ اس کے چہرے پر جوش تھا۔

"صاحب صدر آپ کو مبارک ہو۔"

"کیسی مبارک جناب؟" انہوں نے جر ان ہو کر کہا۔

"کیس حل ہو گیا... آپ کے انکلز جیشید مجرم ثابت ہو گئے۔"

ام نے اپنے صدر صاحب کو یہ خوش خبری بھی سنادی ہے۔

"آپ نے خوش خبری سنائے میں کچھ زیادہ جلدی کی۔ خیر

فرمائیے... میں کس طرح مجرم ثابت ہو گیا۔  
ا) "ساف ظاہر ہے... یہ کیس خودکشی کا نہیں ہے... تھیک  
ہے۔"

"بہار ای صاف قتل کا کیس ہے۔ اسکلہ جیشید بولے  
پیر ڈولی ہمارے صدر کے قریبی دوست تھے۔ ہمارے وہ  
کے سرراہ تھے لہذا وہ میں سے تو کوئی انسیں قتل کر نہیں سکتا تھا۔  
اس عمارت میں وہ کے ارکان اور آپ لوگوں کے علاوہ کوئی اور تھا جن  
نہیں۔ خیز آپ کی الماری سے ملا ہے۔ کیا یہ شہوت کچھ کم ہے۔"  
"تو آپ کے خیال میں یہ بہت کافی ثبوت ہیں۔"

"کافی سے بھی زیادہ۔"

"اور ان شہوتوں کی بنیاد پر آپ مجھے قاتل ثابت کر رہے ہیں اور  
مجھے اپنے ملک لے جانا چاہتے ہیں۔"

"ہاں بالکل۔ وہ تو آپ کے ملک کو کرنا ہی پڑے گا۔"

میں اس وقت انہوں نے ووڑتے قدموں کی آواز سنی۔ انہوں  
نے دیکھا، محمود، فاروق اور فرزان پلے آرے تھے۔ ان کے چہروں  
رعنان کے ہاتھ میں ایک بدل تھا۔  
بوش تھی۔ آتے ہی محمود نے کہا۔

"ایا جان! آپ اس کیس کے مجرم نہیں ہو سکتے۔"

"کیا مطلب؟" بقیٰ نے بہنا کر کہا۔

"جی ہاں! تم نے ایک تجربہ کیا ہے۔"

"بہت خوب! پہلے تو ہم ذرا ان کا تجربہ سن لیں۔"

"یہ تجربہ سنایا نہیں۔ دکھایا جائے گا۔" محمود نے کہا۔

"کیا مطلب؟" صدر صاحب نے پوچک کر کہا۔

"ہم عملی طور پر تجربہ کر کے دکھائیں گے۔ اور ایجاداں بے گناہ

ثابت ہو جائیں گے۔"

"کوئی ضرورت نہیں۔ یہ کام تو میں دیے بھی کروں گا۔"

اسکلہ جیشید نے منہ بٹایا۔

"نہیں جیشید۔ ہم ان کا تجربہ ضرور دیکھیں گے۔" صدر

بولے۔

"آپ کی مرضی۔" انہوں نے کندھے اچکا دیے۔

"دکھاؤ بھی۔ کیا دکھانا ہے۔"

"آپ کو ہمارے ساتھ متقتل کے کمرے کی کھڑکی تک چھتا ہو

"چلو چلتے ہیں۔" صدر بولے۔

ایسے میں خان رعنان اور پروفیسر داؤد و بال پہنچ گئے۔ خان

رعنان کے ہاتھ میں ایک بدل تھا۔

"اچھے موقع پر آئے آپ بھی۔ محمود، فاروق اور فرزان کوئی

تجربہ دکھانا چاہتے ہیں۔" اسکلہ جیشید مکرائے۔

"تجربے۔ بہت خوب! اب تو مزا آجائے گا۔"

سے واردات کی گئی..... خبر بعد میں ہمارے اباجان کی الماری سے ملائی۔  
کیا ان باتوں سے سب کو اتفاق ہے۔"

"بے شک..... یہ سب یا تمیں یا لکھ سامنے کی ہیں۔"

"اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ قاتل نے کھڑکی کے پاس پہنچ دوئی کو بلا بیا اور یا کمیں ہاتھ سے اسے دبوچ کر دامیں ہاتھ سے خبر پھر دیا..... کیا اس بات سے بھی آپ لوگوں کا اتفاق ہے۔"

"بالا۔۔۔ بالا۔۔۔ بالا۔۔۔ بیٹھی چلا اٹھا۔

"آخر آپ کون ہی نئی بات ہمیں دکھانا چاہتے ہیں۔۔۔ اور وہ تجھے کیا ہے۔"

"وہ ہم اب دکھائیں گے۔"

"قاتل اپنا کام کرتے ہی اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ کیونکہ متقول کی جی گوئی بھی تھی۔۔۔ اور قاتل چاہتا تھا۔۔۔ دوسرے لوگوں کے کروں سے لٹکے سے پسلے وہ اپنے کمرے میں داخل ہو جائے۔۔۔ تاکہ سب کے سامنے کمرے سے لٹک۔۔۔ اور کوئی اس پر شک نہ کر سکے۔۔۔ کیا یہ بات بھی صحیک ہے۔"

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔۔۔ لاری مکرا یا۔

اس کی آواز نے ان کے جسم میں پھر مل چل چاہی۔۔۔ انہوں نے سن، محمود کہ رہا تھا۔

"اس وقت تک بیان کی گئی تمام باتوں سے سب کو اتفاق ہے۔۔۔

"اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔ انپکٹر جشید نے مت  
ہدایا۔

"جی۔۔۔ کس بارے میں؟"

"اس بارے میں کہ مزا آکے گایا نہیں۔"

"آئیے پھر۔۔۔ نہ میدان دور نہ گھوڑا۔۔۔ محمود نے قس کر کہا۔  
وکیا کہا محمود۔۔۔ نہ میدان دور نہ گھوڑا۔۔۔ یہ اس بارہم نے نیا  
محاورہ بول دیا۔"

"میں خود حیران ہوں۔۔۔ یہ محاورہ ہم سے جدا کس طرح رہا۔"

محمود نے کہا۔

"یا پھر ہم اس محاورے سے جدا کیوں نہ رہے۔۔۔ فاروق نے مت  
ہدایا۔

"وقت نہ خائن کیا جائے ہمارا۔۔۔ جو دکھانا ہے، دکھایا جائے۔"  
بنی نے چھٹا کر کہا۔

"اوہ ہاں محمود۔۔۔ ان لوگوں کا وقت بت تیقی ہے۔۔۔ چلو۔"

انپکٹر جشید نے انہیں ڈانتا۔

وہ ان سب کو متقول کے کمرے کی کھڑکی تک لے آئے۔

"آپ سب جانتے ہیں۔۔۔ بے چارے پہنچ دوئی کو اس کرے  
میں ہلاک کیا گیا۔۔۔ یا یہ کہنا چاہیے کہ ہمیں ان کی لاش اس کمرے  
ملی اور کمرے کا دروازہ بند تھا۔۔۔ اور اندر وہ خبر بھی نہیں تھا۔۔۔ جم

کی کو کوئی اختلاف نہیں، لیکن ہمیں اختلاف ہے۔ ہم کتنے ہیں۔  
باشیں ہوا۔"

محمود نے ذرا بھی انداز میں یہ الفاظ کے اور خاموش ہو گیا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ خود ہی ایک بات بتا رہے ہیں اور خود ہی  
کہ رہے ہیں، اس سے اتفاق نہیں۔" صدر صاحب نے برا سامنہ  
تایا۔

"اس وقت سے پہلے تک ہمیں بھی اس بات سے اتفاق تھا۔  
لیکن اب ہمیں نہیں ہے اور حالا تجربہ ویکھ کر آپ لوگ بھی کہ  
اٹھیں گے کہ واقعی اس بات سے ہمیں اتفاق نہیں رہ گیا۔"

"آخر کہنا کیا چاہتے ہو۔" انسپکٹر جمشید نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا  
ورت اب تک ان کے چہرے پر بورت سوار رہی تھی۔

"قدما کا شکر ہے لایا جان۔ آپ نے بھی دلچسپی لی۔ اب ہم  
تجربہ شروع کرتے ہیں۔ فاروق تم کھڑکی سے آنکھ لگ جاؤ۔"  
اور محمود نے دوڑ لگا دی۔... سب دیس کھڑے رہ گئے۔ انسپکٹر جمشید  
کے چہرے پر سکراہٹ گردی ہو چلی تھی۔... وہ ان کے تجربے کو بھجو  
گئے تھے۔ پھر محمود واپس آتا نظر آیا۔

"میں کتنی دیر میں واپس یہاں پہنچا۔"

"محمود تمہیں کل تین منٹ لگے۔" صدر بولے۔

"ٹکری یہ صدر انکل۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنے

"اے باپ رے۔۔۔ الگی بات تو فرض کرتے ہوئے بھی خوف  
حسوس ہو رہا ہے۔" فاروق نے کانپ کر کہا۔  
خان رہمان وغیرہ مکراہیے۔

"میں وار کرنے لگا ہوں۔۔۔ وار کرتے ہی فاروق کی جیج نکلے  
گی۔۔۔ میں دوڑ کر اپنے کمرے تک جاؤں گا۔۔۔ دہاں پہنچ کر گھرzi پر  
وقت دیکھوں گا۔۔۔ اور واپس آکر آپ کو بتاؤں گا کہ میں کتنی دیر میں  
اپنے کمرے تک پہنچا۔"

"اوہ۔۔۔ اوہ۔" ان سب نے ایک ساتھ کہا۔  
اب چڑوں پر حریت پہنچانا شروع ہو گئی تھی۔

"اور یہ میں لگا اپنا کام شروع کرنے۔۔۔ سب گھرزوں پر نظر  
رکھیں۔۔۔ میں پوری رفتار سے دوڑ کر جاؤں گا۔"

سب نے نظریں گھرزوں پر بھا دیں۔۔۔ محمود نے ہاتھ بند کیا۔  
ہاتھ فاروق کے گلے تک آیا۔۔۔ فاروق کے منڈ سے دل دوڑ جیج نکلی۔۔۔  
اور محمود نے دوڑ لگا دی۔۔۔ سب دیس کھڑے رہ گئے۔۔۔ انسپکٹر جمشید  
کے چہرے پر سکراہٹ گردی ہو چلی تھی۔۔۔ وہ ان کے تجربے کو بھجو  
گئے تھے۔۔۔ پھر محمود واپس آتا نظر آیا۔

"میں کتنی دیر میں واپس یہاں پہنچا۔"

"محمود تمہیں کل تین منٹ لگے۔" صدر بولے۔

"ٹکری یہ صدر انکل۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنے

سے زیادہ کوئی ایک منٹ اور پندرہ سینٹ میں وہاں پہنچ سکتا ہے۔۔۔ تھیں  
تھیں تو مہربانی فرماؤ کر یہ تجربہ ضرور کر لیں۔۔۔

”ہم تجربہ ضرور کریں گے۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔ آپ وہاں جا کر  
رک گئے ہوں اور فوراً“ لوٹ کر یہاں نہ آئے ہوں۔۔۔ جوزف شریام  
نے جمل کر کہا۔

”ضرور تجربہ کر لیں۔۔۔“

اب انہوں نے باری باری دوڑ کر دیکھا۔۔۔ سب سے زیادہ رفتار  
انہیں لا روی کی محسوس ہوئی۔۔۔ لیکن وہ بھی دو منٹ اور میں سینٹ سے  
پہلے نہیں پہنچا۔۔۔ آخر انہوں نے یہ بات تسلیم کر لی کہ پندرہ میں سینٹ  
میں اس جگہ سے کوئی بھی اپنے گمراہ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔۔۔ اس  
وقت محمود نے کہا۔

”الذذا قاتل ہارے والد نہیں۔۔۔ اس لیے کہ چیخ کی آواز سننے  
کے صرف پندرہ سینٹ بعد آپ سب بوکھلاتے ہوئے باہر نکل آئے  
تھے۔۔۔ اور آپ نے ہمیں وہاں موجود پایا تھا۔۔۔ اب یہ ہو نہیں سکتا کہ  
تجربہ لگانے کے بعد مقتول ذیڑھ منٹ تک خاموش رہا ہو۔۔۔ اور پندرہ یا نہ  
آواز میں چیننا ہو۔۔۔“

وہ سب بتوں کی طرح وہاں کھڑے تھے۔۔۔ تینوں نے بہت  
خوبصورتی سے یہ بات ثابت کر دی۔۔۔ ان کے والد قاتل نہیں ہو  
سکے۔۔۔ ایسے میں انپکڑ جشید کی آواز ابھری۔۔۔

کرے تک پہنچنے میں ذیڑھ منٹ لگا۔۔۔ کوئی اور صاحب دوڑ کر تجربہ  
کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔۔۔ اگر اس سے کم وقت میں وہ واپس آ کر دیکھا  
سکتا ہے تو وکھادے۔۔۔

”پہلے تو یہ پا چلے کہ آپ اس بات سے ثابت کیا کرنا چاہتے  
ہیں۔۔۔“ تھیں نے جھٹا کر کہا۔

”جب ہم نے چیخ سنی۔۔۔ ہم فوراً“ باہر نکل آئے تھے۔۔۔ یعنی  
میں، میری بہن، میرا بھائی۔۔۔ میرے والد اور ہمارے انکل، اسی وقت  
کروں سے نکل آئے تھے۔۔۔ یعنی چیخ سننے کے صرف چند سینٹ بعد۔۔۔  
نہ کہ ذیڑھ منٹ بعد۔۔۔ گویا جب چیخ سنائی دی۔۔۔ اس وقت تو ہم سب  
برآمدے میں تھے۔۔۔ اور آپ لوگ اس وقت کروں سے نکل رہے  
تھے۔۔۔ آپ لوگ بھی چیخ سننے کے صرف نصف منٹ کے اندر برآمدے  
میں نکل آئے تھے۔۔۔ اب میرا سوال یہ ہے کہ اگر اب اجان مسٹر پٹر ڈولی  
کے قاتل ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کھٹکی سے دوڑ کر اپنے گمراہ  
میں چند سینٹ میں پہنچ گئے۔۔۔ جب کہ ذیڑھ منٹ سے پہلے ایسا ممکن  
نہیں۔۔۔“

محمور یہاں تک کہ کریک لخت خاموش ہو گیا۔۔۔ سب پر سکتے کا  
عام طاری تھا۔۔۔ ایسے میں تھیں کی آواز ابھری۔۔۔

”ہو سکتا ہے۔۔۔ انچکھید۔۔۔ کی رفتار بہت زیادہ ہو۔۔۔“

”آپ سب تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑ کر بھی دیکھ لیں۔۔۔ زیادہ

”اگر اب بھی آپ لوگوں کا سو قصد اٹھیاں نہ ہوا ہوتا ایک  
ثبوت آپ کو میں بھی دے سکتا ہوں.... اور وہ ثبوت آپ لوگوں کے  
ہوش اڑا دے گا۔ لیکن یہ ثبوت اب دوسرے دن کے اخبارات میں  
آئیں گے۔ کل کے اخبارات میں صرف وہ خبر آسکیں گی.... جو  
آپ لوگ شائع کرا رہے ہیں.... خیر کوئی بات نہیں۔“

”آپ بھی دھماکیں.... آپ کیا دکھانا چاہتے ہیں۔“ نبی نے  
تھکے تھکے انداز میں کہا۔

”اب یہاں کھڑے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں.... آئیے ہم  
برآمدے میں چل کر بیٹھیں.... یہ تجربہ تو اب مکمل ہو چکا ہے.... آپ  
لوگ یہ بھی تو سوچیں.... میں بھلا کیوں مسٹر ڈولی کو قتل کروں گا۔“  
وہ انہیں برآمدے تک لے آئے۔ یہاں کرسیاں موجود  
تمیں۔ سب لوگ آئنے سامنے ان پر بیٹھ گئے۔

”میرے کمرے کی الماری سے جو خیز ملا، وہ خون آکو خلا۔....  
آپ سب یہ بات جانتے ہیں.... اور خون بھی اس پر تمازہ لگا ہوا تھا۔....  
الماری پر تلاٹا ہوا تھا۔.... مجھ پر الزام لگایا گیا ہے کہ میں نے پیغمبر  
ذوئی کو قتل کیا اور خیز اپنی الماری میں پھینپا دیا۔.... اس بنیاد پر میرا جرم  
ثابت کیا جا رہا ہے۔۔۔ تھیک ہے۔“

”ہاں تھیک ہے۔۔۔ لیکن اب تو یہ بات غلط ثابت ہو گئی۔۔۔ آپ  
تو قتل کر کے اس قدر جلد اپنے کمرے تک پہنچ ہی نہیں سکے تھے۔۔۔

کہاں یہ کہ آپ الماری کھول کر پہلے خیز اندر رکھتے۔۔۔ الماری کو پھر  
تلا لگاتے۔۔۔ اور کمرے سے کل آتے۔۔۔ ایسا تو ہوا ہی نہیں ہے۔۔۔“  
جو زف نے جلدی جلدی کہا۔

”آپ پہلے میری بات سن لیں۔۔۔ خیز پر خون تھا۔۔۔ ہم نے اس  
خون کا تجھی کرایا۔۔۔ کمرے کے فرش سے مٹے والے خون کا بھی ہم  
نے تجھی کرایا۔۔۔ اور پھر ایک حیرت انگیز ترین بات معلوم ہوئی۔۔۔“  
”تی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ حیرت انگیز ترین بات۔۔۔ کئی آوازیں  
ابھریں۔۔۔“

”ہاں جاتا ہے۔۔۔ حیرت انگیز ترین بات۔۔۔ جو میں ابھی آپ کو بتانا  
نہیں چاہتا تھا۔۔۔ لیکن اب مجبوری کی وجہ سے بتا رہا ہوں۔۔۔ کیونکہ  
مجھے اپنی پوزیشن صاف کرنا ہے۔۔۔ اپنے ملک پر گائے جانے والے  
الزام کو دھونا ہے۔۔۔ اور آپ لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ ہم میزان لوگ  
ہیں۔۔۔ اپنے مہمانوں کو قتل نہیں کرتے۔۔۔ اگر مہمان کا کوئی جرم ہوتا  
ہے تو قانون کے مطابق کارروائی کرتے ہیں۔۔۔“

”اچھا تو پھر تائیجے۔۔۔ آپ کیا بتانا چاہئے ہیں۔۔۔“  
”بات بہت زیادہ عجیب ہے۔۔۔ آپ لوگ اچھل پڑیں گے۔۔۔“  
انہوں نے کہا۔

”تو کوئی بات نہیں۔۔۔ اس میں کیا عرض ہے۔۔۔“  
”کہیں آپ کے سر ایک دوسرے سے تکرا نہ جائیں۔۔۔ اس

لے میں پسے ہی خود ارکر رہا ہوں۔"

"آہم خبردار ہو گئے ہیں۔ ہم نہیں اچھلیں گے۔ جوزف نے  
مشہد پناہی۔

"جب کہ میرا خیال ہے۔ آپ لوگوں کو اچھتا پڑ جائے گا۔"

"حد ہو گئی بھی..... بات بتا نہیں رہے..... اور اچھتے کا دعویٰ کا

رہے ہیں۔" موہنی کاٹا نے جلا کر کہا۔

"درامل بات ہی ایسی ہے.... یوں کہ لیں بہت مزے کی.....

بہت انوکھی..... آپ کو چکر آجائے گا۔ اس قدر ہری طرح کہ آپ کو  
پہلے کبھی ایسا چکر نہیں آیا ہو گا۔"

"حد ہو گئی..... آپ ایسی باتیں آخر کب تک کرتے رہیں  
گے۔" رائل کوئی نے جل بھس کر کہا۔

"یہ میری عادت ہے۔ میں الگی باتیں بہت مزے لے لے کر  
بتاتا ہوں۔ کیوں مسٹر لاری؟" انسوں نے کہا۔

"ٹکک..... کیا مطلب..... میں کیا جانوں؟"

"اوہ! شاید میں غلط کہ گیا۔ کیوں مسٹر زینا؟"

"حد ہو گئی..... میں کیا جانوں؟"

"چھے خیریں۔ آپ کو بھی نہیں معلوم..... تو ہمارے صدر صاحب  
کو تو معلوم ہو گا۔"

"ہاں جشید کیوں نہیں؟" صدر نہے۔

"تب پھر نہیں۔ تجھر پر پایا جانے والا خون مقتول کا خون نہیں  
ہے۔"

"کیا!!!"

وہ ایک ساتھ چلائے اور بہت سے اچھے بھی اور سکراۓ بھی۔



سے خون نکالا۔۔۔ خیز کو خون آکو دکایا۔۔۔ اور میرے کمرے کی الماری میں اس وقت رکھ دیا جب میں اپنے کمرے میں نہیں تھا۔۔۔ فناگی کے لیے ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں تھا۔۔۔

"لیکن جتاب! الماری کو تلا لگا ہوا تھا۔۔۔ بنی نے طنز انداز میں

کہا۔۔۔

اب وہ بتوں کی طرح ساکت ہو چکے تھے۔۔۔ ان کی آنکھیں پلیٹیں جھپکانا بھول گئی تھیں۔۔۔ یوں لگتا تھا میں اب وہ بھی اپنے، مارت پر حیثت ہوتی ہے۔۔۔ ہاتھ لگاتے ہی تلاکھوں دیتے ہیں۔۔۔" میں نہیں آئیں گے۔۔۔

"ہوں یہ بات بھی ہے۔۔۔ لیکن قاتل کو ایسا کرنے کی کیا

"آخر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔۔" بنی نے کھوئے کھوئے اضورت تھی۔۔۔

"ایک تو یہ کہ وہ مجھے پھسلانا چاہتا تھا۔۔۔ وہ سرے یہ کہ وہ جانتا

تھا جب وہ قتل کرے گا تو فوری طور پر اپنے کمرے میں نہیں بچنے کے لگائیں۔۔۔ اس نے ایک خیز پسلے سے خون آکو کر کے میری الماری میں رکھ دیا۔۔۔ وہ سرے خیز سے واردات کی۔۔۔"

"چھر بھی۔۔۔ آخر وہ جیج بلند ہوتے کے فوراً بعد اپنے کمرے میں

کیے آگیں۔۔۔ جب کہ ڈیڑھ منٹ سے پہلے نہیں آ سکتا تھا۔۔۔ بھی بولا۔۔۔"

"اس نے مقتول کا منہ بند کر کے خیز کا وار کیا۔۔۔ اس بے

ہارے کے منہ سے تو آواز اس نے نکلنے ہی نہیں دی۔۔۔"

"کیا مطلب؟" وہ سب چاہئے۔۔۔

"ہاں جتاب۔۔۔ بالکل یہی ہوا ہے۔۔۔"

## جاائزہ

"خیز پر جو خون ہے۔۔۔ وہ پیغڈولی کا نہیں ہے۔۔۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔"

"کئی طرح سے ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔" وہ مسکرائے۔

"آخر کیسے؟" جوزف شریام بولا۔

"اس خیز سے قتل کیا ہی نہیں گیا۔۔۔ وہ تو قتل سے پہلے

آکو کر کے میرے کمرے کی الماری میں رکھ دیا گیا تھا۔۔۔ تاکہ بھی

ٹابت کیا جاسکے۔۔۔"

"تو پھر اس پر خون کیسے لگایا گیا۔۔۔"

"خون عام جیز ہے۔۔۔ قاتل نے پہلے سرخ کے ذریعے اپ

"لکن جیچ تو ہم سب نے سن تھی"۔

"وہ جیچ مقتول کی نہیں قاتل کی تھی"۔

"یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ جیچ مقتول کی نہیں قاتل کی تھی؟" جوزف شریم نے بحثا کر کہا۔

"مگر بات ہے جناب! اسی صورت میں قاتل کرے سے نکلا تو آسکا تھا۔ اس نے اٹھیناں سے اپنا کام کیا، میرے کمرے میں وہ پہلے سرراہ چند دن کے لیے تھے۔۔۔ وہ کامش کھل ہو جانے کے بعد ہی خون آسودہ مجرم رکھ دکا تھا۔۔۔ اپنے کمرے کے دروازے کے پاس آکر اپنے ملک لوٹ جاتے۔۔۔ پھر وہ سرراہ بھی نہ رہتے۔۔۔ وہ زخمی کیا اس نے در سے جیچ کی آواز نکالی۔۔۔ اور کمرے میں چلا گیا۔۔۔ دروازے صورت تھی انہیں ہلاک کرنے کی"۔

"کوئی سے بند کر لیا، پھر وہ اس وقت اندر سے نکلا، جب دوسرا دروازے کھولے گئے"۔

اب وہاں پر ہر کوئی خاموش ہو چکا تھا۔۔۔ اس وضاحت کے جواب میں شاید کسی کو کچھ نہیں سوچد رہا تھا۔۔۔ یوں لگتا تھا جیسے بات کرنا بہت آسان ہو گیا ہے کہ قاتل کون ہے"۔

"تیس پھر قاتل کون ہے؟"

"وہ دن کے اڑان میں سے کوئی ایک"۔ اسکریز جمشید بولے۔

"نکلا۔۔۔ بالکل نکلا۔۔۔ ہمیں اپنے ساتھی کو قتل کرنے کی بھلاک صورت تھی"۔

"پیش روئی اس دن کے سرراہ تھے۔۔۔ ان کے بعد سرراہ کو بے گا"۔

"میں"۔ جوزف شریم نے یعنی پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہ  
"بس تو پھر ایسے کام آپ کا ہو سکتا ہے"۔ اسکریز جمشید بولے  
"نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔ بالکل غلط"۔ جوزف چلایا۔  
"لیکن کیوں نہیں؟ سوال تو یہ ہے"۔

"اس لیے کہ یہ وہ دن تو چند روزہ ہے۔۔۔ گواہ ستر ڈولی اس وہ  
آسکا تھا۔۔۔ اس نے اٹھیناں سے اپنا کام کیا، میرے کمرے میں وہ پہلے  
ہی خون آسودہ مجرم رکھ دکا تھا۔۔۔ اپنے کمرے کے دروازے کے پاس آکر اپنے ملک لوٹ جاتے۔۔۔ پھر وہ سرراہ بھی نہ رہتے۔۔۔ وہ زخمی کیا  
اکوڑ سے جیچ کی آواز نکالی۔۔۔ اور کمرے میں چلا گیا۔۔۔ دروازے صورت تھی انہیں ہلاک کرنے کی"۔

"اس بات کا تو ہم اب جائزہ لیں گے۔۔۔ اس وقت تک یہ بات  
ہاتھ ہو چکی ہے۔۔۔ کہ اس قتل سے میرا دور کا بھی واسطہ نہیں۔۔۔ نہ  
اب وہاں پر ہر کوئی خاموش ہو چکا تھا۔۔۔ اس وضاحت کے  
جواب میں شاید کسی کو کچھ نہیں سوچد رہا تھا۔۔۔ یوں لگتا تھا جیسے  
بے کمری سوچ میں ڈوب گئے ہوں۔۔۔ ایسے میں صدر کی آواز ابھری۔

"تو پھر کرو جمشید۔۔۔ میں بہت بے چین ہوں"۔ صدر بولے۔

"آپ لوگ کیا کہتے ہیں۔۔۔ ثابت کر دیا جائے"۔

"ضرور کر دیں"۔۔۔ لاری نے سکرا کر کہا۔

"کیا آپ کا خیال ہے کہ ہم ثابت نہیں کر سکیں گے"۔

"ہاں! ہمارا بھی خیال ہے"۔۔۔ اس نے کہا۔

"جب کہ ہمارے ہاتھ ایک زبردست ثبوت لگ چکا ہے"۔

"اور وہ کیا؟" نہیں نے پریشان ہو کر کہا۔

”خبر پر لگا خون۔۔۔ آخر وہ کس کا ہے۔۔۔ جس کا وہ خون ہے۔۔۔ جو نبی وقت ملے گا۔۔۔ میں ان کو دیکھوں گا۔۔۔“  
 ”وقت ایسی ہے وقوفی کیسے کر سکتا ہے سر۔۔۔ کہ خبر پر اپنا خون  
 بس وہی قاتل ہے۔۔۔“  
 ”اکرام بولا۔۔۔“  
 ”چلیں پھر پہلے یہ کام کر لیں۔۔۔“

”اپ سب کے خون کا نمونہ ہمیں چاہیے۔۔۔“  
 ”لے لیں۔۔۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔۔۔“ جوزف نے کہا۔  
 ”کے لیے چھائی کا پہندا بنتی ہے۔۔۔ دوسری بات اس کیس میں یہ  
 ان سب کے خون کا نمونہ لیا گیا۔۔۔ ماہر بن خبر پر پائے جانے کا قاتل تو اس خیال میں تھا کہ بس اس کا منصوبہ مکمل ہے۔۔۔  
 والے خون سے ان کے خون کو ملانے لگے اور وہ بے تابانہ انداز میں مکمل ہیں، لہذا کوئی تجسس نہیں ہو گی۔۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔۔ فوراً“  
 جیسے کا انتظار کرنے لگے۔ ایسے میں صدر اسیں ایک طرف سے جوشید کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ جیل بھیج دیا جائے کا۔۔۔ اور پھر  
 آئے  
 ”میں واقعی جوشید۔۔۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ قاتل ان میں سے کون ہے کاتل ہے۔۔۔ کوئی معمولی بات نہیں۔۔۔ اور اس دہ ران اخبارات  
 ایم کریں گے۔ جس سے تمارے ملک کی خوب بے عزتی ہو گی۔۔۔“  
 ایک ہے۔۔۔“

”جسید کتے چلے گے۔۔۔“

”لیکن اسے اپنے ہی وفد کے سرراہ کو ہلاک کرنے کی“  
 ”کیا مطلب۔۔۔ کیا یہ لوگ۔۔۔ م۔۔۔ مگر۔۔۔ ہمیں۔۔۔ یہ کوئی  
 پہنچا کر نہیں آئے تھے۔۔۔ یہ قاتل ہے۔۔۔“ صدر یوں  
 ضرورت تھی۔۔۔“

”بھی تک سر۔۔۔ ہم یہ معلوم نہیں کر سکتے۔۔۔ لیکن بہت جلد۔۔۔“ میں ایسا نہیں سمجھتا۔۔۔ یہ لوگ یا قاعدہ ایک منصوبہ ترتیب  
 بات بھی سامنے آئے گی۔۔۔ آپ فکر نہ کریں۔۔۔“  
 ”کے بعد یہاں آئے ہیں۔۔۔ ابھی میں اس منصوبے کی تک نہیں  
 ”اور جوشید۔۔۔ تم نے یہ اخبارات منگائے تھے۔۔۔“ خان رہی۔۔۔ پہنچ اور کام کرنے والے ہیں۔۔۔ پھر میں آپ کے سامنے پوری  
 لات کروں گا۔۔۔ اور فیصلہ آپ پر چھوڑ دوں گا۔۔۔“  
 ”کوایا دلایا۔۔۔“

”ہاں! میں ان میں ایک خبر دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ آپ یہ مجھے۔۔۔“ یہ کیا بھی۔۔۔ فیصلہ مجھ پر کیوں۔۔۔ فیصلہ کرنا تو عدالت کا کام

ہے۔

"اگر آپ نے قتل کو عدالت کے حوالے کرنے کی اجازت تو پھر فیصلہ عدالت کرے گی۔"

"اور میں اسے عدالت کے حوالے کیوں نہیں کر دیں گا۔"

"اس لیے کہ یہ غیر ملکی وند ہے۔ اشارجہ آپ سے اپنے آدمی طلب کرے گا۔"

"وند میں سے اگر کوئی شخص مجرم ثابت ہو جاتا ہے تو ہم اس داپس نہیں کریں گے، تم غفرنہ کرو۔"

"چھٹے پھر تھیک ہے۔"

"لیکن میں پھر کوئی گا۔ آخر انہیں اپنے ہی کسی آدمی کو کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"میں بتا پکا ہوں سر۔۔۔ ابھی میں مکمل طور پر اس کیس کا تک نہیں پہنچا۔۔۔ مجھے کچھ کام کرنے ہیں۔"

"تب پھر کیا اب مجھے اجازت ہے۔۔۔ میں اتنا وقت نہیں سکتا۔"

"بہت بہتر! آپ تشریف لے جائیں۔۔۔ جو اصل مرحلہ قتل میں ہے۔۔۔ اب یہ میری گرفتاری کی بات بھی نہیں کریں گے۔"

"تھیک ہے۔۔۔ پھر بھی کوئی مسئلہ ہو تو مجھ سے بات کرو۔ میری ضرورت ہو گی تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

"شکریہ سر۔"

اور وہ اپنے دزیروں اور مشیروں کے ساتھ چلے گئے۔ اس وقت تک لاش کو پوست مارٹم کے لئے بھجوایا جا چکا تھا۔ وند کے اراکان ایک طرف چپ چاپ بیٹھے تھے۔ ایسے میں خون کا تجزیہ کرنے والے روپورت لے آئے۔

"ہاں بھی۔۔۔ کیا رہا۔"

"تجزیہ پر لگا ہوا خون ان میں سے کسی کا بھی نہیں ہے۔۔۔ انہوں نے چونک کر کھا۔

"کیا کھا؟ وند میں سے کسی کا نہیں ہے۔"

"بھی ہاں! وند میں سے کسی کا نہیں ہے۔"

"اور نہ وہ مقتول کا ہے۔۔۔ تب پھر آخر۔۔۔ تجزیہ پر لگا ہوا خون کس کا ہے۔۔۔ بھتی نے چلا کر کھا۔

"یہ بات صرف قاتل بتا سکتا ہے۔۔۔ ا جیشید مسکراۓ۔"

"ایکن قاتل کون ہے؟"

"یہ دیکھنا ہو گا۔۔۔ کیس پر کام کرنا ہو گا۔۔۔ آپ میں سے کوئی بھی قاتل ہو سکتا ہے۔۔۔ لہذا آپ بغیر اجازت کیسی نہیں جائیں گے۔"

"حد ہو گئی۔۔۔ نہم یہاں مہمان ہیں۔"

"تو کیا ہوا۔۔۔ قاتل بھی تو آپ کا اپنا ایک ساتھی ہوا ہے۔۔۔ اور ہم اس قاتل کو پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ قاتل کو پکڑ لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں"۔

مغلی نے مدد بنا دیا۔

وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان آگئے۔

"فرزانہ تم بتاؤ۔ تمہارے ذہن میں کیا ہے۔ تم نے جو تجربہ

کیا۔۔۔ اس کے مطابق میں تو اب قاتل نہیں رہا" سوال یہ ہے کہ قاتل

کون ہے۔۔۔ اسے قتل کرنے کی کیا ضرورت پڑی آگئی"۔

"قاتل ان میں سے کوئی ایک ہے۔۔۔ لیکن ہمارے پاس اس کے

خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔۔۔ یہ قتل بہت زبردست منصوبہ بندی سے

کیا گیا ہے"۔ فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"چھپی بات ہے۔۔۔ میں ذرا ان اخبارات پر کام کروں گا۔۔۔ تم

پوری طرح آزاد ہو۔۔۔ دیکھتا ہوں۔۔۔ کوئی کام کر کے دکھاتے ہو یا

نہیں۔۔۔ خان رحمان اور پروفیسر صاحب بھی تمہارے ساتھ رہیں گے"۔

"بہت بہتر"۔

اور پھر وہ ٹھیک گئے۔۔۔ اس وقت فاروق نے کہا۔

"ایک بات ملے ہے۔۔۔ اور وہ یہ کہ قاتل اباجان کی الماری تک

ضرور آیا تھا۔۔۔ آخر اس نے الماری میں خیز رکھا تھا"۔

"تب پھر۔۔۔ اس سے ہم کیا فائدہ اٹھائے ہیں"۔

"ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ اپنی کوئی خیز چھوڑ گیا ہو"۔

"ایسی بات ہونی تو کیا،۔۔۔ چیز ہمیں نظر نہ آ جاتی۔۔۔ جب کہ ہم

الماری کا جائزہ لے چکے ہیں"۔ فرزانہ نے مدد بنا دیا۔

"اس قدر باریک بینی سے محاذ نہیں کیا تھا ہم نے۔۔۔ تو۔۔۔

ایک بار اور لے لیں جائزہ دیے میرا خیال ہے۔۔۔ میں نے وہاں

ایک چیز دیکھی تھی۔۔۔ اس وقت وہیان نہیں دے سکا تھا۔۔۔ بعد میں

اس چیز کا خیال آیا"۔

"کیا واقعی؟" دو توں چوک اٹھے۔

"جھوٹ تو ہم بولتے ہی نہیں"۔

"اوہ ہاں! یہی بات ہے"۔

"تو پھر آؤ۔۔۔ ذرا ایک بار پھر الماری کا جائزہ لے لیں"۔

وہ اس الماری کے پاس چلے آئے۔۔۔ اس کا بیغور جائزہ لیا گیا۔۔۔

کھول کر بھی دیکھا گیا۔۔۔ ایسے میں اچانک فاروق بری طرح اچھلا۔۔۔



## نیند آرہی ہے

"یہ... یہ دیکھ رہے ہو بھی... بال... لہا بال... جسے کسی عورت کا ہوتا ہے... وہ بھی سہری رنگ کا۔"

"ب بال... ارے باب رے... ت تو کیا مز رہنا قاتل ہے؟"

"تم از کم بخیر ماں رکھنے کا کام ضرور اس نے کیا ہے، اس لئے کہ ان کے درمیان کوئی اور عورت تو ہے نہیں۔" - فاروق بولا۔  
نہیں بھی... یہ بھی تو دیکھتا ہو گا۔ یہ بال اس کا ہے بھی یا نہیں۔" - فرزانہ نے منہ بٹایا۔

"اوہ بال! ارے... فرزانہ کیسی یہ تمہارا تو نہیں۔" - محمود نہ۔  
"اوہ بال! پسلے یہ دیکھ لینا چاہیے... ورنہ وہ لاری کا پچھے بھی کے گا... اور ہمارا خوب نہ اق اڑائے گا۔"

"پھا نہیں کیا بات ہے۔ ان میں سے مجھے سب سے زیادہ خطرناک لاری نظر آتا ہے۔"

محمود نے فرزانہ کے بالوں پر نظر چاہ دیں، پھر اس بال سے

ان کا موزانہ کیا... اور پر سکون آواز میں بول اٹھا۔

"خدا کا شکر ہے... یہ بال کم از کم فرزانہ کا نہیں۔"

"پلو یہ تو ملے ہوا... اب آؤ۔ رہنا کے بالوں کو بھی دیکھ آئیں... لیکن اسے ہاتھیں گے پچھے نہیں۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔"

وہ لاری بند کر کے باہر نکل آئے... بال محمود کی چکلی میں تھا اور اب اس نے اس کو اس طرح پکڑ رکھا تھا کہ کسی کو نظر نہیں آ سکتا تھا۔ انہوں نے دیکھا... وہ لوگ برآمدے میں گپیں ہاںک رہے تھے۔ تیتوں ان کے پاس سے گزرنے لگے... وہ ایک ایک کے سر کا بخور جائزہ لے رہے تھے۔ وفد کے ارکان بھی انہیں عجیب سی نظریوں سے دیکھنے لگے۔ چاہنائے سے رہا نہ گیا۔

"کیا دیکھ رہے ہو بھی؟"

"ایک چیز۔" - محمود سکردا۔

"آپ لوگ دراصل اس خیال میں ہیں کہ قاتل ہم ہیں یا تم میں سے کوئی ہے، لیکن آپ ایک بات بھول رہے ہیں۔" - لاری کی سرسراتی آواز نے انہیں بلا کر رکھ دیا۔

"اور وہ کیا انکل یاری۔" - فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"یاری نہیں لاری۔" - لاری نے منہ بٹایا۔

"اوہ بال لاری... مشری لاری... آپ ہمیں کیا جانا چاہتے ہیں۔"

"صرف آپ کے بالوں کو نہیں مسز رہا۔ یہ سب کے بالوں کو دیکھنے آئے تھے۔ انہیں شاید کسی خاص جگہ سے کوئی بال ملا ہے۔ دیسے ان کی حرکتیں بہت پیاری ہیں۔ وہ تجربہ کس تدریج پر تھا۔"

انہوں نے لاری کی آواز سنی۔

"اوہ ہاں.... واقعی مسٹر لاری۔"

اور وہ اس کمرے میں آگئے

"جیرت ہے، انہوں ہے۔ کمال ہے۔ یہ ہاں تو ان میں سے کسی کا بھی نہیں ہے۔"

"اس کا مطلب ہے۔ ہمیں واقعی دوسرے گروپ کے بارے میں سچا پڑے گا۔ کیس یہ ساری کارروائی اسی گروپ کی نہ ہو۔"

"لیکن ابھی تک.... ہم نے اس گروپ کے کسی آدمی کی جھلک تک نہیں دیکھی۔"

"دیکھے لیں گے جھلک۔ جھلک کا کیا ہے۔" فاروق نے من بنایا۔

ای وقت اپنے جشید آتے نظر آئے۔

"کیوں بھی.... تمہاری لفظیں کچھ آگے بڑھی۔"

"جی ہاں! الماری سے ہمیں یہ بال ملا ہے۔ لیکن یہ بال ان میں سے کسی کا نہیں ہے۔"

"اوہ اچھا۔ لیکن یہ بال تو فرزانہ کا بھی نہیں ہے۔ اور ان

"یہ کہ یہ کام ہمارا نہیں اور آپ لوگ بھول رہے ہیں کہ ایک گروہ ہے۔ جو ہماری دوستی کے اس مشن کے شدید خلاف ہے۔ ہمیں اس چکر میں الجھانے کا کام اس کا ہے۔ تاکہ دوستی کے بجائے ہم یہاں سے دشمن اور نفرت لے کر جائیں۔"

"ہوں۔ نیک ہے۔ ہم اس پسلوپ غور کریں گے۔"

"میں آپ کو ایک اور اشارہ دے سکتا ہوں۔" لاری سکر لایا۔

"اور وہ کیا انکل یا۔ لال۔ ری۔" فاروق نے گزیرا کر کما۔

"مغارت میں دوبار کسی نے بم رکھا تھا۔ تو وہ الماری میں تھج کیوں نہیں رکھ سکتا تھا۔"

"اوہ ہاں! یہ پسلو واقعی بہت ذہن دست ہے اور اس طرف ہم نے

دھیان نہیں دیا تھا، لیکن اب ہم دھیان دیں گے۔"

"مکری بہت بہت۔"

"مکری تو انکل لاری ہمیں آپ کا ادا کرنا چاہیے۔ آپ نے

ہمیں ایک نیا دخ دیا ہے سوچنے کے لئے۔"

"محمود نے خوش ہو کر کما اور آگے بڑھا۔ اب ان کی نظریں

رٹا کے بالوں پر تھیں۔ انہیں ایک دھکا سالاگا۔ اور پھر وہ یہاں سے

پلت آئے۔ جب وہ واپس مڑے تو انہوں نے رٹا کی آواز سنی۔

"چا نہیں۔ کیا بات ہے۔ یہ میرے بالوں کو گھور رہے

تھے۔"

میں عورت صرف ایک ہے۔ تم نے اس کے پاؤں کو غور سے دیکھا۔"

"جی یا انکل۔۔۔ یہ اس کا نہیں ہے۔۔۔ دیسے اباجان۔۔۔ اس بار مسز لاری نے ایک آئینڈا دیا ہے۔۔۔ اور وہ آئینڈا واقعی سوچنے والا ہے۔۔۔"

"وہ ہے کیا؟" انہوں نے منہ بنا لیا۔

"یہ کہ یہ حرکات ان کے مختلف گروپ کی ہیں۔۔۔ وہ ان کے مشن کو خراب کرنے پر قلی گیا ہے۔۔۔ وہم بھی اسی گروپ نے رکھے تھے۔۔۔"

"مگر ہمارے آلات اس بات کی نقی کرتے ہیں۔۔۔ تم نے فلم دیکھی ہے۔۔۔ عمارت میں ہم لوگوں یا ان لوگوں کے علاوہ کوئی اور نظر نہیں آیا۔"

"ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ لوگ بہت چالاک ہوں۔۔۔ انہوں نے بھات پ لیا ہو کہ انہیں فلم میں دیکھ لیا جائے گا۔۔۔ لہذا وہ کسی ایسے طریقے سے داخل ہوئے کہ فلم میں نہیں آئے۔"

"اس بات کا امکان ہے۔۔۔ اور ہم اس پر غور کریں گے۔۔۔"

"آپ کا اخبارات والا کام کہاں تک پہنچا؟"

"کمل ہو گیا۔۔۔ اب ہم سب اپنے مشترک کرے میں چلیں گے۔۔۔ اور غور کریں گے۔۔۔ میں تم سب کو غور کی دعوت دیتا ہوں۔۔۔"

"حد ہو گئی جشید۔۔۔ دعوت بھی دی تو غور کی۔" پروفیسر داد نے چلا کر کہا۔

"فکر نہ کریں پروفیسر صاحب۔۔۔ وہاں کھانے پینے کے لئے بھی چیزیں ہیں۔۔۔ غور کی دعوت کے ساتھ ساتھ ان چیزوں سے بھی تواضع کی جائے گی۔"

"بہت خوب! جب یہ دعوت رنگیں دعوت ہوگی۔" وہ خوش ہو گئے۔

"وہ آمرے میں داخل ہوئے اور دروازہ اندر سے بند کر لیا۔۔۔ اسکے جشید نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسیں اشارہ کیا کہ کوئی راز کی بات من سے نہ نکالی جائے۔۔۔ اس لئے کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔

"کیا کہ ربے ہیں اباجان۔۔۔ ہماری اس خصیہ عمارت کی دیواروں کے کان کس طرح ہو سکتے ہیں؟"

"بھی ہماری اس عمارت میں دو بھی پائے گئے۔۔۔ یہ ذکر میں رکھو۔"

"یہ۔۔۔ یہ کیا مجھے نہیں آری ہے۔"

"لیکن اس میں گھبراۓ کی کیا بات ہے انکل۔"

"بہت بڑی بات۔۔۔ جب تک میرا سونے کا وقت نہیں ہو جاتا۔۔۔ اس وقت تک مجھے کبھی نہیں آتی۔" انہوں نے کھوئے

کھوئے انداز میں کہا۔

”آپ نمیک کہتے ہیں۔ میں بھی نیند محسوس کر رہا ہوں۔“

”ارے باپ رے۔“ - فاروق گھبرا کیا۔

”اب تمہیں کیا ہوا؟“ انسوں نے منہ بیٹایا۔

”تن۔ نیند۔ نیند آ رہی ہے۔“

”اب تو اس نیند کا کچھ اختمام کرنا ہو گا۔ خود میں بے تحاشا نیند محسوس کر رہا ہوں۔“

”تب۔ ہمیں کسی چیز میں نیند کی کوئی دوائی دی گئی ہے۔“

”نہیں جشید۔ ہم نے تو وہ پرسے کچھ نہیں کھالیا اور رات کے کھانے کا وقت ابھی ہوا نہیں۔ بلکہ آج تو ہم نے شام کو ہائے بھی نہیں لی۔“ - خان رحمان نے کہا۔

”لیکن کوئی بات تو ہے۔ کہ ہم سب کو یکاکی نیند آنے لگی ہے۔ پہلے تو اس طرح کبھی نیند نہیں آئی۔“

”ہاں جشید۔ ہمیں اس نیند کا کچھ کرنا ہو گا۔“

”آپ بتائیں۔ کیا کیا جائے۔“

”میں ڈاکٹر نہیں ہوں۔۔۔ تم ضرور ہو میوڑ ڈاکٹر ہو۔“

”اوہ ہاں! لیکن اس وقت یہاں میرے پاس دو ایسی نہیں ہیں۔“

”ابا جان! مجھے پرانے زمانے کی کمانیاں یاد آ رہی ہیں۔“ - فاروق

نے ہاٹ لگائی، ساتھ میں اس نے ایک لمبی جہائی بھی لی۔

”لیجے اور سنخے ان صاحب کو ایسے میں پرانے زمانے کی کمانیاں یاد آنے لگیں۔“ - فرزانہ بولی۔

”شاید اس لیے کہ نیند اور کمانیوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔“

محمود نیند کے عالم میں چلا۔

”اوہ! یہ بات تھیں ہے۔۔۔ ان کمانیوں میں جب کسی کوار کو جانے رہنے کا مسئلہ پیش آتا تھا۔ اور نیند اسے خوب ستائی تھی۔ تو وہ اپنی اٹکی تھوڑی سی کلت لیتا تھا۔۔۔ یعنی چاقو سے نشر لگاتا تھا۔۔۔ اور اس جگہ نکل یا مرچ چڑک رہتا تھا۔ اس طرح وہ نیند کو بھاگاتا تھا۔۔۔“

”ستد۔۔۔ تمہارا مطلب ہے۔ آج ہم ان پرانی کمانیوں والا طریقہ آنائیں۔“

اپنکو جشید اوس انداز میں سکرا کے

”اے باپ رے۔۔۔ یہ تو بہت خوفناک طریقہ ہے۔“ - پروفیسر

دادی، گھبرا کر

”لیکن شاید۔ آج ہمیں ایسا کرنا ہو گا۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔ محمود اپنا چاقو نکالو۔“

انسوں نے چاقو سے انگلیوں پر ہلکے ہلکے نکل لگائے۔ اور اس

جگہ نکل چڑک دیا۔۔۔ اسیں شدید تکلیف ہونے لگی۔۔۔ اور نیند بھاگتی

ہوئی محسوس ہوئی

”وتنی طور پر تو یہ تکلیف کارگر رہی۔۔۔ اس کے بعد کیا ہوتا

”بائکل انکل ہوں تو ان جیسے۔ انہیں میرے خلاف کرنے کی  
ہاکام کوشش نہ کر۔ منہ کی کھاؤ گی۔ اور آئٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو  
جائے گا۔“

”چلو یہ تو خیر اچھا ہے۔ اخبارات میں رست لشیں نہیں  
دیکھوں گی۔“

”ارے۔ وہ کمال گئی۔“ - پروفیسر جو نگر

”لگ۔ کون انکل۔ آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟“

”نیند کی۔ وہ کمال غائب ہو گئی۔“

میں اس لمحے انہوں نے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی۔ وہ  
چونک اٹھے۔ اپنک جشید نے فوراً ”اٹھو کر دیکھا۔

وہ دھنک سے رہ گئے۔ ان کے اس کمرے کا دروازہ باہر سے  
کسی نے بند کرو دیا تھا۔



بے۔۔۔ کہ نہیں سکتے۔۔۔ اس لیے کہ میں نے سنا ہے۔“ - خان رحمان  
کہتے کہتے رُک گئے۔

”کیا سنا ہے آپ نے انکل۔۔۔ مہربانی فرمایا کہ ہمیں بھی سنا دیں۔“

”یہ کہ نیند تو پھانسی کے تختے پر بھی آ جاتی ہے۔“

”اوہ ہاں۔۔۔ خیر دیکھا جائے گا۔۔۔ جو نہیں نیند کا جھوٹا آئے  
گا۔۔۔ ہم اور تک چھڑک دیں گے۔“

”دوسروں کے نمکوں پر زخم چھڑکنے کا ذکر ہم نے ضرور پڑھا  
ہے۔۔۔ آج اپنے نمکوں پر زخم چھڑکنا پڑ گیا۔“ - فاروق مسکرا یا۔

”صد بے۔۔۔ ہے کوئی تک اس جملے کی۔“ - فرزانہ جل گئی۔

”کیوں۔۔۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کہ دی۔“

”نہیں تم اور کوئی غلط بات کہ دی۔۔۔ وہ نہیں لگتا۔۔۔ تم نے کہ  
صرف یہ ہے کہ نمکوں پر زخم۔۔۔ اور یہ کوئی غلط بات نہیں ہے۔“ - محمد  
نے جلے کئے انداز میں کہا۔

”اوہ۔۔۔ معاف بھیجے گا ہٹل اور فیسر۔“ - فاروق نے گزیرا کر کہا۔

”معافی ہاگلو خان رحمان سے۔۔۔ میں نے تمہیں کچھ نہیں کیا۔۔۔  
بھیجے تو تھساڑی یا اٹھی سٹھی بات پسند ہے۔“

”آپ کا شکریہ۔۔۔ انکل ہوں تو آپ بھیسے۔“

”بائیں اور انکل خان رحمان بھیسے نہ ہوں۔“ - فرزانہ نے آنکھیں  
لڑا کر نکالیں۔

"کوئی ضرورت نہیں..... وہ خود ہی یہاں آئیں گے..... اتنیں آتا پڑے گا۔"

"اس کا مطلب ہے، ان لوگوں کا حائف گروپ واقعی سرگرم ہے۔ پروفیسر داؤ نے خیال ظاہر کیا۔  
"نظری آتا ہے۔"

"تب پھر قاتل وہی ہو گا۔" خان رحمان نے کہا۔  
"اب وہ آواز سے باتیں کر رہے تھے..... قرباً" ایک گھنٹے کے بعد انہوں نے دروازے پر دستک سنی۔

"اس کا مطلب ہے..... باہر سے دروازہ کھول دیا گیا ہے۔"  
فرزان نے سرگوشی کی۔

"یہی کہا جا سکتا ہے۔" اسکرچ جشید بولے اور محمود کو دروازہ کھونے کا اشارہ کیا۔

جو نبی دروازہ مکھا۔۔۔ جسے نقاب پوش محمود کو دھکیلتے ہوئے اندر آگئے۔۔۔ ان میں سے ایک نے دروازہ فوراً اندر سے بند کر دیا۔۔۔ ان کے ہاتھوں میں خداک قسم کے پتوں تھے۔

"ہمیں افسوس ہے۔۔۔ ان میں سے ایک نے کہا۔  
"کس بات پر؟" اسکرچ جشید بولے۔

"اس بات پر کہ ہمیں اس طرح اندر داخل ہونا پڑا۔۔۔  
اس سے پہلے دروازہ بھی تو آپ نے باہر سے بند کیا تھا۔۔۔"

## تجربہ کراو

"حیرت ہے۔۔۔ کسی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" محمود پروردایا۔

"ہم لوگوں کو نیند کے حوالے کر کے وہ اپنا کام کرنا چاہتے ہیں۔"۔۔۔ اسکرچ جشید مکارے۔

"تو ان کے خیال میں ہم سوچکے ہیں۔"۔۔۔  
"نیند لانے کے لیے انہوں نے جو طریقہ اختیار کیا" اس پر انہیں بھروسہ ہو گانا۔

"لیکن جشید.... اس کرے سے نکلا ہمارے لیے کیا مشکل ہے؟" پروفیسر داؤ مکارے۔

"کوئی مشکل نہیں۔۔۔ اس عمارت کے کسی بھی کرے میں داخل ہونا اور اس سے نکلا ہمارے باسیں ہاتھ کا کھیل ہے۔۔۔ اور جو تو یہ ہے کہ اسی لے تو میں انہیں یہاں لا جاتا ہم۔"

"یہ تو خیر آپ نے اچھا کیا تھا۔۔۔ کیا خیال ہے۔۔۔ ہم باہر نکل کر دیکھیں۔۔۔ اب کون کیا کر رہا ہے۔"

”بھتی واہ... بہت اچھا کیا آپ نے۔ پھر کیا ملا تلاشی لینے پر۔“  
 فاروق نے خوش ہو کر کہا۔  
 ”سد ہو گئی... تم مذاق کے بغیر بات نہیں کر سکتے۔“  
 ”چھٹے... اب مذاق کے بغیر بات کر لیتا ہوں... کیا ملا آپ کو  
 تلاشی لینے پر۔“  
 ”جس چیز کی تلاش ہمیں ہے... وہ نہیں ملی۔ اس عمارت میں  
 ضرور کوئی تھہ خانہ ہے... اور ہم اس کا راستا تم سے پوچھنے آئے  
 ہیں۔ بس اتنی سی بات ہے۔“  
 ”بس اتنی سی بات... کمال ہو گیا۔ اس اتنی سی بات کے لیے  
 آپ ہمیں میٹھی نیند کیوں سلانا چاہتے تھے... دیسے ہی پوچھ لیتے...  
 ارسے ہاں... یاد آیا۔ آپ نے اس میٹھی نیند کا انتظام کس طرح کیا  
 تھا؟“  
 ”تمارے کرے میں ایک گیس چھوڑ کر۔“  
 ”اس گیس کا نام ہمیں بھی تداہیں۔“  
 ”خاموش سے کان پکنے لگے ہیں تماری آواز سن کر کیا یہاں  
 بالی سب لوگ گوئے ہیں۔“  
 ”ارے ہاں میں... ہم نے اہم بات تو پوچھی ہی نہیں... آپ  
 لوگ عمارت میں داخل کس طرح ہو گئے۔“ محمود چونکا۔  
 ”یہ کیا مشکل تھا بھلا۔“

”ہاں! ہم مجبور تھے۔“  
 ”اگر آپ مجبور تھے تو ہم نے آپ کو معاف کیا۔ آگے  
 فرمائیے... ہم کیا خدمت کر سکتے ہیں۔“  
 ”وفد کے ارکان سے تو ہم خود بہت لیں گے... انہوں نے جو  
 پکھر چلا یا ہے۔ اس پکھر کی ہوا نکال دیں گے۔ آپ لوگ بتائیں...  
 آپ کس پکھر میں ہیں۔“  
 ”مک... کیا کہا۔ پکھر کی ہوا۔“ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔  
 ”کیوں جہاں! آپ کو کیا ہوا؟“  
 ”یہ... یہ تو کسی نادل کا نام ہو سکتا ہے... پکھر کی ہوا۔“  
 ”تنا آپ نے؟“ محمود نے طنزہ انداز میں کہا۔  
 ”سد ہو گئی... میں نے پوچھا تھا۔ آپ کس پکھر میں ہیں۔“  
 ”ہم کیوں ہوتے کسی پکھر میں... پکھر میں تو آپ کے ان وفد  
 کے ارکان نے ڈالا۔ تو آدمی آئے تھے... اب آٹھ ہو گئے ہیں...  
 نواں آدمی مقتول بن گیا۔ ایسا کرنے کے لیے ان سے ہم نے تو نہیں  
 کہا تھا۔“  
 ”آپ لوگ سیدھی طرح بات نہیں کر سکتے۔“ ایک نے جھلا کر  
 کہا۔  
 ”آخر آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟“  
 ”ہم نے اس عمارت کی تلاشی لی ہے۔“

"عن..... نہیں۔۔۔ انسپکٹر جمشید بوکھلا اٹھے۔۔۔

"آپ کو کیا چوڑا؟"

"باہر باقاعدہ عمل موجود ہے۔۔۔ اس کے ہوتے ہوئے آپ اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے۔۔۔ آپ نے میرے مجھے کے ساتھ کیا کیا؟"

"اے بھی میٹھی نیند سلا دوا۔۔۔ آس پاس کے تمام جانور تک اس وقت میٹھی نیند سو رہے ہیں۔۔۔ جیرت ہے تو اس بات پر کہ آپ لوگوں کی نیند اس قدر بکھی کیوں ہے۔۔۔"

"تی بس کیا تائیں۔۔۔ ہم خود اس نیند کے ہاتھوں نکل ہیں۔۔۔ ذرا کوئی چیز لگتے ہی نہ تجھے جاتی ہے۔۔۔" فاروق نے بے چارگی کے عالم میں کمال۔

"حد ہو گئی۔۔۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا۔۔۔ کوئی اور بات نہیں کر سکتا یہاں۔۔۔"

"فاروق! میرا خیال ہے۔۔۔ اب مجھے بات کرنے دو۔۔۔ معاملہ بت چکیں ہو گیا ہے۔۔۔ ہمارے ساتھی باہر بے ہوش پڑے ہیں۔۔۔ ان کی بے ہوشی کی قیمت میں ان سے الوں گلا۔۔۔"

"اوہ عن..... نہیں۔۔۔ کیا کہا آپ نے۔۔۔ بے ہوشی کی قیمت میں گے آپ ان سے۔۔۔ کمال ہے۔۔۔" فاروق جلدی جلدی بولا۔

"پھر بول پڑے تم؟"

"اب.... اب نہیں بولوں گا۔۔۔" فاروق نے یہ کہ کرمہ پر ہاتھ

رکھ لیا۔

"جاؤ۔۔۔ تم نے ان کے ساتھ کیا کیا۔۔۔"

"صرف گھری نیند میں ہیں۔۔۔ ویسے ہم ٹھاٹھے تو اس نیند کو بوت کی نیند میں بدل سکتے تھے۔۔۔"

"اوہ اچھا۔۔۔ اگر وہ صرف بے ہوش ہیں۔۔۔ تب تو میں تم لوگوں کے ساتھ نرم سلوک کروں گا اور اگر وہ مارے جا پچے ہیں تو پھر تم بھی یہاں سے زندہ نہ جا سکو گے۔۔۔"

"تم بہت بڑی خوش فہمی میں جتنا ہو مشری۔۔۔ اس وقت پوری طرح تم لوگ ہمارے قبضے میں ہو۔۔۔ اس گیس سے اگر تم بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔۔۔ تب بھی گیس اپنا اثر کیے بغیر شیں رہی۔۔۔ یقین نہ ہو تو تحریر کر لو۔۔۔"

"تجھے کر لیں۔۔۔ کیا تحریر کر لیں؟"

"ایک دوسرے کو کوئی مکامار کر دیکھ جو۔۔۔ پہاڑ پہاڑ جائے گا۔۔۔"

"اگر۔۔۔ کیا پہاڑ پہاڑ جائے گا۔۔۔"

"یہ کہ تم میں کس حد تک طاقت موجود ہے۔۔۔"

"اوہ ہو اچھا۔۔۔" انسپکٹر جمشید نے جران ہو کر کمال۔

پھر انہوں نے اپنا ہاتھ الماکر محمود کی کمر پر روید کرنا چاہا۔۔۔

لیکن وہ ہاتھ بس تھوڑا سا اٹھا سکے۔۔۔ جب کہ اس سے پکنے انہیں احساس بھی نہیں ہوا تھا کہ وہ اس حد تک کمزور ہو چکے ہیں۔۔۔"

"یہ... یہ ہمیں کیا ہوا؟"

"یہ اس گیس کا اثر ہے۔ لیکن تم سو آیوں نہیں سکے۔" انسوں نے اپنی کٹی اٹھایاں آگئے کر دیں۔

"ہم نے سیکھوں سال پر لٹا طریقہ اختیار کی اتنا۔ انگلیوں پر نشرت لگا کر ان پر نہک چھڑک دیا تھا۔ اس طرح ہمیں اس قدر تکفیف ہوتی کہ نیند بے چاری بھائی نظر آئی۔" فاروق سکرایا۔ "کیا کہا۔ نیند نظر آئی تھی۔" ایک نقاب پوش نے حیران ہو کر کہا۔

"محاورہ" نظر آئی تھی۔ آپ میں سمجھ ذرا کم ہے۔ خاص طور پر پامحاورہ اردو کے لحاظ سے۔"

"اچھا زیادہ شرمندہ کر دیں۔ پچاس مرجب کما جا پہ کا ہے۔ تم نہ ہو لو۔" دوسرا نقاب پوش تھلا اٹھا۔

"اب... اب نہیں ہوں گا۔" فاروق گھبرا گیا۔

"یہ تو تم پہلے بھی کہ چکے ہو۔ تھارا تو پکھہ۔ تنظام کرنا تو پڑے گا۔ اس کی زبان گردی سے ٹھیک و بھی۔"

"یعنی وہ... یہ اچھا فیصلہ ہے۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"میں نے یہ بات محاورہ" نہیں۔ مجھ تک کسی ہے۔ چھاتوں سے اس کی زبان کاٹ لو۔"

ارے نہیں۔ ایسا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب یہ بے چاہا

نہیں بولے گا۔" اکثر جشد بولے۔

"پلو کات او اس بان۔ پھلا غزال۔"

"نہیں بھی۔ اہ خوفناک مذاق نہ کرو۔" خان رحمان گھبرا گئے۔

"مذاق کیا۔ تم لوگ اس وقت پوری طرح ہمارے قابو میں ہے۔ ہم اس کی زبان گکتے ہیں۔"

"اڑے باپ رے۔ یار کیوں مذاق کرتے ہو۔"

"دلوچ نہ اسے۔ من بھیج ڈالو۔ یہ خود، خود زبان باہر نکال دے گا۔ بس پکڑ کر کات دینا۔" پہلے نے گویا ترکیب؛ نائی۔

"اڑے اڑے۔ کیا ہو گیا ہے تھیں۔ کیوں، اس غریب کی زبان کے پیچے پر گئے ہو، وہ بھی ہاتھ دھو کر۔ انکھوں جو شید نے پریشان ہو کر کہا۔

"بان اور کیا۔ اس کے پاس لے دے کر ایک زبان ہی تو ہے۔" پروفیسر بولے۔

"اگر تم لوگ زیادہ بولے تو پھر تم لوگوں کی زبانیں بھی کاٹ لی جائیں گی۔"

"نہ نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہ کر۔ آخر تم کیا چاہتے ہو۔"

"نہ خانے کا پتا۔"

"میں پتا بتانے کے لئے تیار ہوں۔ تم اپنے ارادے سے باز آ

جاو۔

150

”پہلے = خانہ کھول کر دکھائے۔ پھر فیصلہ کروں گا۔“

”اچھاں میں کھوتا ہوں۔“

یہ کہہ کر انپکڑ جشید ایک دیوار تک گئے۔ پھر نہ جانے انہوں نے کیا کیا۔ دیوار میں دروازہ نمودار ہو گیا اور انہیں سیرھیاں نظر آنے لگیں۔

”بہت خوب! یہ بھی ناپات۔ اب آئے گا مزا۔ چلو انپکڑ بمشید۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔ تمہارے بینے کی زبان اس خوشی میں پہنچی۔ ان لوگوں کو پاندہ دو بھی۔ اگرچہ یہ کچھ کرنے کے قاتل نہیں ہیں۔ لیکن ادھر اور آ جا سکتے ہیں نا۔ جب کہ میں چاہتا ہوں۔ جب ہم اور پر آئیں۔ یہ اسی طرح بے بس ملیں یہاں۔“

”اوکے باس۔“ اس نے کہا۔

انہوں نے جیبوں سے رسیاں نکالیں اور ان سب کو پاندھنا شروع کر دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر وہ خانے میں اتر گئے۔ انہوں نے ان کی طرف طنزیہ انداز میں دیکھا بھی۔ جب آخری آدمی یعنی اڑاٹتھ خانے کا دروازہ خود بند ہو گیا۔ ساتھ ہی خانے کے دروازے پر دھپ دھپ ہونے لگیں۔

”بے چارے۔ چالاک کیس کے۔“ انپکڑ جشید مکرانے۔

151

”لیکن اب ہم رسیوں سے کیسے آزاد ہوں گے۔۔۔ انہیں تو ہم نے پھانس لیا تھا نہ خانے میں۔“

”اُن بے چاروں کو کیا پتا۔۔۔ یہ عمارت و شہروں کے لیے عمارت نہیں۔۔۔ چوہے دان ہے۔۔۔ اسی لیے تو اس وند کے لیے ہم نے اس کا انتخاب کیا تھا۔۔۔ انپکڑ جشید مکراتے ہوئے ہوئے۔“

”میں نے رہی کی بات کی تھی۔۔۔ خان رحمان بولے۔“

”لوہ! اپنے فکر رکھیں انکل۔۔۔ ایجاداں بہت پہلے دفتر والوں کو خبردار کر چکے ہیں۔۔۔ اور وہ آہی رہے ہوں گے۔“

”ہاں خان رحمان۔۔۔ جب میں نے دیکھا کہ ہم بے بس ہو گئے ہیں۔۔۔ تو اس وقت میں نے ہاتھ پر بندھی گھڑی کے ذریعے دفتر والوں کو خطرے کا اشارہ دے دیا تھا۔۔۔ وہ آتے ہی ہوں گے۔۔۔ جب کہ یہ لوگ اب پھنس چکے ہیں۔۔۔ اب انہیں چاہیے۔۔۔ تھوڑی سی گیس سے خود نیند کے مزے لے لیں۔“ انہوں نے طنزیہ انداز میں کہا۔ میں اس وقت انہوں نے دوڑتے قدموں کی آواز سنی۔

○☆○

## کیونکہ

دروازے پر زوردار انداز میں دھک دی گئی۔

”دروازہ اندر سے بند ہے۔ آپ نوگ اس کو توڑ دیں۔“  
قزئے کے لیے بھی آلات کی خصوصت پیش آئے گی۔ ہم رسیوں سے  
بندھے ہوئے ہیں، اس لیے اندر سے نہیں کھول سکتے۔ انکلز جیش  
نے بلند آواز میں کہا۔

باہر سے کوئی جواب نہ دیا گیا۔ بس خاموشی چھائی رہی۔

”یہ..... یہ خاموشی میری سمجھے سے باہر ہے۔“ فرزانہ چکلائی۔

”اوہ ہاں ایک منٹ۔“ انہوں نے کہا۔ پھر بلند آواز میں  
پولے۔

”کیا بات ہے بھی..... آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔“  
کیا آپ دفتر سے نہیں آئے۔“

باہر اب بھی خاموشی رہی۔ اب تو وہ پریشان ہو گئے۔

”باہر ہمارے دوست نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ وہ ان کے  
ساتھی ہوں۔ جنہیں ہم نے قید کیا ہے۔“

”اوہ اوہ۔“ ان کے منہ سے نکلا۔

”سخن! کیا آپ ان لوگوں کے ساتھی ہیں۔۔۔ جنہیں ہم نے قید  
کیا ہے۔“

”تو وہ جتنے اب تم لوگوں کی قید میں ہیں۔“ باہر سے بھراہی ہوئی  
آواز میں کہا گیا۔

”ہاں..... کی بات ہے۔“

”اوہ کے۔ تب پھر ہم یہ دردازہ نہیں کھولیں گے۔۔۔ اور دفتر  
سے جو لوگ آتے والے ہیں۔۔۔ ان سے بھی بہت لیں گے۔“  
”اس طرح تو پھر کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا۔“ انکلز جیش  
نے سامنہ پہنچا۔

”کیا مطلب۔۔۔ کیوں کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا۔“ باہر سے  
پھر کہ کہا گیا۔

”تمارے ساتھی اندر ہم لوگوں کی قید میں ہیں۔۔۔ اور ہم  
رسیوں سے بندھے ہوئے ہیں۔۔۔ اب جب تک تم اندر نہیں آ  
جاتے۔۔۔ تمارے ساتھی بھی تو ٹھیس چھوٹیں گے۔“

”پہلے تو ہمیں یہ بتایا جائے کہ رسیوں سے بندھے ہونے کی  
صورت میں تم نے انہیں قیدی کس طرح بنا لیا۔“ باہر سے پوچھا گیا۔

”یہ ایک راز ہے اور راز کی بانی ہم دوسروں کو نہیں بتایا  
کرتے۔ اگر اس راز کو جانتے کی خواہش ہے تو دردازہ کھول کر اندر آ

جاو۔ اسکلہ جشید نے جملائے ہوئے بجھ میں کہا۔  
”چھی بات ہے... ہم پسلے غور کریں گے، پھر جو کرتا ہے، کریں  
گے۔“

”کیا تمہارا تعلق انتشارجہ کی حکومت کے مخالف کردہ سے  
ہے؟“

”ہاں بھی بات ہے۔“

”میں کا مطلب ہے... اب تم لوگ بھی میدان میں کوڈ پڑ  
آخھ... کیا پیٹر ڈولی کو تم نے بلاک کیا ہے؟“

”پاکل! اس میں کیا لٹک ہے؟“

”بہت خوب! لیکن صحی... تم نے میرے کرے کی الماری میں  
راہل ہوئے۔“

”خون ہلوو خبر کس طرح رکھ دیا؟“ انہوں نے پوچھا۔

”یہ راز کی بات ہے... اور ہم راز کی باتیں دوسروں کو نہیں  
پہنچائیں گے... ہاں اتنا بتا سکتے ہیں کہ جس طرح ہم نے اس عمارت میں  
بل کر کیا۔“

”دوبارہ ہم رکھاں... اسی طرح خبر رکھ دیا۔“

”بھی وہ! بواب پسند آیا... اچھا تو پھر اب تم فخر کرو۔“

”وہ شکریہ۔“ پاہر سے کہا گیا۔

”تم دیکھ رہے ہیں... تم بندھے ہوئے ہو... ہمارے ساتھیوں  
اور پھر دونوں طرف خاموشی چھا گئی... اسی وقت تھا  
کہ تم لوگوں کو باندھا اور خود قید میں چلے گئے... یہ بات سمجھ میں نہیں  
وروازے پر دھپ دھپ ہوئے گئی... اسکلہ جشید نے براسانہ  
”رای۔“

”تعلی سے پیدل لوگ... ہمارے ہاتھ بیرون باندھ دیئے ہیں...  
اور دھپ دھپ کر رہے ہیں... یہ بھی نہیں سوچتے کہ ہم دروازہ کھولنا  
بھی چاہیں تو نہیں کھول سکتے۔“

”شاید انہیں اپنے ساتھیوں کے آنے کی امید ہے...“ یہ  
دھپ دھپ ان کے لیے کر رہے ہیں۔“ خان رحمان سکرائے۔  
”اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے۔“

”یہ اندر دھپ دھپ کیسی ہے؟“ اچانک پاہر سے پوچھا گیا۔  
”یہ بھی راز کی باتوں میں سے ایک بات ہے۔“

”اوہ اچھا۔“ جواب میں کما گیا اور پھر خاموشی چھا گئی... آخر پندرہ  
منٹ بعد دروازہ کھول دیا گیا۔ اور آئندھ کے قریب نقاب پوش اندر  
راہل ہوئے۔

”کمال ہیں ہمارے ساتھی؟“  
”اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دے رکھی ہیں... دیکھ لو۔“ فاروق نے  
پہنچا کرستے ہاں اتنا بتا سکتے ہیں کہ جس طرح ہم نے اس عمارت میں  
بل کر کیا۔

”انگارے کیوں چیار رہے ہو؟“

”ان حالات میں اور کیا پیچ چاکتے ہیں؟“  
”تم دیکھ رہے ہیں... تم بندھے ہوئے ہو... ہمارے ساتھیوں  
اور پھر دونوں طرف خاموشی چھا گئی... اسی وقت تھا  
کہ تم لوگوں کو باندھا اور خود قید میں چلے گئے... یہ بات سمجھ میں نہیں  
وروازے پر دھپ دھپ ہوئے گئی... اسکلہ جشید نے براسانہ  
”رای۔“

"اور وند کے ارکان کے ساتھ تم نے کیا کیا۔"

"وہ گھری نیند کے مزے لے رہے ہیں۔"

"لندہ! تو تم نے انہیں بھی سلا دیا۔"

"پاں! تم بس تھے خانے کے بارے میں بتا دیں... ورنہ تمہیں پھر سے سلا دیا جائے گا اور اس بار تم جلدی نہیں اٹھ سکو گے۔"

میں اسی وقت دروازے پر دنک ہوئی۔

"سر... کیا آپ اندر ہیں؟" اکرام کی آواز سنائی دی۔

"دروازہ اندر سے بند ہے اکرام... اندر ہمارے ساتھ دشمن بھی ہیں اور ہم لوگ اس وقت بندھے ہوئے ہیں.... لہذا کوئی قدم نہ اٹھائی۔ جب تک میں نہ کہوں۔"

"اوہ سر... اوہ۔" اکرام پریشان ہو گیا۔

"پریشان ہونے اور گھبرا نے سے کچھ نہیں ہو گا... میر کرنس سکون اختیار کرنسیں۔ تیل دیکھو... تیل کی دھار دیکھو۔"

"اوکے... میں سمجھ گیا۔" اکرام نے فوراً کہا۔

ان الناظر میں انہوں نے اکرام کو ایک خفیہ پیغام دیا تھا... اس

"خیر کوئی بات نہیں... یہ لوگ ہمارے قابو میں ہیں... اور ہم کے مطابق اکرام کو حرکت میں آتا تھا۔

تک یہ ہمارے ساتھ اندر ہیں، باہر والے کچھ نہیں کر سکتے۔"

"اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو ان رسیوں سے نجات دلا

بوالا۔

"اوہ... میں ہم کب تک یہاں رہ سکتے ہیں... آخر ہم

"اس کے لیے پہلے ہمیں کھوانا ہو گا... پہلے آپ ہمارے ہاتھ

"حالانکہ یہ بالکل سامنے کی اور سیدھی بات ہے۔"

"اوہ! تو کیا وہ کسی تھے خانے میں اتر گئے ہیں اور تھے خانے کا دروازہ خود بخوبی بند ہو گیا ہے۔"

"میں کہا جا سکتا ہے۔"

"اوکے.... تو پھر تم بتاؤ.... تھے خانے کا دروازہ کیسے کھلے گا۔"

"پہلے ہمارے ہاتھ پر کھولو۔"

"تمیں... تم اسی طرح بتاؤ... ورنہ تم پر بختی کریں گے۔"

"چلو پھر بختی بھی کر کے دیکھو لو۔"

"یہ اس طرح نہیں مانیں گے... بخت کرنا ہو گی۔" ایک اور کہا۔

میں اس وقت بہت سے دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائیں۔

دین... ان میں سے ایک نے فوراً دروازہ بند کر لیا۔

"ہم سے غلطی ہوئی... ان لوگوں کی آمد کے بارے میں بالآخر دیکھو۔"

بھول کے اور اندر آگئے۔

"خیر کوئی بات نہیں... یہ لوگ ہمارے قابو میں ہیں... اور ہم کے مطابق اکرام کو حرکت میں آتا تھا۔"

تک یہ ہمارے ساتھ اندر ہیں، باہر والے کچھ نہیں کر سکتے۔"

"اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو ان رسیوں سے نجات دلا

بوالا۔

"اوہ... میں ہم کب تک یہاں رہ سکتے ہیں... آخر ہم

"اس کے لیے پہلے ہمیں کھوانا ہو گا... پہلے آپ ہمارے ہاتھ

کام بھی کرنا ہے۔"

بے کھولیں گے۔ پھر ہم خانے کا دروازہ کھولیں گے۔

”ت..... تم..... تم بہت خدی ہو۔“ ان میں سے ایک نے بھنا کر کہا۔

”کیا کیا جائے..... ہجوری ہے۔“

”او کے..... کھول دو اپسیں..... دیکھتے ہیں..... یہ کھل جانے پر ہمارا کیا بگاڑ لیتے ہیں..... پستول ہمارے ہاتھوں میں ہیں۔“

”اپنیں کھول دیا گیا۔۔۔ سب نے اپنے ہاتھ پر چلا کر دیکھے۔۔۔ اب ان میں کسی قدر جان آگئی تھی۔۔۔ کوئی نیس کا اثر ابھی بھی باقی تھا۔

”اب بتاؤ۔۔۔ دروازہ کیسے کھلتے گا۔“

”آپ کو دروازہ کھولنے سے غرض ہے یا طریقہ معلوم کرنے والا اگلے سٹے کی جائیں گی۔“

”ہم صرف یہ جانتا چاہتے ہیں۔۔۔ اس عمارت میں کتنے ترے خانے ہیں۔۔۔“

”کھولنے سے غرض ہے۔“

”تو میں کھول دیتا ہوں۔“

”یونہی سی۔۔۔ ایک نے جھلا کر کہا۔

وہ دیوار کے پاس گئے اور دروازہ کھول دیا۔۔۔ ان کے پیچے رفتگی کل کر کرے میں آ گئے۔

”ٹکری۔۔۔ آپ لوگ آئے تو۔۔۔“

”کیا مطلب؟“ وہ پوچھ لے۔

”بہم پسلے ہی باہر موجود تھے۔۔۔ کہیں نہیں گئے تھے۔۔۔“

اپنی طرح دیکھا بھالا۔۔۔ وہاں تم لوگوں کے ملاوہ تو کوئی نہیں ہے۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ اور کوئی نہیں ہے۔۔۔“

”کیوں انپکٹر صاحب۔۔۔ کیا اس عمارت میں کوئی اور خانہ بھی ہے۔۔۔“

”تمہیں کس کی تلاش ہے۔۔۔ انپکٹر جمشید ہو۔۔۔“

”پسلے تم بتاؤ۔۔۔“

”اس عمارت میں کیا ہے۔۔۔ اور کیا نہیں۔۔۔ یہ صرف ہم جانتے ہیں۔۔۔ اور دوسروں کو نہیں بتا سکتے۔۔۔ تم نے روی کھولنے کے پدلے ہاتھ کا دروازہ کھولنے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔ سو یہ نے کھول دیا۔۔۔ بات برادر ہو گئی۔۔۔ اب اگر آپ کوئی اور سودا طے کرنا چاہتے ہیں تو اس کی

”آپ کو دروازہ کھولنے سے غرض ہے یا طریقہ معلوم کرنے والا اگلے سٹے کی جائیں گی۔“

”ہم صرف یہ جانتا چاہتے ہیں۔۔۔ اس عمارت میں کتنے ترے خانے

ہیں۔۔۔“

”یہ بات میں کیوں بتاؤ۔۔۔ سوال تو یہ ہے۔۔۔ انپکٹر جمشید

ہے۔۔۔“

”ایس وقت آپ لوگ ہمارے بھتے میں ہیں۔۔۔ ایک نے جھلا کر

کر لے

”یہ آپ کی خوش نہیں ہے۔۔۔ انپکٹر جمشید مکار۔۔۔“

”کیا مطلب؟“ وہ پوچھ لے۔

"ہم آپ کے قبیلے میں نہیں۔ آپ ہمارے قبیلے میں نہیں۔  
لیکن نہیں تو ابھی پتا چل جائے گا۔"  
"چیز بات ہے.... پہلے تو پھر یہ طے ہو جانا چاہیے۔ کہ کون  
کس کے قبیلے میں ہے۔"

میں اس وقت کمرے میں گھپ اندر ہو گیا۔  
"ارے! یہ کیا ہوا؟" ایک نتاب پوش چیخا۔

جواب میں کوئی پکھ نہ بولالا۔ وہ لگے اوہ رادھر ہاتھ چلاتے۔  
دیواروں کو ٹوٹتے ہوئے وہ کمرے کے دروازے تک پہنچ گئے۔

"دروازہ اندر سے بند ہے۔ اسکڑ جمیش۔ یہ سب کیا ہے۔"  
اب بھی انہیں کوئی جواب نہ ملا۔ آخر تین منٹ بعد کمرے  
میں روشنی ہو گئی۔ اور اسکڑ جمیش کی آواز ابھری۔

"اب بناو دوستو۔ تم ہمارے قبیلے میں ہو یا تم ہمارے۔"  
انہیں پکر آگیا۔ لگے ایک دسرے کی طرف ویکھنے کیوں کرے کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ جب کہ اسکڑ جمیش اور ان کے ساتھی اب کمرے میں نہیں تھے۔ ان میں سے ایک نے اندر سے دروازے کو کھول دیا۔ لیکن دروازہ نہ کھلا۔ وہ باہر سے بھی بند تھا۔

"تم کہاں ہو اسکڑ جمیش۔ یہ کیا مذاق ہے؟"  
تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ تم نے کہا تھا کہ اس  
بات کا فیصلہ ہو جانا چاہیے کہ کون کس کے قبیلے میں ہے۔ سوال

فیصلہ ہمارے ہاتھ ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم مان لیتے ہیں۔ اس وقت ہم ہمارے قبیلے

میں نہیں۔"

"لذا اب یہ بتاؤ۔ یہ سب کیا چکر ہے۔ ایک وفد جو دوستی  
کے لئے آیا تھا۔ اس کے آئتے ہی یہ کیا چکر شروع ہو گیا۔"

"ہم پاک لینڈ سے دوستی کے سخت خلاف ہیں۔ جب کہ  
حکومت دوستی کرنا چاہتی ہے۔۔۔ لذا ہماری جماعت نے پروگرام بنایا کہ  
اس وفد کو کام نہیں کرنے دیں گے۔"

"اس صورت میں تمہیں چاہیے تھا۔۔۔ وفد کو وہیں اپنے ملک میں  
روکتے۔۔۔ تب تو یہ تمہاری ہمارداری سمجھی جاتی۔۔۔ اب جب کہ وفد یہاں  
آگیا ہے اور اس کی ذمے داری ہمارے کندھوں پر آگئی۔۔۔ تو تم لے  
دوڑھے انکانے۔۔۔ کیا یہ کوئی اچھی بات ہے۔"

"بات اچھی ہے یا بدی۔۔۔ ہمیں اپنا کام کرنا ہے۔"

"تب پھر اب کو کام۔"

"آخر ہم اس کمرے سے کس طرح نکلیں گے۔"

"اس کمرے کی دیوار میں۔۔۔ میرا مطلب ہے سامنے والی دیوار  
میں۔۔۔ ایک نیلے رنگ کا دجھہ دھکائی دے گا۔۔۔ تم اس دجھے کو دیا  
وو۔۔۔ مسئلہ حل ہو جائے گا اور ہاں میں تمہیں صحیح کرتا ہوں۔۔۔  
ہمارے پہنڈے میں ناگ کو اڑاؤ۔"

"چھی بات ہے... نہیں اذکیں گے... ہمیں نہیں معلوم تھا... یہ عمارت نہیں چکرخانہ ہے۔" ایک نے بھنا کر کہا۔ پھر نیلا وصہ دیا گیا۔ اور کمرے کی دروازے میں واقعی دروازہ نہوار ہو یا... وہ فوراً "اس دروازے سے باہر نکل گئے۔ دروازہ خود بخوبی بند ہو گیا۔ اور ایک دوسرا دروازہ کمرے میں کھل گیا۔ اس سے انپکڑ جشید اور ان کے ساتھی نکل کر اندر آگئے۔

"چلو بھئی.... ان سے تم گئی شجاعت.... اس کیس کے دوران کم از کم یہ تو ہمیں پریشان کر جیں سکیں گے۔ کیونکہ اب وہ جس قید خانے میں ہیں.... اس سے نکلنے کا راستہ تلاش کرنا ان کے بین کا روگ نہیں۔ اور ہمیں انہیں وہاں سے نکلنے کی فرصت اس کیس سے فارغ ہونے کے بعد ہی ملتے گی۔"

"لیکن ایسا بیان.... ان کے اور ساتھی باہر موجود ہوں گے۔ ہماری خفیہ فورس کے بوان باہر نہیں میں ہیں.... ان کا بھی تو کچھ کرنا ہے۔"

"ہاں آؤ۔۔۔ پہلے باہر چل کر ان کی خبر لے لیں۔" وہ باہر آئے۔ خفیہ جگہوں میں ان کی فورس کے آدمی واقعی نہیں میں نظر آئے۔ ان کے لیے ڈاکٹر حضرات کی خدمات حاصل کی گئیں۔ تاہم ان کے ملاوادہ اور دشمن کے آدمی وہاں نظر نہیں آئے۔۔۔ جس کا مطلب ہے۔۔۔ ہاں واقع چورہ آدمی آئے تھے۔ ان میں سے

چھپے اندر گئے تھے، آئندہ بعد میں۔۔۔ باہر کے حالات معمول پر آئے کے بعد وہ اندر داخل ہوئے تو جوزف شریام اور اس کے ساتھی ان کے راستے میں آگئے۔۔۔ اس نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب ہم اس عمارت میں نہیں رہیں گے جناب۔۔۔ ہمارے لیے کسی دوسری عمارت کا انتظام کیا جائے۔۔۔ ورنہ ہمیں ابھی اور اسی وقت والپس انشارج بیٹھ جو جائے۔۔۔ کیونکہ۔۔۔ وہ کہتے کہتے رک گیا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ خوف تھا۔



## سرخیاں

انہوں نے بخور ان کی طرف دیکھا۔  
”کیا کوئی خاص بات ہو گئی؟“ انسپکٹر جمیش مسکرائے۔  
”اس سے زیادہ خاص بات کیا ہو گی کہ ہمارا ایک ساتھی اس  
مارت میں قتل ہو چکا ہے۔ اور اس سے زیادہ خاص بات کیا ہو گی کہ  
اس مارت میں کوئی دوبار بم رکھ چکا ہے اور اس سے زیادہ خاص بات  
کیا ہو گی کہ اب یہاں جلد اور خود بھی آگئے تھے۔ جب کہ باہر  
آپ کی فورس کے آدمی موجود تھے۔“  
”اور ہم نے انہیں گرفتار کر لیا ہے۔“ انسپکٹر جمیش نے برا سا  
مشہداتے ہوئے کہا۔

”اس سے کیا ہوتا ہے.... وہ اور بھیج دیں گے۔“  
”اگر آپ یہاں سے جانا ہی چاہتے ہیں... تو آپ کو صدر  
садب سے اجازت دینا ہو گی.... اگر وہ اجازت دے دیتے ہیں تو ہم  
آپ کو جہاں وہ فرمائیں گے۔ پہنچا دیں گے.... لیکن میں اس سے پہلے  
مسٹر شریام آپ کی خدمت میں ایک بات عرض کرنا پسند کروں گا۔“

انہوں نے جلدی جلدی کہا۔  
”اور وہ کیا؟“

”یہ کہ آپ کی اپنی پارٹی میں کوئی غدار ہے۔“  
”کیا!!!“ وہ ایک ساتھ چلا کے  
”میں یہ بات سو فیصد یقین سے کہ سکتا ہوں۔“  
”غلط۔ بالکل غلط۔ بلکہ سو فیصد غلط۔“ شریام نے چیخ کر کہا۔  
”آہست آواز میں بات کریں۔ ہم لوگوں میں سے کوئی بھی بہرہ  
نہیں ہے۔“  
”آپ نے بات ہی ایسی کی ہے۔“  
”اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ دوبار بم اسی غدار نے یہاں  
رکھے تھے۔“  
”واہ کیا بات کی۔ اور ساتھ میں وہ خود بھی مرتبا چاہتا تھا۔“  
لاری ہٹساں۔ انہیں گراٹھ تھا۔  
”یہ بات نہیں۔ وہ بم پہنچنے سے پہلے مارٹ سے انکل جاتا۔“  
آپ لوگ یہاں پابند آہیں صیل۔ کہیں بھی آ جاسکتے ہیں۔“  
”ہم یہ بات نہیں مان سکتے۔ آپ اس بات کا ثبوت دیں۔“  
”ثبوت ہے پیغمبر ڈولی کا قتل۔ قاتل باہر سے نہیں آیا۔“  
”یہ آپ کیسے کہ سکتے ہیں۔ جب کہ آپ بھی دشمن کے لوگ  
اندر آ چکے ہیں۔“

”خیر... میں وقت آنے پر یہ بات بھی ثابت کر دوں گا.... اس وقت میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔“ انہوں نے پر اسامت بنا لیا۔

”ٹھیک ہے.... آپ صدر صاحب سے بات کر لیں۔“

”ہم ابھی آپ کے سامنے بات کرتے ہیں۔“

اب جوزف شریم نے صدر کے نمبر ملائے.... ان کی آواز سن کر اس نے کہا۔

”صاحب صدر.... اب ہم یہاں اس عمارت میں نہیں نظر کئے۔“

”اب کیا ہوا؟“

اس نے بلدی جلدی ساری تفصیل سناؤالی۔

”ریسور اسپلٹ ججید کو دیں۔“

”بات چیت سب کن رہے ہیں سر۔“

”ججید میرے یاد... یہ کیسے ہوا؟“

”ابھی تک ہم جان نہیں کے.... یہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کی بات ہے۔“

”تب پھر اب تم کیا کہتے ہو؟“

”میں ان کی حفاظت اس عمارت میں تو کر سکتا ہوں... اگر یہاں نہیں نظر کئے تو پھر حفاظت کا ذمہ بھی میں نہیں لے سکا۔“

”آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں مسٹر شریم؟“

”ٹھیک ہے.... آپ ہماری حفاظت کے لئے کسی اور کو مقرر کر دیں۔“

”او کے... آپ ہم آپ کو ایک اور عمارت میں نظر انہیں گے۔ اور آپ کی حفاظت کے لئے دوسرے لوگ مقرر کریں گے۔“  
”ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔“

”یہ بت بت شکریہ سر۔“ اس نے خوش ہو کر کہا۔  
آؤ ہے گھنے بعد وہ سب لوگ وہاں سے چلے گئے.... انہیں لے جانے کے لیے سرکاری گاڑیاں آئی تھیں۔ وہ انہیں جانتے ہوئے دیکھتے رہے۔

”یہ کیا ہوا ایسا جان؟“ فرزانہ نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔  
”ابھی تک میں کچھ سمجھ نہیں سکا۔ تو پہلے ان پر وہ آدمیوں سے بات کرتے ہیں۔“

وہ خیریہ راستے سے اس کمرے میں پہنچے.... جس میں انہیں قید کیا گیا تھا.... یہ دیکھ کر ان کی آنکھوں میں خوف ہی خوف پھیل گیا کہ وہ سب مردہ پڑے تھے.... آثار بتا رہے تھے.... شاید انہوں نے زہر لیے کیپول پہلے سے من میں رکھے ہوئے تھے۔

”افوس! ہم ان سے بھی کچھ معلوم نہیں کر سکے۔.... اب کل کے اخبارات طوفانِ اخباریں گے.... وند کے ایک رکن کے قتل کو اچھا لانا چاہئے گا۔ اور سارا الامام ہزارے سر تھوپا جائے گا۔“

"آپ کے خیال میں پیر ڈولی کا قتل کون ہو سکتا ہے؟"

"ابھی مجھ سے میرا خیال نہ پچھوئے۔ زیادہ حریت کی بات یہ ہے کہ یہ حملہ آور یہاں کسے پہنچ گئے۔ جب کہ ہم نے اس عمارت کے پارے میں ابھی تک کسی کو بھی نہیں بتایا۔"

"میرے خیال میں تو جیشید... اب ہمیں بھی شرپلانا چاہیے۔ ہم وہاں جا کر تسلی دیکھیں گے، تسلی کی دھار دیکھیں گے... اور ہاں... وہ جو تم نے اخبارات منگائے تھے... ان میں کیا دیکھا؟"

"ان میں مجھے ایک تصویر کی علاش تھی... لیکن تصویر مل نہیں سکی۔ ان کے لمحے میں ماخوسی تک رہی تھی۔"

"آخر کس کی تصویر؟"

"ابھی پکھتہ ہے پوچھوئے میں بہت ابھسن میں ہوں۔"

"تب پھر چڑھئے گھر ہی چلیں۔"

"ہاں تھیک ہے۔"

وہ گھر آگئے۔ یکم جیشید اپسیں دیکھ کر کھل، اٹھیں۔ اور گلیں بہت تیزی سے ان کے سامنے لمحاناہ لگائے۔ یہ دیکھ کر انپکٹ جیشید نہ پڑے اور پوچھے۔

"مکبرائے کی ضرورت نہیں.... ابھی ہم یہیں ہیں۔"

"کوئی بھروسہ نہیں اس پات کا... ہو سکتا ہے۔ ابھی صدر صاحب کا فون آ جائے اور آپ اٹھ کر رہے ہوں... اور یہ کھانا یوں ہی

رکھا رہ جائے۔"

"نہیں۔ فی الحال ان کا کوئی فون نہیں آئے گا۔"

"کوئی بھروسہ نہیں۔" وہ پھر بولیں۔

"اچھا خیر۔"

اس بارہ کھانا کھانے میں کامیاب ہو گئے۔ بلکہ وہ سرے روز مجھ تک کچھ نہ ہوا۔ اخبارات آگئے۔ وہ ان کو دیکھنے لگے اور بار بار اپٹھے لگے۔ اس تدر خوفناک انداز میں ان کی ناکامیوں کی خبریں شائع کی گئیں کہ انہیں حریت کے سمندر میں ڈوب ڈوب جانا پڑا۔ وہ سچ بھی نہ سکتے تھے کہ ان کے خلاف اس تدر طوقان انحصاریا جائے گا۔ ملی اخبارات نے تو بوجو شائع کیا تھا۔ کیا تھا۔ غیر ملکی اخبارات نے تو انہمان سرپر انحصاریا تھا۔ سرخیاں یہ تھیں۔

"انشار جہد و فد کا سربراہ قتل"

"پاک لینڈ مہماں وفد کی حفاظت نہ کر سکا۔"

"یہ ذمے داری انپکٹ جیشید کو سونپی گئی تھی۔"

"انپکٹ جیشید ہو ٹھکر سراغنسانی کی ریڈہ کی ہڈی ہیں۔ ان کی حفاظت کرنے میں بڑی طرح ناکام ہو گئے۔"

"جس عمارت میں انہیں رکھا گیا، وہاں دو بار بم پائے گئے۔"

"اس پر بھی انپکٹ جیشید کے گان پر جون تھا ریھگی۔"

"اور آفریکار قتل ہو گیا۔"

”خون آؤد مختبر انپکٹر جشید کی الماری میں پایا گیا۔“

”الماری پر تلا لگا ہوا تھا۔“

”وند کے ارکان کا کہتا ہے یہ قتل انپکٹر جشید نے خود کا

ہے۔“

”انپکٹر جشید کو اب تک گرفتار نہیں کیا گیا۔“

”آخری اطلاعات آنے تک وہنے اس عمارت سے کیا عمارت میں جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔“

”وند کو اب انپکٹر جشید پر کوئی اختیار نہیں رہا۔“

یہ اور اس حتم کی اور بے شمار سرخیاں لگائی گئی تھیں۔ ہماری باتیں کمیں سنی جا رہی ہیں۔“ میں تمام تر نے داری سرف اور صرف انپکٹر جشید پر ڈالی گئی تھیں۔ یہ خبریں پڑھ کر وہ سختے میں آگئے۔ غیر ملکی اخبارات نے تو جو شائع تھا کیا۔۔۔ ملکی اخبارات بھی کسی طرح بھیچے نہیں رہے تھے۔ اور بات پر اپنیں حیرت تھیں۔

”یہ سب کیا ہے جشید۔“ پروفیسر داؤڈ نے کھوئے کھوئے میں کہا۔

”بس دیکھتے جائیں۔۔۔ یہ ہمارے خلاف کوئی سوچا سمجھا نہ ہے۔۔۔ ایک بات ذہن میں رہے۔۔۔ ہماری ہربات کی۔۔۔ ہمارے پروگرام کی اطلاع وند کے ارکان کو ہو جاتی ہے۔۔۔ اب تک میں اس بار یہ بات بڑی طرح محسوس کی ہے۔۔۔ کوئی ایسا طریقہ اختیار کر رہا ہے جس کے ذریعے ہماری بات پیٹ سنی جا رہی ہے۔۔۔ لیکن یہ

ہے کہ ہماری ہربات سے وہ باخبر ہو جاتے ہیں۔۔۔ یہاں تک کہ اس وقت بھی ہم جو باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ ان تک پہنچ رہی ہیں۔“

”عن۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔“ پروفیسر داؤڈ اچھل پڑے۔

”میرا خیال ہے۔۔۔ آپ اپنے آلات کے ذریعے چیک کر لیں۔“

”اچھی بات ہے۔“

”وہ اپنے کام میں صوف ہو گئے۔۔۔ اچاک ان کے چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔“

”اے میرے مالک۔۔۔ تمہارا خیال بالکل نحیک ہے جشید۔۔۔“

”کیا آپ یہاں چھپا گیا۔۔۔ آہ۔۔۔ تلاش کر چکے ہیں۔“

”نہیں۔۔۔ یہی تو اس ماحملے کی سب سے سمجھ بات ہے۔“

”کیا مطلب؟“ وہ ایک ساتھ بولے۔

”مطلوب یہ کہ میں اس آئے کو تلاش نہیں کر سکا۔“

”یہ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ انپکٹر جشید نے کھوئے کھوئے

لداز میں کہا۔

”میں خود جراثاں ہوں۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“

”آپ آخر کہتا کیا چاہتے ہیں انکل۔“

”یہ کہ میرے آلات یہ تو بتا رہے ہیں کہ یہاں کوئی ایسا آہ

ہار یہ بات بڑی طرح محسوس کی ہے۔۔۔ کوئی ایسا طریقہ اختیار کر رہا ہے جس کے ذریعے ہماری بات پیٹ سنی جا رہی ہے۔۔۔ لیکن یہ

نہیں بتا رہے کہ وہ آہ کہاں ہے یا کس سمت میں ہے"۔

"حیرت ہے.... آخر کیوں نہیں بتا رہے، سوال تو یہ ہے"۔

"میں.... میں نہیں جانتا"۔ وہ بوکھلا کر بولے۔

"حیرت ہے.... آج آپ کو ہو کیا گیا ہے"۔

"میں نہیں جانتا.... مجھے کیا ہو گیا ہے.... میں تو بس اتنا جانہ ہوں.... میرے آلات اس آئے کی نشان وہی نہیں کر پا رہے.... جس کے ذریعے ہماری بات چیت سنی جا رہی ہے"۔

"کیا آپ سمت بھی نہیں تھا سکتے.... یعنی کس سمت میں وہ لوگ موجود ہیں.... جماں بات سنی جا رہی ہے"۔ محمود نے بے چین ہو کرہا۔

"نہیں.... آلات سمت بھی نہیں بتا رہے"۔

"وو کے! آئیے زرا گرسے انکل کر دیکھتے ہیں۔ گرسے؟"

آپ کے آلات کیا کہتے ہیں"۔

وہ گرسے انکل آئے۔ اور کافی قاسیے پر جا کھڑے ہوئے۔ اب انہوں نے اپنے آلات کا جائزہ لیا۔۔۔ ان کی آنکھیں ارے؟ کے پھیل گئیں۔

"اُف میرے مالک.... ہماری یاتمیں اس جگہ سے بھی وہ من جیں"۔

یعنی اس لمحے ان کے موبائل کی تھنی نج اٹھی۔

وہ بچوںکے اٹھے۔  
پھر انپکڑ جو شید نے فون کو کان سے لگایا۔



## قوم کا خادم

"انپر جمیل بات کر رہا ہوں۔ فرمائیے.... آپ کون صاحب ہیں؟"  
 "تم نے اخبارات پڑھنے جمیل۔ دوسری طرف صدر بات کر رہے تھے۔

"تی ہاں دیکھئے ہیں۔"  
 "انشارج کے صدر کا فون آیا ہے۔ وہ کھوئے کھوئے انداز میں بوئے۔

"تب پھر... وہ کیا کرتے ہیں؟"  
 "ان کا کہنا ہے.... ان کے وفد کے سربراہ پٹیرڈوئی کے قاتل کو ان کے حوالے کیا جائے۔"  
 "ابھی ہم یہ معلوم نہیں کر سکے کہ قاتل کون ہے؟" انہوں نے منہ پڑایا۔

"تم کچھ نہیں جمیل۔"  
 "جی! ایسا مطلب؟"

"ان کا مطلب ہے.... تمہیں ان کے حوالے کیا جائے۔"  
 "اوہ.... اوہ۔ ان کے منہ سے لگا۔  
 چند لمحے تک ناموشی طاری رہی۔ پھر انپر جمیل کی آواز ہوئی۔  
 "یہیں میں نے پٹیرڈوئی کو قتل نہیں کی۔"  
 "ان کا کہنا ہے۔ تم یہ بات ان کے ملک میں عدالت میں اٹ کر دیں۔ وہ وہاں تمہارا جرم ثابت کریں گے۔"  
 "اوہ! تو ان کا پروگرام یہ ہے۔"  
 "ہاں۔" صدر صاحب بوئے۔  
 "آپ کیا کہتے ہیں۔"  
 "میں تم سے پوچھتا ہوں۔ میں ان سے کیا کہوں؟"  
 "سر! میں نے تو خیر یہ قتل کیا نہیں۔ ملدا کیوں نہ ہم یہ معاملہ حل کریں۔"  
 "انشارج کی حکومت کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔"  
 "پھر... کیا آپ مجھے ان کے حوالے کرنا پا جائے ہیں۔"  
 "عن نہیں جمیل صیل۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہیں جمیل۔ یہاں کرنا پڑے۔"  
 "کیا فرمایا آپ نے۔ ایک طرف آپ فوارہ ہے ہیں۔ یہ کیسے لگا ہے۔ دوسری طرف کس رہے ہیں، شاید ایسا کرنا پڑے۔"

ہو گا۔۔ اور بس۔۔"

"ہاں! اور مجرم ثابت کرنے کے بعد انہیں پھانٹی کی سڑادے دی گئی۔۔"

"تو کیا ہوا سرب... آپ مجھے ان کے حوالے کرو دیں۔۔"

"جیشید... وہاں تم انصاف کی کوئی امید نہیں رکھ سکو گے۔۔"

"کیا وہ مجھے مقدمے کے بغیر سزا نہیں گئے؟؟"

"نہیں.... مقدمہ چلے گا۔۔ لیکن ج ان کا، وکیل ان کے، مرضی ان کے۔۔ تم وہاں کیا کر سکو گے۔۔"

"آپ پریشان نہ ہوں سرب... میں وہاں مقدمہ لڑوں گا۔۔ اپنے لوگوں کو جگ کی جعنی میں جلتے نہیں دوں گا۔۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میری وجہ سے ان گنت لوگ بارے جائیں اور ملک پر ایک شکل و قوت آجائے۔۔ اس سے یہ کہیں بہتر ہے کہ میں اکیلا ہی سب برداشت کروں۔۔"

"کیا کہا جیشید... تم اکیلے۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔ ہم سب ساتھ جائیں گے۔۔ پروفیسر بولے۔۔"

"ہاں نیک ہے۔۔ مقدمے کی کارروائی سننے کے لیے آپ لوگ میرے ساتھ جا کتے ہیں۔۔ وہ مکرائے۔۔"

"نہیں۔۔ اگر انشارج کی عدالت نے جیسیں سزا نہیں، تو وہی سزا ہم بھی اپنے لئے پسند کریں گے۔۔"

"ہاں! سیکی بات ہے۔۔"

"ہماری فرمائی کر اس بات کی وضاحت کرو دیں۔۔"

"بھی پہ کئی ملکوں کا رپاؤ ہے۔۔ ان کا کہنا ہے۔۔ اگر میں۔۔ ان پر جیشید کو انشارج کے حوالے نہ کیا۔۔ تو وہ سب ہمارے ملک۔۔ تعلق فتم کر لیں گے۔۔ اس پر بھی حکومت نہ مانی۔۔ تو وہ سب مل کے ہمارے ملک پر فضاںی، بڑی اور بھری حلے کریں گے اور پاک لینڈ کی ایسٹ سے ایسٹ بجا دیں گے۔۔ کیا پاک لینڈ کی حکومت ایک اپنے جیشید کو بچانے کے لیے اس قدر ہونا کہ جگ قبول کرنا پسند کر گی۔۔"

"نہ نہیں۔۔ نہیں۔۔" - ان پر جیشید چلا گئے۔۔

"کیا مطلب جیشید۔۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔۔"

"یہ کہ۔۔ آپ مجھے ان کے حوالے کرو دیں۔۔ میں اپنے مقام خود وہاں لڑوں گا۔۔"

"تم۔۔ تم نہیں جانتے جیشید۔۔" صدر صاحب نے ٹھیکنہ میں کہا۔۔

"اور میں کیا نہیں جانتا۔۔ وہ بولے۔۔"

"یہ کہ۔۔ اس سے پہلے بھی کئی آدمی حکومت نے انشارج حوالے کیے ہیں۔۔ جانتے ہو۔۔ ان کے ساتھ وہاں کیا ہوا؟؟"

"سیکی ہوا ہو گا کہ وہاں کی عدالت میں انہیں مجرم ثابت،"

”نہیں... یہ بعد کی بات ہے۔“  
 ”نجیک ہے جمیلہ... میں ان سے بات کرتا ہوں۔“  
 ”فون بند ہو گیا... وہ ان کی طرف مڑے۔  
 ”یہ معاملہ اس کروٹ میٹھے گا... ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔“  
 فرزانہ بڑھا آئی۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔“ وہ سکرانے۔  
 دوسرے دن کے اخبارات میں اور زیادہ سنتی پھیلائی ہی  
 تھی... ان میں اشارجہ کا مطالبہ بڑی بڑی سرخیوں کی محل میں شائع کیا  
 گیا تھا... اس سے اگلے دن کے اخبارات میں عوام نے اس بات پر غم  
 و غصے کا انعامار کیا تھا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ انسپکٹر جمیلہ کو  
 اشارجہ کے حوالے ہرگز نہ کیا جائے۔ عوام اپنی جائیں دنیا پسند کریں  
 گے... اسیں اشارجہ کے حوالے کرنا پسند نہیں کریں گے اور اگر  
 حکومت نے عوام کا مطالبہ نہ مانا تو وہ سرکوں پر نکل آئیں گے۔ اس  
 طرح امن و امان کی حالت بگز جائے گی اور اس کی زمینے داری حکومت  
 پر ہو گی... یہ تمام بیانات اور زیادہ پریشان کرن تھے۔ چنانچہ صدر کا  
 فون پھر انہیں موصول ہوا۔ وہ کہہ رہے تھے۔

”جمیلہ... حالات اور گزگز گئے ہیں... اب میں کیا کوں... ایک  
 طرف اشارجہ اور اس کے ساتھ ڈیکیں کے قریب ملک ہیں... جن کا  
 دعویٰ ہے کہ انسپکٹر جمیلہ کو اشارجہ کے حوالے کیا جائے۔ وہ صرفی

طرف ملک کے عوام ہیں۔ وہ کسی صورت میں یہ برداشت کرنے کے  
 لیے تیار نہیں ہیں کہ تمہیں اشارجہ کے حوالے کیا جائے... اور انہوں  
 نے دھمکیوں پر دھمکیاں دی ہیں۔ کہ وہ سرکوں پر آجائیں گے۔  
 اور حکومت کا پیسہ چام کر دیں گے۔ اب تم ہتاو جمیلہ... میں کیا  
 گروں۔“

”آپ ہو فرمائیں... میں کرنے کے لیے تیار ہوں۔“

”اسی طرح عوام کو بخھدا کرو جمیلہ... اور وہ تمہاری خاطر  
 سرکوں پر نہ آئیں... یہ تمہارا ہمارے ملک پر بہت بڑا احسان ہو گا۔“  
 ”چھپی بات ہے... ٹی وی کے ذریعے ان سے بات کرنے کی  
 اجازت دیتی جائے۔“

”نجیک ہے... اس کا انتظام ہو جائے گا۔“

”اور عوام کا جائز مطالبہ مان لیا جائے۔“

”جاائز مطالبہ... کیا مطلب جمیلہ... کون سا مطالبہ؟“ صدر نے  
 چونکہ کہ پوچھا۔

”میری تصریح سن کر وہ سرکوں پر بگادر کرنے سے ضرور رک  
 جائیں گے... لیکن وہ کوئی مطالبہ ضرور کریں گے... لہذا ان کا کوئی  
 جائز مطالبہ ضرور مان لیا جائے... تاکہ ان کا غصہ دب جائے۔“

”چھپی بات ہے... ان کا کوئی ایسا مطالبہ سامنے آیا تو اس پر  
 ہدروان غور ہو گا... بلکہ مانتے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ آخر وہ

تارے عوام ہیں۔

بلاکل نیک سر۔

اس کے بعد فی وی ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے اعلان کیا گیا کہ شام سات بجے انپکٹر جمیں تقریر کریں گے سات بجے شام ملک کے زیادہ تر لوگ فی وی کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس محاطے نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اشارجہ کا اس سے زیادہ خوفناک مطالب آج تک ان کے سامنے تھیں آیا تھا۔ وہ اس وقت گھر میں تھے۔ ایسے میں محمود نے کہا۔

”بھی لک یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ فی وی پر کیا کہتا چاہئے ہیں؟“

”میں نے خود بھی نہیں سوچا۔ جب وہاں پہنچوں گا۔ اس وقت بات شروع کروں گا۔“

”اُمرے ارسے۔ یہ کیا۔ جمیں۔ بھی تم پہلے سے تقریر تار کر لو۔“ عان رحمان گھبرا گئے۔

”نہیں اس کی ضرورت نہیں۔“ ایسے میں فون کی تھیں بھی۔ انپکٹر جمیں نے ہن وہاں تو دوسرا

ٹرف سے انپکٹر کامران مرزا کی آواز سنائی دی۔

”یہ ہم نے کیا خبریں پڑھی اور سنی ہیں بھی؟“

”ایسا بھی ہوتا ہے،“

”بھر کیا پروگرام ہے؟“

”عوام کو کیوں مشکل میں ڈالا جائے۔ ہم وہاں عدالت کا سامنا کریں گے۔“

”ایسے کتنی کس دیکھنے میں آئے ہیں۔۔۔ وہاں کل سے بغیر ہوت کی سزا سنا دیتے ہیں۔“

”موت کا ایک دن مقرر ہے۔۔۔ اگر میری موت اسی طرح لکھی ہے تو میں اسے کس طرح ٹال سکتا ہوں۔“ انہوں نے کہا۔

”تب پھر ہم بھی وہاں آپ کے ساتھ ہوں گے۔“

”یہ زیادہ مناب رہے گا۔“

”اور ہم اشارجہ کو سبق سکھا دیں گے۔“

”تھی الحال تو وہ ہمیں سبق سکھانے کے پکڑ میں ہے۔۔۔ اس وقت تک میں بھی سمجھا ہوں کہ یہ الفاقی واقعہ نہیں ہے۔۔۔ سوچ سمجھ کر یہ کام کیا گیا ہے۔۔۔ مطلب یہ کہ سارا منصوبہ مجھے الجھانے کے لیے بنایا گیا تھا۔ پڑیر ڈولی کو قتل کرنے کا پلان پہلے سے بنایا گیا تھا۔“

”اب بھی محسوس ہوتا ہے۔۔۔ خوب۔۔۔ ہم وہاں آپ لوگوں کے ساتھ چلیں گے۔۔۔ اور اس طرف آنے کے لیے آج ہی روانہ ہو رہے ہیں۔“

”بہت خوب! مزار ہے گا۔۔۔ وہ نہیں۔“

اور پھر انہوں نے فون بند کر دیا۔۔۔ اسی وقت فون کی تھیں بھر

بھی۔ انہوں نے بٹن دبایا تو شوکی کی آواز ثانی دی۔۔۔ وہ مکرا  
دیے۔۔۔ شوکی کہ رہا تھا۔  
”ہم اس حال میں آپ کو نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔ ہم بھی اشارہ جہ  
جا سیں گے۔۔۔“

”اوہ شوکی۔۔۔ اچھا لمحک ہے۔۔۔ وہ نہیں۔۔۔“

”ہم یا ج تھی اور آنے کے لئے روائی ہو رہے ہیں۔۔۔“

”لمحک ہے شوکی۔۔۔ شکریہ۔۔۔“

”ہمیں انکلے یہ کوئی شکریہ کی بات ہے۔۔۔“

”اوہ سوری۔۔۔ وہ مکرائے۔۔۔“

اور پھر ان کے فی وی شیش کی طرف روائی ہونے کا وانت ہو  
گیا۔۔۔ گھر سے نکل کر فی وی شیش پہنچ گئے، عملہ ان کے استہ بال کے  
لیے تیار تھا۔۔۔ انہیں ایک بال میں لایا گیا۔۔۔ کرسیوں پر بٹھا لایا گیا۔۔۔  
پروگرام میخیر نے ان سے کہا۔

”جو شی سات بھیں گے۔۔۔ اناؤ نسرا اعلان کرے گی اور اس کے  
فوراً بعد آپ کی تقریر شروع ہو گی۔۔۔ کیا آپ تیار ہیں؟“

”ہاں بالکل۔۔۔“

”کیا آپ نے تقریر لکھ لی ہے؟“

”نہیں۔۔۔ وہ بولے۔۔۔“

”کیا مطلب ہے کیا آپ زبانی تقریر کریں گے؟“ اس نے حیران

ہو کر کہا۔

”ہاں بالکل۔۔۔“

”ذہن میں تقریر تیار کر لی ہے۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ ذہن میں بھی نہیں تیار کی۔۔۔“

”ہیا!!!“ پروگرام میخیر چلا اٹھا۔

اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

”کیوں۔۔۔ کیا ہوا؟“

”اس طرح تو گزر ہو جائے گی۔۔۔ وقت کا بھی حساب رکھنا پڑتا  
ہے۔۔۔“

”آپ نے مجھے کتنا وقت دیا ہے؟“

”پندرہ منٹ۔۔۔“

”بہت ہیں۔۔۔ میں پندرہ ہویں منٹ کے آخری سیٹھ میں اپنی  
تقریر ختم کر دوں گا۔۔۔“

”یہ۔۔۔ یہ کیسے ہو گا۔۔۔ وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔۔۔“

”یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔۔۔“ وہ مکرائے۔۔۔

”مجھے آپ کی مرضی۔۔۔“

اور پھر سات بج گئے۔۔۔ پسلے اعلان کیا گیا۔۔۔ پھر گھر سے ان پر  
فت ہو گئے۔۔۔ اور ان کے ہوت ہٹنے لگے۔۔۔

”عزیز ہم وطنو السلام علیکم!“

اس نے ہمارے کچھ آدمیوں کو قتل کیا ہے... لہذا اس کو ہمارے حوالے کیا جائے... نہ کیا گیا تو ہم یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے۔ چنانچہ اس بے ہمارے کو ان کے حوالے کر دیا گیا، لورڈ ہال عدالت میں قرضی سی کارروائی کے بعد اسے موت کی سزا نادی گئی۔ پھر دوسرا آدمی ان لوگوں کی پولیس نے خود ہمارے ملک میں آ کر گرفتار کیا۔ نہ جانے کن لوگوں نے انہیں ایسا کرنے کی اجازت دی۔... بھرپول۔ اس غریب کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور پھر اسے بھی چنانی کی سزا نادی گئی۔ اب یہی کھلی میرے ساتھ کھلیا گیا۔ اس لئے کہ میرا وجود انہیں بت کھلتا ہے... میں اور میرے ساتھی ان کے منصوبوں کو، ان کی سازشوں کو تمام ہناتے رہتے ہیں۔ وہ ہمارے ملک میں بیویت سازشوں کے چیزونے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور ہم ان بیجوں کو پھوٹنے سے پسلے ہی نکال کر جلا دیتے ہیں۔... بس یہ فکایت ہے ان کو ہم سے۔ لہذا انہوں نے ایک منصوبہ بنایا۔ ایک جال بنایا۔ اور مجھے اس جال میں کس دیا گیا۔ اس کی بنیاد پر اب ان کا مطالبہ ہے کہ مجھے ان کے حوالے کر دیا جائے۔ ان کا پروگرام اپنی عدالت میں مجھے پر مقدمہ چلانا ہے۔ اور مجھے اپنے وند کے سربراہ کے قتل کا ذمہ دار

قوموں پر ایسا وقت بھی آتا ہے۔ جب قومی ہیروز کو بیڑاں پہننا کر قتل گاہ کی طرف لے جایا جاتا ہے۔... یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہماری قوم کے بہت بہتے اور نامور ہیروز کے ساتھ ایسا کیا گیا اور ایسا صرف اور صرف نہاری کی بنیاد پر ہوا۔ ہمارے ملک میں بھی اگر نہارہ ہوں تو ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔  
میں خود کو ہیرو نہیں کہ رہا۔ نہ میں ہیرو ہوں۔... میں تو قوم کا ایک خادم ہوں۔... صرف اور صرف ایک خادم۔... وہ بھی چھوٹا سا۔... مجھ پر ایک جھوٹا مقدمہ بنایا گیا ہے، ایک سازش کے تحت۔... اس سازش میں اشارجہ کا ہاتھ ہے۔... لیکن وہ انہوں نے ہمارے مقابی آدمیوں کی بھی لی ہے۔... اصل مجرم وہ ہیں۔ اصل مجرموں کو سزا ملے گی۔... اور اشارجہ بھی مجھے اس کیس میں سزا نہیں سن سکے گا۔... اسے منہ کی کھانا پڑے گی۔... میرے ہم وطن!  
اپ کو اس بات کا ذر ہے کہ جب بھی اشارجہ نے اس طرح ہمارے ملک سے کسی کو گرفتار کر لیا۔ ان کی عدالت میں اسے صرف اور صرف چنانی کی سزا سنائی گئی۔... کچھ ہی عرصہ پسلے دو ایسی مثالیں موجود ہیں۔ پسلے ایک شخص کے پارے میں ان لوگوں نے مطالبہ کیا کہ وہ ہمارا مجرم ہے۔...

تمہرا کرموت کی سزا سنانا ہے۔ اس پیاد پر ہمارے ملک میں ہنگامے ہونے لگے ہیں۔ حکومت کو دھمکیاں مل رہی ہیں۔ لیکن میں آپ لوگوں پر واضح کردنا چاہتا ہوں کہ اشارجہ بھی موت کی سزا نہیں سنائے گا۔ وہ بندہ پر قتل کا الزام ہرگز ثابت نہیں کر سکے گا۔

آپ اس موقع پر یہ کہنا چاہ رہے ہوں گے کہ وہاں تو میں فرضی کارروائی ہو گی۔ وہاں کون سا صحیح بیانات یا ثبوت چیز کے جائیں گے۔ میں جانتا ہوں۔ ایسا عی ہو گا۔ لیکن اس فرضی عدالت میں بھی ان شاء اللہ خود کو بے گناہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا اور باہر اپنے دھن لونوں کا۔ لہذا آپ سب کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ لوگ تو بس منے لے لے کر اس عدالت کی کارروائی دیکھائی جائے گی تاکہ کوئی یہ نہ عدالتی کارروائی ساری دنیا کو دکھائی جائے۔ ایک نیوی پر کر سکے کہ نافضانی ہوئی ہے۔ لہذا آپ نیوی پر ایک حیران کن ترین کارروائی دیکھیں گے۔ ایسی کارروائی شاید آپ لوگوں نے زندگی میں کبھی نہ دیکھی ہو گی۔ ان انفاظ کے ساتھ ہی میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کوئی ایک شخص بھی ملک میں کوئی نہ کامیاب کرے۔ توڑ پھوڑ کرے۔

ہنگامے اور توڑ پھوڑ مسئلے کا کوئی حل نہیں ہے۔۔۔  
اس سے تو ملک کو صرف اور صرف نقصان ہوتا ہے۔۔۔ اور یہ نقصان متوں پورے نہیں ہوتے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا ملک آج تک صحیح طور پر اپنے بیرون پر کھڑا نہیں ہوا۔۔۔ اب جو بھی ہنگامہ کرے گا۔۔۔ میں اسے اشارجہ کا انکش خیال کروں گا۔۔۔ آپ صرف اور صرف عدالت کی کارروائی دیکھنے گا۔۔۔ آپ کو بہت سزا آئے گا۔۔۔ ان شاء اللہ۔۔۔ اچھا اللہ خاطق۔۔۔ آپ میرے لیے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس حُمّم میں کامیابی عطا فرمائے۔۔۔ اور میں دشمنوں کے دانت کھٹکے کر سکوں۔۔۔ خدا حافظ!

ان الفاظ کے فوراً "بعد سکرین پر ملک کا جہنڈا برلنے لگا۔۔۔"  
وسرے دن اٹھیں جب اشارجہ کی طرف روانہ کیا گیا۔۔۔ تو اگری نے بھی کوئی ہنگامہ نہ کیا۔۔۔ پورے ملک میں سکون رہا۔۔۔ اور اس طرح اپنے جشید اور ان کے ساتھی اپنے ملک سے روانہ کیے گئے۔۔۔ اشارجہ کے ایک پورٹ پر ان کے لیے ایک حیران کن منظر تھا۔۔۔



طرف سے کوئی پیغام بھی نہیں مل رہا۔ ان کے موبائل تک بڑے  
ہیں"۔

"ادہ نہیں"۔ وہ دھک سے رہ گئے  
ہیں جیشید۔ لیکن تم قلندر کو اللہ تبارے ساتھ ہے"۔  
اویسرا اور مکرانے۔

جو نبی وہ اپر پورٹ کی غارت سے باہر لائے گئے۔ ان کے ساتھی ان کی طرف لپکے۔ وہ ان سے پہلے اشارہ بھی کچھ کیے تھے اور شہر کے ایک مسلمان ہوٹل میں کمرے بھی حاصل کر کیے تھے۔ اور انہیں کے ضرور"۔ وہ مکرانے اپنے جیشید باہر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر جیت زدہ تھے۔

"یہ اتنے لوگ یہاں کیوں جمع چیں خان رحمان؟"  
اس کیس کی اشارہ پر نہ بہت وحوم مچائی ہے۔ ہر کمل نہیں نہ دیکھ لیا۔  
خداوار آنکھوں میں آنسو نہ آئی۔ قوم کے خلام روپا  
کرتے۔ انہوں نے سرد آواز مند سے نکالی۔

اور انہوں نے فوراً آنکھیں بھک کر لیں۔ اب اپنے جیشید  
کے بڑے ہوئے نہایت بھی پھیلے جائیں گے۔ اور گندے  
بڑے ہو گئے۔ جو نبی وہ عام سڑک پر آئے۔ ان پر انہوں نوں اور انہوں  
ہاتھوں میں ایسی چیزیں دیکھی ہیں"۔  
"کوئی پرواٹیں۔ ارے ہاں۔ اپنے کامران مرزا اور شہر کا پورا جنم تھا۔  
برادر آپ لوگوں کے ساتھ نظر نہیں آ رہے"۔

"اٹکل! ایجاد کا کہتا ہے، کہ ہم ہرگز نہ روکیں۔ اور میرا بے  
نہادتے کوئی چاہ رہا ہے"۔ فرزانہ بولی۔

## استقبال

"اپنے اوپر قابو رکھو... حوصلہ رکھو"۔ وہ بولے۔  
"لیکن ایسا منظر تو کبھی دیکھا نہ سنی۔ یون گلت ہے۔ جیسے  
حکومت نے اپنے عوام کو خود ایسا کرنے کا اشارہ دیا ہے"۔

"یقیناً ایسا ہی ہے۔ پوری دنیا کے اخباری نایاب ہے۔ تی دن  
روپورہ اور ریڈیو کے کارندے۔ سب کے سب اس وقت تصاویر یا  
میں مصروف ہیں۔ ضرور یہ سب پہلے سے طے ہے۔ لیکن تم گمرا  
کرو"۔

"جی بہت اچھا۔ اگر آپ کہتے ہیں تو نہیں کرتا۔" اس  
سمسی صورت بنائی۔

"اڑے! یہ کیا"۔ ایسے میں فرزانہ کی خوف میں ڈوبی آوازِ خل  
وی۔

"کیا ہوا؟"

"وہ اس طرف دیکھتے۔ ایک شخص نے پتوں نما کوئی چیز کی  
ہے۔ اور اس سے آپ کا نشانہ طے رہا ہے۔ ارنے یہ کیا ہوا؟" ان شاء اللہ۔  
فرزانہ کاٹ پکتی۔

"آپ کیا ہوا؟" انہوں نے بوکھلا کر سرگوشی کی۔  
انہوں اور نہانوں کی بارگی وجہ سے پولیس والے ان سے  
دور گھبرا دالے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ بات چیت کرنے کے ہی بھی یہ احساس نہیں تھا کہ۔  
میں اس لئے وہ تھے۔ گرے۔ وہ گھبرا گئے۔

"وہ شخص جو نشانہ لے رہا تھا۔ اچھا کہ تو سے گرا اور ساکت  
ہو گیا۔ آس پاس کے لوگ اسے اب جیسے زدہ انداز میں دیکھ رہے  
ہیں۔ وہ اس طرف"۔ اس نے منہ سے اشارہ کیا۔

انہوں اور نہانوں کی بارشِ جاری تھی۔ اس بارش میں انہوں  
نے اس سمت کا جائزہ لیا۔ اور جو اتنی کچھ لوگ منع نظر آئے تو وہ  
زمیں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"اس کا مطلب ہے۔ مجھے مقدمہ چلانے سے پہلے یہ ختم  
کرنے کا پروگرام تھا مگر نہ رہے بانس، نہ بیکے یا نری۔ لیکن کسی  
ہمیان نے یہ منصوبہ ناکام نہ کیا۔" انکلہ جیشی نے قلبی آواز میں کہا۔  
"لیکن اب اجان۔ یہ ضروری نہیں کہ اس بھرے مجھے میں میں  
ایک ہی آدمی کی یہ ذیولی لکھائی گئی ہے۔ ایسے یہاں اور آدمی بھی ہو سکے  
ہیں۔" فرزانہ نے بے چین ہو کر کہا۔

"ہاں بالکل! لیکن میرے ہاتھ میں ہمدرد اتنیں بھی دیکھے لیں گے  
ہے۔ اور اس سے آپ کا نشانہ طے رہا ہے۔ ارنے یہ کیا ہوا؟" ان شاء اللہ۔

"تو ہم آپ کو اپنے دائرے کے درمیان کیوں نہ لے لیں؟"  
"اس طرح تمام انہوں اور نہانوں پر پڑیں گے اور یہ مجھے پہن  
انہوں اور نہانوں کی بارگی وجہ سے پولیس والے ان سے  
دوسرے گھبرا دالے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ بات چیت کرنے کے ہی بھی یہ احساس نہیں تھا کہ۔

میں اس لئے وہ تھے۔ گرے۔ وہ گھبرا گئے۔

”کیا ہوا ایسا جان؟“  
 ”میرے دوست... میرے بھائی۔“ خان رحمان ترب کر ان پر  
 چکٹ۔

”جشید۔“ پروفیسر داؤڈ چلائے۔

”مکبراؤ نہیں.... مجھ پر بے آواز پستول سے فائز کیا گیا تھا، اگر میں خود کو گراتے دیتا تو گولی مجھے لگ گئی تھی۔ اب بھی وہ میری قیض سے چھو کر گزری ہے۔ یہ دیکھو۔“ انہوں نے کندھے کی طرف اشارہ کیا۔  
 ”اف مالک... کیا یہ لوگ چاہتے ہیں، آپ زندہ سلامت  
 عدالت تک پہنچ ہی نہ سکیں۔“ محمود نے کانپ کر کہا۔

”ایسا ہی لگتا ہے۔“

”مگر ان کا پروگرام یہ ہے کہ انہیں کوئی یہ نہ کر سکے کہ ان  
 کی عدالت میں انصاف نہیں کیا گیا۔“ پروفیسر بولے۔

”مطلوب یہ کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔“  
 ”مجھے تو ایک اور ٹکر کھائے جا پڑی ہے۔“ فرزانہ کی آواز سنائی  
 دی۔

”اور وہ کیا؟“

”یہ لوگ آپ کے دلائل نہیں سنیں گے... کوئی بات نہیں  
 مانیں گے... اور زبردستی موت کی سزا سنادیں گے۔ اس وقت ہم کہ  
 کریں گے... کیا کچھ کر سکیں گے؟“

”اللہ مالک ہے۔ یہ سوچ کر خود کو پریشان نہ کر۔ جب ایسا  
 ہو گا۔۔۔ تب دیکھ لیں گے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں کر سکتے۔“  
 انہوں نے پر سکون آواز میں کہا۔

اس وقت تک ان کے کپڑوں پر کوئی ایسی جگہ نہیں پہنچی تھی  
 جس جگہ اٹھے اور نماز کا داغ نہ لگا ہو۔۔۔ اس حالت میں انہیں ایک  
 پولیس گاڑی تک لایا گیا اور وہ اس میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھی  
 اس جگہ اپنی کار میں بیٹھے اور ان کے پیچھے پیچھے روشن ہوئے۔۔۔ یہاں  
 تک کہ وہ حوالات میں لے جائے گے۔۔۔ یہاں سے انہوں نے اپنے  
 ہوش کا رخ کیا۔۔۔ حوالات کے اندر انہیں جانے کی اجازت نہیں دی  
 گئی تھی۔

انپکڑ جشید نے انہیں وکیل کرنے کی بھی اجازت نہیں دی  
 تھی۔۔۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ اپنی وکالت خود کریں گے۔۔۔ ورنہ اس شر میں  
 ایک سے بڑھ کر ایک وکیل موجود تھے۔۔۔ جن کی فیس ادا کرنا بھی  
 آسان کام نہیں تھا۔۔۔ لیکن بھر حال فیس تو وہ آسانی سے ادا کر سکتے  
 تھے، اگر انپکڑ جشید اس کی اجازت دیتے۔۔۔ اور یہ بات بھی نہیں تھی  
 کہ۔۔۔ وہاں صرف غیر مسلم وکیل ہی مل سکتے تھے۔۔۔ نہیں۔۔۔ مسلمان  
 وکیل بھی موجود تھے۔۔۔ خان رحمان اور پروفیسر داؤڈ اس بات کے حق  
 میں تھے کہ انہیں وکیل کرنا چاہیے۔۔۔ لیکن انپکڑ جشید نے انہیں ایسا  
 کرنے کی قطعاً ”اجازت نہ دی۔۔۔ اور بھروسے دن وہ صحیح سویرے

عدالت میں پہنچ گئے، اس لئے کہ وہ جانتے تھے۔ آج عدالت میں اس قدر رش ہو گا کہ کیا بھی ہوا ہو گا۔ اور واقعی جب وہ وہاں پہنچے تو صرف چند کریساں کمرہ عدالت میں خالی مل سکیں۔۔۔ اگر وہ چند منٹ اور یہت ہو جاتے تو پھر اپنی بھی کھڑے رہتا ہے تما۔۔۔ جلد ہی خالی کریساں بھی پر ہو گئیں۔۔۔ اگرچہ ابھی عدالت کا وقت ہونے میں کافی وقت تھا۔۔۔ اسکے جشید کو بھی ابھی وہاں نہیں لاایا گیا تھا۔۔۔ خدا خدا کر کے عدالت کا وقت ہوا اور اسکے جشید کو بھکڑاں پہنچے ہوئے کمرہ عدالت میں لا کر کھڑے میں کھڑا کر دیا گیا۔۔۔ پھر جن صاحب تشریف لائے تو سب لوگ ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔

جن صاحب کے پیشے پر سب لوگ بینچے گئے۔ انہوں نے ہتھوڑا بجايا، پھر بولے۔

”سرکاری وکیل اور ملزم کے وکیل حاضر ہیں؟“

”میں حاضر ہوں جناب والا۔۔۔ ملزم اپنی وکالت خود کرے گا۔“

”کیا مطلب؟“ جن صاحب نے چوتھا کر کیا۔

”اس کا کہنا ہے کہ یہ اپنی وکالت خود کرے گا۔“

”کیا ملزم وکیل بھی ہے؟“ جن نے جیران ہو کر کہا۔

”ملزم کا کہنا یہی ہے کہ وہ خود ایک وکیل ہے۔“

”تب تو تھیک ہے۔۔۔ یہ کہ کرجن ان کی طرف مرا۔۔۔

”آپ اپنا وکالت نامہ پیش کریں۔“

”خان رحمان۔۔۔ عدالت کو میرا وکالت نامہ دے دیں۔“ - وہ بولے۔

خان رحمان اٹھے اور آگے بڑھ کر وکالت نامہ پنج کے سامنے رکھ دیا۔۔۔ اس نے غور سے اس کو پڑھا اور پھر سرپرلا دیا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ کوئی اعتراض نہیں۔۔۔ کارروائی شروع کی جائے۔۔۔“

پھر کانٹی کارروائی مکمل کی گئی۔ الزام سنایا گیا کہ سس طرح اشارجہ کا وفد جو تو آدمیوں پر مشتمل تھا، پاک لینڈ کیا تھا۔۔۔ وفد کو پاک لینڈ کی حکومت سے چند اتناں اہم مقابلے کرنا تھے۔۔۔ لیکن اور اشارجہ میں بھی حکومت مخالف پارٹی یہ چاہتی تھی کہ ایسا کوئی وفد پاک لینڈ نہ جائے۔۔۔ پاک لینڈ سے کسی بھی حرم کے مذاکرات نہ کرے۔۔۔ اگر حکومت باز نہ آئی تو وہ اس وفد کو اپنا کام کرنے کے قابل نہیں پہنچوڑیں گے۔۔۔ یہ ان کے ارادے تھے۔۔۔ ان حالات میں وفد پاک لینڈ گیا۔

اس کے بعد سرکاری وکیل نے وہاں پیش آئے وائے تمام واقعات پوری تفصیل سے سنائے۔۔۔ پیغمبر ڈوئی کا قلق۔۔۔ مخبر کا اسکے جشید کی تماری سے ملتا۔۔۔ اور اس کے بعد کی تفصیلات بھی سن دیں۔۔۔ پھر وہ خاموش ہو گیا۔

”وکیل صفائی اپنا ابتدائی بیان پیش کریں تاکہ عدالت اپنی

کارروائی شروع کر سکے۔

”میں اگر بیان سن کر یہ کہوں کہ یہ مقدمہ سماعت کے قاتل ہی نہیں ہے تو کیا آپ اس کی سماعت روک دیں گے مر؟“  
”سرکاری وکیل کے بیان سے یہ بات سامنے آچکی ہے..... کہ مقدمہ بہت مضبوط ہے۔“

”تب پھر مجھے ابتدائی بیان دینے کی ضرورت نہیں میں بیانات پر جرج کروں گا۔“

”ٹھیک ہے۔ یہ آپ کی مرضی ہے۔ آپ کس طرح اپنا کیس لیتے ہیں۔ عدالت کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہی آپ کو معلوم ہونا چاہیے۔ اس مقدمے کی کارروائی اُنی دوی کیروں کے ذریعے دنیا کے بڑے بڑے تمام ملکوں میں دیکھی لور سی جا رہی ہے۔ لہذا آپ کو خوب سوچ سمجھ کر اپنا مقدمہ لزتا ہو گا۔۔۔ سننے والوں میں وکیل حضرات بھی ہیں اور جو صحابہ بھی۔“

”تی بان! میں یہ بات جانتا ہوں۔“

”بہت خوب!“ یہ کہ کرج سادب سرکاری وکیل کی طرف مڑے۔

”آپ اپنے گواہ چیش کریں۔“

”جناب والا۔ میں سب سے پہلے ماہرین کو چیش کروں گا۔۔۔ جنہوں نے لاش کا معائنہ کیا۔۔۔ نقشے بنائے۔۔۔ نشانات لیے، مخابر تلاش

کیا، وغیرہ وغیرہ۔“

”ٹھیک ہے۔“ جج نے سرہانا۔

اس نے باری باری گواہوں کو پیش کیا، وہ اپنے بیانات دینے رہے کہ کیسے انہیں جائے واردات پر بنا�ا گیا، وہاں انہوں نے پتھر دوئی کی لاش دیکھی جس کی گردن کنی دئی تھی۔ انپر جمیں جمیں سے ہر مرتبہ پوچھا گیا۔

”کیا آپ گواہ سے سوالات کرنا چاہتے ہیں؟“

”وہ ہر بار انکار میں سرہانا کرتے رہے۔“

”جی نہیں۔۔۔ کوئی ضرورت نہیں۔“

پھر خون کا تجربہ کرنے والا ماہر عدالت کے کھرے میں بنا�ا گیا۔۔۔ سرکاری وکیل نے اس سے سوالات شروع کئے۔

”آپ نے خبر پر پائے جاتے والے خون کا تجربہ کیا؟“

”جی، ہاں بالکل کیا تھا؟“

”کیا وہ خون وہی تھا جو کرہہ واردات کے فرش سے ملا تھا؟“

”جی، ہاں بالکل وہی خون تھا۔۔۔ اسی خبر سے واردات کی گئی تھی۔۔۔“

”ٹھریے۔۔۔ آپ جا سکتے ہیں۔“ سرکاری وکیل نے کہا۔

”ایک منٹ جناب۔۔۔ کیا آپ مجھے اس گواہ پر جرج کرنے کی اجازت دیں دیں کے۔۔۔“

”آپ تو کسی گواہ پر جرح کری نہیں رہے۔“ سرکاری وکیل  
نے منہ بنا لیا۔

”میں جس گواہ پر جرح کرتا چاہوں گا، کروں گا۔“

”آپ کو جرح کی اجازت ہے۔“ جج نے کہا۔

”مشکریہ جتاب والا۔۔۔ میں گواہ سے پوچھتا چاہتا ہوں۔۔۔ کیا فرش  
پر پایا جائے والا خون اور خبر پر پایا جانے والا خون ایک ہی انسان کا  
تھا؟“

”اسی سوال کا تو میں نے ابھی ابھی جواب دیا ہے۔“ گواہ نے  
نداق اڑاتے والے انداز میں کہا۔

”آپ دوبارہ جواب دیں۔“

”بماں! وہ خون ایک ہی تھا۔“

”مشکریہ! کیا وہ خون مشرپیئر ڈولی کا ہی تھا۔“

”تو اور کس کا ہوتا۔۔۔ کیا لاش وہاں کالے کوئے کی موجود تھی  
کہ خون پیٹر ڈولی کا نہ ہوتا۔۔۔ جب لاش پیٹر ڈولی کی تھی تو خون بھی  
اسی کا تھا۔“

”آپ یہ کیسے کہ سکتے ہیں کہ وہ خون مشرپیئر ڈولی کا تھا۔“

”آپ بحیرہ انسان ہیں۔۔۔ کمرے میں لاش موجود تھی۔۔۔ اس کا  
گلا کشنا ہوا تھا۔۔۔ آپ کے کمرے سے خون آکو خبر طالب۔۔۔ اس خون کا  
میں نے تجربہ کیا۔۔۔ پھر فرش پر پائے جانے والے خون کا تجربہ کیا۔۔۔

دو توں خون بالکل ایک انسان کے ثابت ہوئے، لہذا ثابت ہوا، خون پیٹر  
ڈولی کا تھا۔۔۔

”ہرگز یہ بات ثابت نہیں ہوئی۔۔۔ انپکٹر جیشید سکرائے۔  
کیا مطلب۔۔۔ آپ کیا کہا چاہتے ہیں۔۔۔ جج نے جیران ہو کر  
پوچھا۔

”میں ان سے پوچھتا ہوں۔۔۔ وہ خون کون سے گروپ کا تھا۔۔۔  
لبی پانٹ ٹو؟“ گواہ نے کہا۔

”اور مشرپیئر ڈولی کے خون کا گروپ کیا ہے؟“

”اس سوال کا مجھ سے تعلق نہیں۔۔۔ وہ سرے یہ کہ ظاہر  
ہے۔۔۔ لبی پانٹ ٹو ایک گروپ تھا ان کا۔۔۔“

”لیکن ہمارے ہاں ان کے جو کافذات جمع کروائے گئے۔۔۔ ان  
کافذات میں مشرپیئر ڈولی کے خون کا گروپ اور نیکلتو درج ہے۔۔۔“

”کیا مطلب۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔“

”پروفیسر صاحب۔۔۔ کافذات عدالت کے سامنے رکھے جائیں۔۔۔  
انپکٹر جیشید مشینی انداز میں یوں لے۔۔۔“

”بہت بہتر۔۔۔ پروفیسر داؤد اٹھئے۔۔۔ اور انہوں نے کافذات جج  
کے سامنے رکھ دیے۔۔۔“

”جج نے دو تین منٹ تک ان کافذات کا مطالعہ کیا۔۔۔ اب وہ  
دیکھ سرکار کی طرف مڑے۔۔۔“

## مکراہٹ

چند لمحے کے مامِ میں گز رگئے.... پھر جو لے پوچھا۔

”آپ کیا کہتا چاہتے ہیں؟“

”جس وقت یہ کافنڈات تیار کے گئے... خون کا گروپ لکھا گیا۔ اس وقت کے متعلق آدمی کو پیش کیا جائے۔ مگر ہم جان سکیں... قلطی کا امکان ہے یا نہیں۔“

”اس طرح وقت خالی ہو گیا۔“ سرکاری وکیل نے منہ بنا لایا۔

”یہ قتل کا مقدمہ ہے جس میں مجھے پھانسی کی سزا سنائی جائی گئی۔ اور آپ کو وقت خالی ہونے کی پڑی ہے.... میرا مطابہ ہے۔ متعلق آدمی کو پیش کیا جائے۔“

”جس صاحب آپ کیا کہتے ہیں۔“

”ٹھیک ہے.... اسے پیش کیا جائے۔ عدالت کی کارروائی دو گھنے کے لئے ملتوی کی جاتی ہے.... ٹھیک دو گھنے بعد متعلق آدمی عدالت میں موجود ہو۔“

”اوپکے سر۔“

”یہ کیا ہے صدر سرکاری وکیل؟“

”صدر پریورڈوئی کے کافنڈات کی تیاری میں قلطی ہوئی تھی سر۔ اس بات کی وضاحت متعدد قتل کے کافنڈات میں وضاحت سے موجود ہے۔“

”وہ وضاحت پیش کریں۔“

اب سرکاری وکیل نے اپنے کافنڈات ان کے سامنے رکھے۔

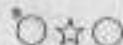
”جس نے ان کا مطالعہ بھی دو تین منٹ تک کیا۔۔۔ پھر بولے۔

”وب قہ بات صاف ہو گئی۔۔۔ کافنڈات کی تیاری میں واقعی قلطی ہوئی تھی۔۔۔ صدر انپکٹر جیشید کیا آپ گواہ سے کوئی اور سوا کرنا چاہتے ہیں؟“

”بھی میرا یہ سوا ختم نہیں ہوا۔۔۔ کافنڈات کی تیاری میں قلطی نہیں ہوئی تھی۔“

”کیا مطلب۔۔۔ یہ آپ کیسے کہ سکتے ہیں؟“

اور عدالت میں یک دم مشنی پھیل گئی۔



دو سخنے بعد عدالت پھر گئی.... متعلقہ آدمی عدالت میں موجود تھا۔

”مسٹر پیٹر ڈوئی کے کانفرنس آپ نے تیار کے تھے؟“ اسکر جشید نے پوچھا۔

”ہاں جناب“۔ وہ بولا۔

”ان کے خون کا اور نیکیوں گروپ آپ نے درج کیا تھا؟“

”تھی ہاں۔“

”آپ نے یہ گروپ کیسے درج کیا تھا؟“

”ڈاکٹری سرنی نیکیوں سے۔“

”اب آپ کیا کہتے ہیں؟“ اسکر جشید نے سرکاری وکیل کی طرف دیکھا۔

”تب یہ قاطی ڈاکٹر سے ہوئی تھی۔“

”انہیں بھی بلایا جائے۔“

”اوہ..... اس طرح عدالت کا وقت ضائع ہو گا۔“

”میں آپ کو پھر یاد دلاوں گا کہ یہ قتل کا مقدمہ ہے اور اس میں مجھے چھانسی کی سزا ہو سکتی ہے..... ذرا متعلقہ ڈاکٹر کو بلانا ہو گا۔“

”آپ کیا کہتے ہیں جج صاحب؟“

”ٹھیک ہے..... ڈاکٹر کو بھی بلایا جائے۔“ جج نے مجھے تھکے انداز میں کہا۔

”لیکن ڈاکٹر کے آئے تک عدالت کا وقت فتح ہو جائے گا۔“

”تب عدالت اب کل گئے گی۔“

”ایک اجازت میں بھی چاہتا ہوں جناب والا۔“ اسکر جشید بول گئے۔

”ہاں کہتے۔“

”حوالات میں میرے ساتھیوں کو مجھ سے ملاقات کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ اپنا وکیل میں خود ہوں۔ اگر مجھے کسی چیز کی عدالت میں شورت ہو گی تو ظاہر ہے میں اپنے ساتھیوں سے منکوا سکوں گا۔“

”ٹھیک ہے..... متعلقہ آفسر انہیں ملاقات کرنے دیں۔“

”ٹھکریہ سر۔“

اور عدالت برخاست ہو گئی، انہیں حوالات میں لایا گیا۔ ہاں ان کے سب ساتھی آگئے۔

”اسکر کامران مرزا کی کوئی خبر؟“

”نہیں..... وہ نظر نہیں آئے۔ نہ ان کی طرف سے کوئی پیغام نہیں۔ نہ ہم ان سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہو سکے۔“

”ہمہوں اچھا۔ خیر۔“

”آپ کا کیا خیال ہے..... کیا آپ یہ مقدمہ جیت جائیں گے..... اور عدالت آپ کو سزا نہیں ناکرے گی جب کہ یہ لوگ آپ کو سزا نانے پر تھے ہوئے ہیں۔“

نامس توجہ دی۔

دوسرے دن پھر عدالت میں اتنا ہی ہجوم تھا۔ گواہیں دھرنے کی جگہ نہیں تھیں۔ ذاکر عدالت میں موجود تھا۔ اس سے سوالات شروع ہوئے۔ پہلے سرکاری دیکھنے سوالات کئے۔

"پیغمبرِ ذوقی کے کانفڑات آپ نے تیار کئے تھے۔"

"جی بابا" اس نے کہا۔

"ان کے خون کا گروپ سٹی ٹیکسٹ میں درج کرنے میں آپ سے کوئی خلطی تو نہیں ہوئی تھی۔"

"جی نہیں۔ آج تک ایسا نہیں ہو سکا۔ وہاں خلطی کا کوئی نکان نہیں۔"

"کیوں امکان نہیں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ کسی دوسرے کے خون کا گروپ آپ نے ان کے سٹی ٹیکسٹ میں لکھ دیا ہو۔"

"جی نہیں۔ ایسا ممکن نہیں۔"

"آپ خوب سوچ کر جواب دیں۔ میرا خیال ہے۔"

"جتاب والا۔ سرکاری دیکھنے اپنا خیال گواہ کے ذہن میں نہانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" اسپکتر جمیش نے اعتراض کیا۔

"آپ اپنا خیال نہ بتائیں۔ برآ راست سوالات کریں۔" جواب پولے۔

"چھی بات ہے۔ آپ خوب سوچ کر جواب دیں، کیا اس

"ان شاء اللہ نہیں بتائے گی۔"

"آخر یہ کیسے ہو گیا۔۔۔ پیغمبرِ ذوقی کے خون کا گروپ اوپر نہیں تھا۔۔۔ فرش اور تخت پر جو خون ما۔۔۔ اس کا گروپ بی پارٹی۔۔۔ یہ کیسے ہے؟" "جیا۔۔۔"

"اسی کو تو دیکھنا ہے۔" وہ مکراے۔

"خب۔ آپ نہیں بتاتا چاہتے۔۔۔ نہ بتائیں۔"

"ان کے ہاں ایسی خلطی کا امکان ہرگز نہیں ہے۔۔۔ پہلے تو ہمیں یہ بات ثابت کرنا ہے۔"

"انگل کامران مرزا اور شوکی برادر ز پر حجت ہے۔"

"کوئی وجہ تو ضرور ہوگی۔" وہ مکراے۔

"اڑے۔۔۔ وہی۔" فرزاد نے چونکر کر کتا چاہا۔

"بس بس۔۔۔ اس اڑے اور کو اپنے پاس رکھیں۔ دیواروں کے کان ہوتے ہیں۔"

"ہاں جمیش۔۔۔ عدالت میں اس چیز کی ضرورت ہو گی جسمیں۔۔۔ ہم جا کر لے آتے ہیں۔"

انہوں نے کانٹہ پر کچھ لکھ کر انہیں دیا۔۔۔ انہوں نے کانٹہ جیب میں رکھ لیا۔۔۔ کافی دیر وہ اوہر اورہ کی اور کچھ ضروری یا توں میں مصروف رہے۔ پھر ماقات کا وقت ختم ہوتے پر انہوں کھڑے ہوئے اور پایار چلے گئے۔۔۔ انہوں نے اسپکٹر جمیش کے بیٹائے ہوئے کام کی طرف بھی

معاملے میں غلطی کا ایک فیصلہ بھی امکان نہیں۔"

"جی نہیں۔" اس نے کہا۔

"ایسا دو سو میں سے ایک کا بھی امکان نہیں۔" سرکاری وکیل گروپ درج کیا تھا۔" نے جھلا کر کہا۔

"نہیں.... بالکل نہیں۔"

"اڑے تو کیا! ایک ہزار میں ایک کا بھی امکان نہیں۔" وکیل سے ایک غلطی کا امکان ہے۔" جل کر کہا۔

"عدالت میں تقدیر لگائی۔" سرکاری وکیل کا رنگ اڑ گیا۔ "اوہ ہاں.... شاید اتنا امکان تو ہو سکتا ہے۔" گواہ نے چونکہ کہا۔

"مگر یہ ڈاکٹر صاحب.... مجھے آپ سے اور کچھ نہیں پوچھنا۔" "میں ہاں! چند ایک سوالات۔" اسپلئر جمشید بولے۔

"آپ نے سنا جتاب والا۔ امکان ہے۔" "آپ گواہ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟" "ابہازت ہے۔"

"ڈاکٹر صاحب.... جب آپ نے مسٹر پیٹر ڈولی کے کافیات خون کا گروپ لکھا۔" اس وقت آپ کے پاس اور کتنے ایسے کافیات موجود تھے۔ جن پر دوسروں کا گروپ لکھتا تھا۔

"میں.... مجھے یاد نہیں۔" ڈاکٹر بولا۔

"یہ قتل کا مقدمہ ہے۔ ایک انسان کی زندگی اور موت کا مطلب ہے۔ آپ مریانی فرمائی کریا دکر کے بتائیں۔"

ڈاکٹر نے چند لمحے کے لئے سوچا۔ پھر اس نے کہا۔

"اس روز شاید میں نے صرف اسی سفلی نیکیت پر خون کا

"تب تو پھر اس میں غلطی کا کوئی امکان کیسے ہو گیا۔" نے جھلا کر کہا۔

"وہ تو میں نے عام کیسوں کے بارے میں کہا ہے کہ ہزار میں

"اڑے تو کیا! ایک ہزار میں ایک کا بھی امکان نہیں۔" وکیل سے ایک غلطی کا امکان ہے۔" جل کر کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر صاحب.... مجھے آپ سے اور کچھ نہیں پوچھنا۔"

"لیکن میں ایک دو سوال کروں گا۔" ڈاکٹر صاحب.... آپ نے کہا تھا کہ ہزار میں سے ایک غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔ تو کیا اس

ات آپ کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ آپ سے مسٹر پیٹر ڈولی کے سلطے میں یہ بات پوچھی جا رہی ہے۔"

"یہ بات زہن میں تھی۔"

"تب پھر آپ نے اب یہ کیسے کہہ دیا کہ یہ بات آپ نے عام کیسوں کے سلطے میں کی ہے۔"

"اس نے کہ یہ بات مجھے بعد میں یاد آئی۔" اس روز میں نے صرف پیٹر ڈولی کا سفلی نیکیت تیار کیا تھا۔"

"اچھا شکریہ۔ آپ جا سکتے ہیں۔" سرکاری وکیل نے مت ہالا۔ پھر بچ کی طرف مڑا۔

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"کیا قاتل اس قابل تھا کہ قتل کے بعد اپنے کمرے تک آمد  
مث میں پہنچ جائے جب کہ وہ قابلہ تین منٹ کا ہے.... اور دوڑ کر دو  
آیا نہیں تھا.... اس لئے کہ کسی نے دوڑنے کی آواز نہیں سنی۔"  
"ہاں جناب.... قاتل اس قدر جلد اپنے کمرے میں نہیں پہنچ  
سکتا تھا۔"

"تب پھر میں کیسے پہنچ سیا؟" انپکٹر جیشید نے اچانک کہا۔  
"یہ کوئی بات نہیں۔" سرکاری وکیل سکرایا۔ "کیا

مطلب.... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"  
"ایسا تو ہوا بھی نہیں کہ قاتل نے قتل کیا۔ مقتول کی جیج  
گوئی.... جو سب نے سنی اور پھر قاتل اپنے کمرے میں آگیا۔ ایسا تو  
ہوا نہیں ہے۔"

"تب پھر کیا ہوا ہے؟" انپکٹر جیشید نے مت ہنایا۔  
"آپ نے مقتول کے مذہ پر مشبوقی سے ہاتھ جنمادیا تھا.... سر  
کے بال نہیں پکڑے تھے.... اس کے مذہ پر ہاتھ جنمادیا تھا.... سر  
سر سلاخوں سے لگا دیا.... اور خبر پلا دیا.... اس حالت میں مقتول کی جیج  
تو گوئی ہی نہیں تھی۔"

"تب پھر تم نے جیج کیسے سنی تھی؟" انپکٹر جیشید بولے۔  
"آپ پسلے برآئے میں پہنچے.... پھر نے سے جیج کی آواز نکالی

"اب میں مسٹر جوزف شریام کو بلا نے کی اجازت چاہتا ہوں۔  
جو وفاد کے نائب سربراہ تھے۔"

"اجازت ہے۔"

جوزف شریام کشرے میں آگیا۔ اس سے سرکاری وکیل قتل  
کی واردات کے ہارے میں سوالات کرتا رہا کہ کیسے ان لوگوں نے جیج  
کی آواز سنی۔ پھر وہ باہر نکلے اور بند کمرے میں پیڑ دوئی کی لاش پالی  
گئی۔ قاتل نے یہ کام کھڑکی کے ذریعے کیا تھا۔ پسلے اسے کھڑکی کے  
پاس بیایا۔ پھر سرکے پالوں سے پکڑ کر خبر اس کی گردان پر پھیر دیا۔  
اور پھر خون آکروں خبر انپکٹر جیشید کی الماری سے طا وغیرہ۔

"اب آپ سوالات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔"

"مکریہ جناب.... مسٹر جوزف شریام.... جب آپ نے جیج کی  
آواز سنی تو آپ جیج سنتے کے کتنی دیر بعد کمرے سے نکل آئے تھے۔"

"صرف آمدے مث بعد۔"

"کیا یاپی لوگ بھی کروں سے نکل آئے تھے؟"

"ہاں پاکل۔"

"اوہ ہم لوگ بھی وہیں آپ کو نظر آئے تھے؟"

"ہاں پاکل۔"

"یہ بات بھی ملے ہے کہ یہ قتل کھڑکی کے ذریعے کیا گیا، قاتل  
کمرے میں نہیں گیا.... کیونکہ دروازہ اندر سے بند ملا تھا۔"

اور اپنے کمرے میں گھس گئے..... اس صورت میں آپ کے لئے سب  
کے سامنے کمرے سے نکل آتا کیا مشکل تھا..... بلکہ میں بھول گیا۔  
کمرے میں داخل ہو کر پسلے آپ نے تختہ الماری میں رکھا اور پھر باہر  
لکھا..... بس جناب والا میرا کیس تحمل ہو گیا۔

”آپ کچھ اور کہنا چاہتے ہیں اسکے ساحب“۔ تجھے طرف  
انداز میں کہا۔

ان کا دل نور سے وہرا کا۔ اس طرف سکراہٹ کا صاف  
مطلوب یہ تھا کہ اب وہ انہیں چھائی کی سڑانا کر رہیں گے۔ چنانچہ

”میں چند ایک سوالات ان ساحب سے کہنا چاہتا ہوں۔  
جنہوں نے یہ وہ بنا�ا تھا۔“

”ہمیں مطلب یہ کیا ہے؟“ سرکاری وکیل نے چلا کر  
کہا۔

”کیا میں نے کوئی غلط پات کہا دی۔۔۔ میرے پاس تو یہاں کوئی  
اختیار نہیں، میں کسی کو سمن جاری نہیں کر سکا، آپ نے عدالت میں  
جو گواہ پیش کئے۔۔۔ بس میں نے اپنی پر جرج کی۔۔۔ اپنے تو کوئی گواہ  
نہیں سکا۔۔۔ کیا آپ کسی ایک آدمی کو بھی مجھے ملانے کی اجازہ  
نہیں دے سکتے۔۔۔ میں یہ سوال آپ سے“ تجھ ساحب اور پوری دنیا سے  
کہ رہا ہوں“۔

عدالت میں ناتا چھا گیا۔ اسکے بعد جسید کا لجد مجبو تھا۔۔۔  
اچانک تجھ کے منہ سے نکلا۔

”میرا خیال ہے، یہ ان کا حق ہے۔۔۔“  
”اوکے۔۔۔ ہم مسٹر خاسر کو بلا لیتے ہیں۔۔۔ لیکن اس طرح پھر  
وقت شائع ہو گا۔۔۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔ عدالت دو گھنٹے کے لئے برخاست“۔

دو گھنٹے بعد عدالت گئی تو مسٹر خاسر وہاں موجود تھا۔

”لیجھے جناب۔۔۔ آپ کی خواہش پر ہم نے مسٹر خاسر کو زحمت  
دی ہے۔۔۔ انہوں نے ہی وہ وہ تخلیل دیا تھا۔۔۔ یہ جگہ خارج کے  
ایک فٹے دار آفیسر ہیں۔۔۔“

”اور ہو بیان یہ دیں گے۔۔۔ عدالت اسے پوری طرح تسلیم  
کرے گی۔۔۔ اسکے بعد جسید نے سکراہٹ کلدا لگایا۔

”ہاں بالکل۔۔۔ ہم ان کے بیان کو بالکل تسلیم کریں گے۔۔۔ تجھ  
صاحب نے فوراً کہا۔۔۔“

شاید ان سب کو یہ یقین سو فائدہ تھا کہ اسکے بعد جسید کسی طرح  
بھی اپنی بے گناہی ثابت نہیں کر سکیں گے۔۔۔ چاہے وہ کچھ بھی کر  
لیں۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ وہ فراخ والان سلوک کر رہے تھے۔۔۔ یوں بھی  
اس مقدمے کو دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں دیکھا جا رہا تھا۔۔۔ اور  
انشارچہ کی حکومت اور عدالت کو اس بات کا اساس تھا کہ کمزور

مقدمے کی بنیاد پر اگر چنانچی کی سزا سنائی گئی تو دنیا انشارجہ پر نہیں گی.....  
چنانچی تو وہ خیر دے دیں گے، لیکن یہ واقعہ دنیا بھر میں ایک مدت تک  
ہنسی کا سبب بنا رہے گا۔

”مسٹر خاسر آپ نے وہ وفد بنایا تھا؟“

”ہاں! میں نے ہی۔“ اس نے منہ بنایا، شاید اسے عدالت میں  
آنا ناگوار گزرا تھا۔

”اور اس کی ہدایات آپ کو کس نے دی تھیں؟“

”کیا اس سوال کا کوئی تعلق اس مقدمے سے ہے؟“ سرکاری  
وکیل نے جھاکر کہا۔

”ہاں ہے.... مجھے خود کو بے گناہ ثابت کرنے کا پورا حق ہے.....  
اور آپ میرے حق میں دخل اندازی کر رہے ہیں۔“

”میں نے صرف یہ پوچھا تھا کہ کیا اس سوال کا اس مقدمے سے  
کوئی تعلق ہے؟“

”میرا کہنا بھی ہے کہ تعلق ہے۔“

”اچھی بات ہے..... گواہ جواب دے۔“ حق نے کہا۔

”وزیر خارجہ کی طرف سے ہدایات ملی تھیں کہ ایک وفد پاک  
لینڈ بھیجا جائے گا.... اس میں کم از کم نو ارکان ہوں گے.... نو میں سے  
ایک ان کا سربراہ ہو گا، ایک نائب سربراہ ہو گا۔ یہ وفد ہاں امن اور  
دوستی کے مشن پر جائے گا۔ دونوں عکونوں کے درمیان دوستی کے زیادہ  
بجلیا۔

سے زیادہ امکانات کا جائزہ لے گا۔ چنانچہ میں نے وفد کے ارکان کا  
امتحاب شروع کر دیا۔“

”کیا آپ کو وزیر خارجہ صاحب نے خود نام بتائے تھے کہ فلاں  
فلان شخص کو وفد میں شامل کیا جائے؟“ انہوں نے پوچھا۔

”نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔“

”کویا ارکان آپ کو اپنی مرضی سے چھاتتے۔“

”ہاں! کیا بات ہے۔“

”اور آپ نے اس وفد کے لئے جن ارکان کو چنا، آپ کے  
خیال میں وہ انشارجہ کے بہترن لوگ ہیں۔ انشارجہ کے سچے ہمدرد ہیں  
اور پوری طرح نیک نام ہیں.... ان کے کردار پر کوئی الزام نہیں ہے....  
کیا یہ ایسا ہی ہے؟“

”ہاں! یہ ایسا ہی ہے.... جب کوئی وفد بنایا جاتا ہے.... تو ان  
 تمام باتوں اور پہلوؤں کا خیال رکھا جاتا ہے۔“

”او کے.... پھر آپ نے وفد بنایا.... اس کا سربراہ پیغمبر ڈولی کو  
مقصر کیا۔“

”ہاں ہاں ہاں.... آخر آپ بار بار یہ سوالات کیوں کر رہے  
ہیں.... کیا کلموں اتنا چاہتے ہیں مجھ سے؟“ مسٹر خاسر نے حق کر کہا۔

”آپ عدالت کے ادب کا خیال رکھیں۔“ حق نے بتھوڑا  
بجلیا۔

"اوه! میں معاف چاہتا ہوں سر۔"

"ہوں نمیک ہے.... آپ سوال کا جواب دیں۔"

"ہاں! میں نے پیٹر ڈولی کو سرراہ بنایا۔ تو پھر اس سے کیا ہو گیا۔"

"آپ غیر ضروری جملے تھے بولیں۔ آپ سے جتنی بات پوچھی جائے، بس اتنی کا جواب دیں۔" انسپکٹر جمیں نے تاخوش گوار انداز میں کہا۔

"انسپکٹر جمیں نمیک کہ ربے ہیں۔" - نج بولے

"بہت بہتر جناب والا۔"

"تو پھر بتائیں.... آپ نے پیٹر ڈولی کو کن خوبیوں کی وجہ سے وفاد کا سرراہ بنایا۔"

"آخر اس سوال کا مقدمے سے کیا تعلق ہے؟" سرکاری وکیل نے جھینکا کر کہا۔

"تعلق ہے.... تعلق نہ ہابت کر سکا تو سزا نہ دیجئے گا۔" انسپکٹر جمیں نے بھی جل بھجن کر کہا۔

"اوے کے.... بتائیے مسٹر خاسر۔" سرکاری وکیل نے تمثلا کر کہا۔

"لکھ... کیا بتاؤں؟"

"آپ نے پیٹر ڈولی کو کن خوبیوں کی وجہ سے سرراہ بنایا۔"

"ان کی تعلیم کو دیکھ کر... ان کی خدمات کو دیکھ کر... ان کی

قابلیت کو دیکھ کر۔"

"اوس کا مطلب ہے.... آپ ان سے اچھی طرح واقف تھے۔"

"ہاں بالکل۔" اس نے فوراً کہا۔

"کیا وہ بھی ملکہ خارجہ میں طازم تھے؟"

"ہاں بالکل.... ایسے وفد میں عام طور پر ملکہ خارجہ کے ہی آدمی لئے جاتے ہیں۔"

"بہت خوب۔ یہ بہت اچھی بات کی آپ نے.... آپ نے مسٹر ڈولی کو اس لئے چنا کہ وہ بہت اعلیٰ تعلیم یافت تھے۔ ملک کے لئے ان کی خدمات بہت تحسیں، ان میں قابلیت بہت تھی۔ بھی نا۔"

"ہاں ہاں.... یہی.... آپ آخر اور کیا کھلوانا چاہتے ہیں مجھ سے؟"

"آپ پریشان نہ ہوں۔ میں تو بہت سیدھے سادے سوالات کر رہا ہوں۔ یہ بتائیں.... مسٹر ڈولی کماں پیدا ہوئے؟"

"یہ.... یہ کیا سوال ہے۔ اس سے مقدمے کا کیا تعلق ہے بھلا؟" سرکاری وکیل پھر چلا اٹھا۔

"میں کہہ چکا ہوں وکیل صاحب، تعلق ثابت کر دوں گا۔" انسپکٹر جمیں مسکراتے۔

"اچھی بات ہے.... گواہ۔ اب ہے۔"

"مسٹر ڈولی... رائے کوٹ۔ ایک بیانات میں پیدا ہوئے

"انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم بھی وہیں حاصل کی۔"

"ہاں جناب! وہیں۔"

"پھر اس کے بعد انہوں نے کمال تعلیم حاصل کی؟"

"رانے کوٹ میں۔"

"اس کے بعد؟"

"اس کے بعد دارالحکومت میں.... پھر یہیں وہ ملکہ خارجہ میں  
ملازم ہو گئے۔"

"شکریہ جناب.... نج صاحب میں اپنے نائب سے ایک مشورہ  
کرنے کی اجازت چاہتا ہوں.... کیا اُنہیں اپنے پاس کثیرے میں بلا کتا  
ہوں۔"

"ہاں ضرور!"

"پروفیسر صاحب! آپ ذرا میرے پاس آ جائیں۔"

پروفیسر داؤڈ کثیرے میں آگئے۔ انہوں نے ان کے کان میں  
کچھ کہا۔ جواب میں انہوں نے بھی کان میں کچھ کہا۔

اپنے شریعت کے چہرے پر ایک پراسرار مسکراہٹ ناچنے لگی۔



## گروپ

چند لمحے کے انتظار کے بعد نج نے نافوش گوار انداز میں کہا۔

"مشریعہ..... عدالت آپ کو اتنا وقت نہیں دے سکتی۔"

"تی بس! میں فارغ ہو گیا اور مشرخا سر سے چند ایک یاتیں کر  
کے اپنا کیس مکمل کرنے کا اعلان کروں گا۔"

"چھے نیمیک ہے.... کریں پھر سوال۔" - نج نے کہا۔

"مشرخا سر..... آپ کا کہا ہے کہ آپ وند کے لیے خوب چھان  
بین کر کے..... بڑی احتیاط سے ایسے لوگ منتخب کرتے ہیں۔ جن میں  
قابلیت ہو، ہو ملک کے بچے ہمدرد ہوں اور بہت تعلیم یافت ہوں۔ اسی  
بیان پر آپ نے یہ وند بھی بنایا تھا اور اگر آپ نے پیش رکھی کو سر براد  
بنایا تو ان میں باقی لوگوں سے زیادہ خوبیاں رہی ہوں گی۔ کیا یہ بات  
درست ہے؟" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"آخر میں کتنی بار کہوں کہ ہاں یہی بات ہے۔" خا سر نے جل  
کر کہا۔

"گیا یہ بات جی ان کن نہیں کہ آپ نے ایک گولے آدمی کو

سرداہ بنایا۔ ایکٹر جشید نے ذریعی انداز میں کہا۔

”نہیں۔ یہ بات حیران کن نہیں، اس لئے کہ مسٹر ڈوئی گولے ہونے کے پابند اور سب سے زیادہ لاکن تھے، وہ اشاروں میں باقی کر سکتے تھے، لکھ کر کر سکتے تھے۔ یہ ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔“

”مسٹر پیٹر ڈوئی گولے کیسے ہوئے؟“

”کیا اس سوال کا بھی مقدمے سے کوئی تعلق ہے؟“ سرکاری وکیل نے ٹھلا کر کہا۔

”ہاں! ہے۔ آپ جواب دیں۔“

”ایک حلٹے میں گولے ہوئے تھے۔“

”اس کا مطلب ہے۔ وہ من تو سکتے تھے، بول نہیں سکتے تھے؟“

”میں بات ہے۔“ سرکاری وکیل نے فوراً کہا۔

”سب پھر قتل ہونے وقت ان کی چیز تو بلند ہو نہیں سکتی تھی۔“

ایکٹر جشید بولے۔

”باتا پکا ہوں۔ وہ چیز قاتل کی تھی۔ مصنوعی چیز۔ یعنی آپ کی۔“

”میں بھی آپ مجھے قاتل ہدایت نہیں کر سکتے۔ لہذا میں احتجاج کرتا ہوں۔“

”یہ بھیک ہے۔ آپ انہیں قاتل کر کر خاطب نہیں کر سکتے۔“ چیز نے سرداہ بیا۔

”بہت بہتر جتاب والا۔ میں انہیں طریقہ کر کر پکاروں گا۔“

”میں عدالت سے ایک آخری درخواست کرتا ہوں۔ اور وہ یہ مسٹر پیٹر ڈوئی کی زندگی کی فائل عدالت میں پیش کی جائے۔“

”کیا مطلب۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ آخر اس کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ اس بات کا مقدمے سے کیا تعلق ہے۔“ سرکاری وکیل نے تیز ایزاں بلندی جلدی کہا۔

”عدالت کا بھی بھی خیال ہے۔۔۔ ایکٹر جشید بے کار کی پاؤں پر کھکھ لے۔۔۔ جن کا مقدمے سے کوئی تعلق نہیں۔“ چیز نے کہا۔

”میں تعلق ثابت کروں گا۔۔۔ نہ کر سکتا تو سزا کا حق دار ہوں۔۔۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔ لیکن فائل میا کرنے میں ایک بار پھر وقت رکھو گا۔۔۔“

”اور میں پھر عرض کروں گا۔۔۔ یہ قتل کا مقدمہ ہے۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔ اب عدالت کل لگے گی۔۔۔ کل عدالت میں مسٹر پیٹر ڈوئی کی فائل پیش کی جائے گی۔“

”یہ کہہ کر چیز انہیں کھڑے ہوئے۔۔۔ ان کے تمام ساتھی ان کے ملا آگئے۔۔۔ اور ان سے اشاروں میں باقی کرنے لگے۔۔۔ ان کے کامے کوئی اور سمجھا ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔ اس طرح انہیں ایک بار پھر اس میں پہنچا دیا گیا۔۔۔“

"کیا مطلب... یہ بات اس فائل میں کیوں آنے گئی؟"

"جب پھر آپ بتا دیں... وہ گوئے کب ہوئے تھے؟"

"آج سے تین سال پہلے۔"

"لیا آپ نے یہ الفاظ سوچ سمجھ کر کے ہیں۔"

"ہاں.... نہیں۔" اس کے مذہ سے نکل گیا۔

"ہم کیا سمجھیں۔ آپ نے ہاں کہا ہے یا نہیں۔"

"ہاں کہا ہے۔" سرکاری وکیل نے براسانت بیٹایا۔

"مطلوب یہ کہ آپ نے الفاظ سوچ سمجھ کر کے ہیں۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"شکریہ... پیغمبرِ ذوقی تین سال پہلے گوئے ہوئے تھے... اور ایسا

لی خارج کی وجہ سے ہوا تھا... اس کے پابندوں آپ نے اپنی دفعہ کا

"خیریہ... پہلے تو فائل پر بات ہو جائے۔"

"آپ اس فائل پر ایک نظر ڈالنے کی مجھے اجازت دے سکتے ہیں۔" کیا یہ بات عجیب نہیں؟"

"نہیں.... ان حالات میں بھی ان کی قابلیت کا لوہا ماننا پڑتا تھا

"لیا۔"

"چھی بات ہے... ان کے گھرواؤں کو تو ان کے گوئے ہو

فائل انہیں دے دی گئی.... وہ جلدی جلدی اس کی درج گردانے کا پہاڑلہ گیا تھا۔"

"بھلا اس قدر بڑے خادم کا انہیں پانہ چلنا۔"

"لیکن جتاب! اس قدر بڑے خادم کا انہیں واقعی پہ نہیں

بھی درج نہیں ہے کہ کسی خادم کی وجہ سے مشرذوئی گوئے ہوں۔"

ان کا کہنا ہے.... وہ ہرگز گوئے نہیں ہوئے تھے... بالکل نہیں

دوسرے دن عدالت میں اور زیادہ رش تھا۔ اب اس مقدمے میں دلچسپی اور بڑھنے گئی تھی.... ہر کوئی یہ جاننے کے لئے بڑی طرح بتاب تھا کہ آخر اسکریپٹ جمشید پیغمبرِ ذوقی کی فائل سے کیا بات ثابت کر چاہتے ہیں۔

جج کے عدالت میں آنے کے فوراً بعد کارروائی شروع ہو گئی۔ فائل حاضر ہے جتاب اور یہ اسکریپٹ جمشید کا آخری مطالب تھا۔ جو ہم نے پورا کر دیا۔ امید ہے، اب وہ کوئی اور مطالبات نہیں گے۔ سرکاری وکیل نے طرفیہ انداز میں کہا۔

"اگر اس فائل نے کوئی ایسی صورت حال پیدا نہ کی تو... ورنہ میں ضرور مطالبہ کروں گا۔" وہ بولے۔

"خیریہ... پہلے تو فائل پر بات ہو جائے۔" "آپ اس فائل پر ایک نظر ڈالنے کی مجھے اجازت دے سکتے ہیں۔" اسکریپٹ جمشید بولے۔

"ہاں ضرور... کیوں نہیں؟" فائل انہیں دے دی گئی.... وہ جلدی جلدی اس کی درج گردانے کا پہاڑلہ گیا تھا۔"

"جتاب والا... آپ بھی اس فائل کو دیکھ لیں۔" اس میں سچ بھی درج نہیں ہے کہ کسی خادم کی وجہ سے مشرذوئی گوئے ہوں۔" ان کا کہنا ہے.... وہ ہرگز گوئے نہیں ہوئے تھے... بالکل نہیں تھے۔"

تھے۔۔۔ سنتے تھے، بولتے تھے۔۔۔

"نہیں نہیں"۔۔۔ سرکاری وکیل نے جو کر کما۔

"کیا بات ہے۔۔۔ آپ کو کیا ہوا؟"

"یہ۔۔۔ یہ بیان وہ کس طرح دے سکتے ہیں؟"

"کیوں کیا بات ہے۔۔۔ کیا آپ نے اُسیں کوئی اور بیان دے

تھا۔۔۔ انپکٹر جشید فوراً بولے۔

"یہ بات نہیں ہے"۔۔۔ اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر جو بات ہے۔۔۔ وہ بتا دیں"۔

"وہ گونگے ہو گئے تھے"۔

"تب پھر میں مطالبہ کرتا ہوں۔۔۔ ان کے گھر کے کسی فرا

عدالت میں طلب کیا جائے"۔

"اور اگر اس فرد نے آکر بھی بتایا کہ وہ گونگے ہو گئے تو

سرکاری وکیل نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"آپ پہلے بلا کمیں تو"۔

"میں عدالت سے مدد طلب کرتا ہوں۔۔۔ اور معافی بھی

ہوں۔۔۔ انپکٹر جشید مطالبات پر مطالبات کے پلے جا رہے ہیں"۔

"یہ میرا حق ہے"۔۔۔ وہ بولے۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ وو گھنٹے کے لئے مسٹر پیر ڈولی کے گھر کا کوئی

عدالت میں پیش کیا جائے"۔

یہ کہ کر جو انہوں نے کھڑے ہوئے۔۔۔ وہ لوگ ان کے نزدیک پڑے  
گئے۔۔۔

"کیا آپ اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کر سکتے گے؟"

"ہاں! کیوں نہیں۔۔۔ ان شاء اللہ"۔

"صیہن تو ذرگ رہا ہے"۔۔۔ پروفسر بولے۔

"غفرناہ کریں"۔

"اور انپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز کا کوئی پتا نہیں۔۔۔ یہ  
بات سمجھ میں نہیں آئی"۔

"کوئی بات تو ہے کہ وہ نہیں پہنچے"۔۔۔ انپکٹر جشید سکرائے

"متقدمہ اب بت سننی خیز ہو گیا ہے"۔

"مرزا آ رہا ہے۔۔۔ اور ابھی اور مرزا آئے گا۔۔۔ ان شاء اللہ"۔

انپکٹر جشید بولے۔

دو گھنٹے بعد پیر ڈولی کا بڑا پیٹھا عدالت میں لا یا گیا۔۔۔ انپکٹر جشید

کو اس سے سوالات کی اجازت دی گئی۔۔۔

"آپ مسٹر پیر ڈولی کے بیٹے ہیں؟"

"جی ہاں"۔۔۔ اس نے کہا۔

"آپ کا نام؟"

"تمہارے نام کیا ہے؟"

"اپنا شاخنی کارڈ دکھائیں"۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"مجھے شناختی کارڈ لانے کی ہدایت نہیں کی گئی تھی۔"

"میں انتشارج کے ہر شہری کے لئے یہ ہدایات نہیں ہیں کہ وہ اپنا شناختی کارڈ ہر وقت ساتھ رکھے۔"

"ہاں! میں ہدایات ہیں۔" اس نے کہا۔

"تب پھر... آپ کے پاس کارڈ کیوں نہیں ہے۔"

"کپڑے بدلتے کے پکڑ میں گھر رہ گیا۔"

"لیکن میرا ایک دعویٰ ہے۔" اسکر جشید بولے۔

"جی کیا مطلب... دعویٰ۔"

"ہاں دعویٰ اور وہ یہ کہ آپ کا شناختی کارڈ آپ کی جب میں ہے.... لیکن آپ دکھائیں رہے۔"

"تن نہیں۔"

"اگر میرا یہ دعویٰ غلط ثابت ہو جائے تو میں مقدمہ اسی موقع پر فتح کر دوں گا اور اپنے خلاف سزا منے کے لئے تیار ہو جاؤں گا۔"

بولے۔

اب گواہ نے تکہرا کر بچ فور سرکاری وکیل کی طرف دیکھا، اور سرکاری وکیل کا رنگ اڑتا نظر آیا۔ بچ نے جریان ہو کر اس کی طرف دیکھا، پھر بولے۔

"شناختی کارڈ نکال کر دکھائیں۔"

گواہ نے کارڈ نکال کر اسکر جشید کی طرف پر معاویا۔

"اس کارڈ پر تو آپ کا نام جان پیری لکھا ہوا ہے۔"

"کیا مطلب... یہ کیا یات ہے وکیل صاحب۔" بچ نے جریان ہو کر کہا۔

"شاید کوئی غلط آدمی لے آئے پوپیں والے میں مقدمہ کل تک ملتوي کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔"

"تب پھر کل آپ کو پیش روئی کے گھر کے کسی فرد کو پیش کرنا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے سر۔"

عدالت برخلافت کر دی گئی۔ وہ حوالات میں آگئے... شام کو ان سب نے ان سے ملاقات کی۔

"آپ کل وہ پیش روئی کے بیٹے کو پیش کریں گے۔" اسکر جشید بولے۔

"کیا وہ ایسا کر سکیں گے۔"

"ان کے لئے ایسا کرنا کیا مشکل ہے۔"

"تب پھر آپ اپنا بچاؤ کس طرح کریں گے۔"

"عدالت میں پیش کی جانے والی فاکل میں ایک نظر ہے.... تم فکر نہ کرو۔"

"اور تم سوچ رہے ہیں۔ انکل کامران سزا اور شوکی برادرز

کمال ہیں۔" -  
 "اللہ ہی جانتے ہیں..... وہ کمال ہیں۔" - اپنے جمیل نے سرد آہ  
 بھری۔  
 "لیکن آپ ان کی زیادہ ضرورت حسوس کر رہے ہیں۔" - حسوس نے  
 پوچھا۔  
 "نمیں۔ اتنی نمیں۔" - انہوں نے کہا۔  
 اگلے دن عدالت میں جس نوجوان کو چیز کیا گیا۔۔۔ اس کے پاس  
 ٹوپی پیر کے نام کا کارڈ تھا۔۔۔ یہ دیکھ کر اپنے جمیل سکرائے  
 "کیس بہت دلچسپ ہو گیا ہے جناب والا۔" -  
 "وہ کیسے؟"

"آپ پیغمبر ڈوئی کی قائل کا صفحہ سات نکا۔۔۔ اس پر لکھا  
 ہے۔۔۔ پیغمبر ڈوئی تین بیٹیوں کے باپ ہیں۔۔۔ ان کے ہاں لڑکا کوئی  
 نہیں۔۔۔ بھری یوکا کمال سے آگیا۔۔۔ اصل منصب یہ ہے، کہ تینوں لڑکوں  
 میں سے کوئی لڑکی بھی زندہ نہیں پہنچی۔۔۔ لقا اب، گواہ کمال سے  
 لااست۔۔۔ فرضی الطلاو بطور گواہ چیز کی گئی۔۔۔ تو اس کے پاس شناختی کارڈ  
 اپنے اصل نام کا لاتا۔۔۔ اب عدالت سے صلت حاصل کی گئی۔۔۔ ٹوپی  
 پیر کے نام کا کارڈ بیٹایا گیا اور اس نوجوان کو چیز کیا گیا۔۔۔ ہم سوچ بھی  
 نہیں سکتے تھے کہ اشارجہ میں اس طرح بھی لوگوں کو پہانشی کا مجرم  
 ثابت کیا جاتا ہو گا۔۔۔ اس کے علاوہ میں اس سے بھی زبردست ایک

ثبوت چیز کر سکتا ہوں۔" - اپنے جمیل نے  
 "اس سے بھی زبردست کیا مطلب؟"  
 "ہاں جناب والا۔۔۔ اس سے بھی زبردست ثبوت۔" -  
 "اور وہ کیا۔۔۔ چیز کریں۔" -  
 "آپ پیغمبر ڈوئی کی قائل کا صفحہ نمبر گیارہ نکالیے۔۔۔ اور اس کا  
 مطالعہ کیجیئے۔" -  
 "جس نے فوراً" صفحہ "نکالا اور پڑھنے لگا۔۔۔ جب آخر تک پڑھ کے  
 تو بولا۔ -  
 "میں کچھ نہیں سمجھا، آپ کیا یات ثابت کرنا چاہتے ہیں۔" -  
 "لکھا جناب والا نے اس صفحے پر مسٹر پیغمبر ڈوئی کے خونا کا گروپ  
 نہیں پڑھا۔" -  
 "اوہ اچھا۔۔۔ یہ بات۔۔۔ میں دوبارہ دیکھتا ہوں۔" -  
 اب انہوں نے گروپ کا نمبر پڑھا اور بہت نور سے اچھلے۔۔۔ ان  
 کی آنکھوں میں حرمت پھیل گئی۔  
 "یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیا ہے۔" -  
 مارے حرمت کے ان کے مذہب سے نکلا۔

## عدالت

عدالت میں ناتا طاری تھا، کسی کو کوئی اندازہ نہیں تھا کہ کیا بات سانے آئی ہے.... جب کہ حق سادب کام اپنے حریت کے برا حل تھا۔ آخر ان کے مند سے نکلا۔

”یہاں صفحہ ۱۰ پر پیشہ ڈولی کے خون کا گروپ سی پونٹو درج ہے“۔

”جی..... کیا مطلب؟“ سرکاری وکیل نے بوکھلا کر کہا۔  
 ”ہاں جناب سی پونٹو..... لکھا ہے..... جب کہ پیشہ ڈولی کے کانٹھات پر خون کا گروپ او نیکیٹو لکھا ہے.... اور لاش کے پاس سے جو خون ملا ہے اور بخوبی جو خون ملا ہے وہی پانٹو تھا۔ آخر یہ کیسے ہو سکت اہے۔ ایک شخص کے خون کے تین ٹین گروپ کیسے ہو سکتے ہیں“۔ حق نے مارے حریت کے کہا۔

”یہ بہت ابھسن والی بات سانے آئی ہے.... اس پر غور کرنا ہو گا۔ لہذا عدالت برخاست کرنے کی درخواست کرتا ہوں“۔ سرکاری وکیل نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”ٹھیک ہے.... آپ اچھی طرح چھان میں کر لیں.... اب عدالت دو دن کے وقت سے لگے گی۔“

”مگر یہ جناب والا۔“

”اور انپکڑ جشید سے مزید پوچھ چکھ کرنے کی اجازت دی جائے۔“

”ٹھیک ہے.... اجازت ہے۔“

ان الفاظ کے ساتھ ہی بخ صاحب اٹھ کھڑھوئے.... انہیں حوالات میں لایا گیا۔ رات کے وقت انہیں ایک دوسرا جگہ لاایا گیا۔ اس وقت ان کے ساتھی ہونل میں تھے۔ اور انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ انہیں کہاں لے جایا گیا ہے.... وہ اس خیال میں تھے کہ ان سے حوالات میں پوچھ چکھ کی جائے گی.... انہیں ایک کمرے میں لایا گیا۔ وہاں عجیب و غریب ٹھکوں والے تھے آدمی موجود تھے۔ ان کے چہوں پر درندگی کا راج تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے انہوں نے کسی پر رحم کرنا سیکھا ہی نہ ہو۔

”انپکڑ جشید! آپ ہم سے کسی زمی کی امید نہ رکھئے گا۔“ ان میں سے ایک کی سرد آواز گوئی۔

”بہت اچھا۔“ وہ پر سکون آواز میں بولے۔

”کمرے کا دروازہ بند کر دوا جائے۔ اور اندر کوئی نہ آئے۔“ پاہر والوں کو بدایت کی جاتی ہے کہ چاہے کوئی بھی مٹھے کے لئے آ

جائے.... دروازہ نہ کھولا جائے.... جب تک ہم خود دروازہ کھونے کے لئے نہ کیں.... اس وقت تک دروازہ نہ کھولا جائے۔"

ان بدایات کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا۔

"انپکٹر جشید.... یہ خون کے گروپ کا کیا پتکر ہے.... پیر ڈولی کے خون کا گروپ دراصل او نیگیوٹھ تھا.... لیکن جو خون پایا گیا۔ اس کا نمبری پونزٹ تھا.... آخر یہ کیسے ہوا؟"

"اور آپ نے تیری بات کا ذکر نہیں کیا۔ کہ پیر ڈولی کے جو کاغذات ملازمت کے طے ہیں، ان پر اس کا نمبری پونزٹ لکھا ہے۔"

انپکٹر جشید مکارے۔

"اس پبلو پر ہم خود غور کریں گے۔ آپ اپنی طرف کی بات تائیں۔"

"پیر ڈولی کی لاش آپ کے قبضے میں ہے۔ ہے نا۔" انپکٹر جشید نے کہا۔

"ہاں ہے۔ تو پھر۔"

"چیک کرالیں۔ خون کون سے گروپ کا ہے۔ اس کے جسم میں خون کے کچھ ذرات مل ہی جائیں گے۔"

"وہ ہم کراچے ہیں۔ وہ گروپ بی پانزٹ ہے۔ جب کہ اس کا گروپ او نیگیوٹھ تھا۔ یہ نمبر آخر کیسے تبدیل ہو گیا۔"

"اس بارے میں آپ کو معلوم ہونا چاہیے۔ یا کہ مجھے۔"

انپکٹر جشید مکارے۔

"ویکھئے انپکٹر جشید۔ بات کو سمجھا پھر اکرناہ کریں۔ صاف تائیں۔"

"اس سے زیاد صاف بات تمیں بھی نہیں بتا سکتا۔"

"تب ہم آپ سے اگلو اخیں گے۔"

"کیا اگلو اخیں گے۔"

"یہ کیا پتکر ہے۔"

"کوشش کر کے دیکھ لیں۔"

"یہ حضرت اس طرح نہیں مانیں گے۔"

"ٹھاڑو پھر اسے۔" ایک اور نے کہا۔

"انپکٹر جشید۔ آپ فرش پر لیٹ جائیں۔"

"کیوں۔ کیا ارادہ ہے؟"

"اس کرے لا فرش بہت ہی خاص ہے۔ جب کوئی اس پر لیٹ جاتا ہے۔ تو فرش اس کی کرکو اپنے سے چھٹا لیتا ہے۔ اور اس لمحے اس شخص کو دنیا کی ایک عجیب ترین تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ شاید اسے جنم کا مرزا آ جاتا ہے۔"

"خیر یہ تو نہیں ہو سکتا۔" انپکٹر جشید مکارے۔

"کیا نہیں ہو سکتا۔"

"یہ کہ کسی انسان کو دنیا میں جنم کا مرزا آ جائے۔ یا کہ مجھے۔"

”گیا یہ جو آپ لوگ کر رہے ہیں۔ قانونی ہے؟“

”قانون عدالت میں چھتا ہے۔“ ایک نے پس کر کہا۔  
اب چار نے مل کر انہیں فرش پر لانے کی کوشش شروع کی۔۔۔  
بے میں انپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

”مشکل ہے جتاب۔۔۔ اس طرح شاید آپ کی دال نہیں گئے۔۔۔“

”تب پھر؟“

”باقی دو کو بھی شامل کر لیں۔۔۔ اگر اس کے بعد بھی آپ لوگ  
ہمیاب نہ ہوئے تو پھر مجھ سے ترکیب پوچھ لجھے گا۔۔۔“

”کیا مطلب۔۔۔ آپ خود کو گرانے کی ترکیب خود ہمیں بتائیں  
کے۔۔۔“

”کیا حرج ہے؟“

”اوے کے۔۔۔ وہ بولے۔۔۔“

ان جھنے کے جھنے نے مل کر کوشش کی۔۔۔ اچاک ان میں سے  
ایک کے پاؤں ان کی ناگف میں کچھ بجیب طرح لمحے۔۔۔ وہ تیورا کر  
فرش پر گرا۔۔۔

”ارے ارے۔۔۔ سنبھل کر جتاب۔۔۔ سنبھل کر۔۔۔“ انپکٹر جمشید  
نے گھبرا کر کہا۔۔۔

اونھ گرنے والے کی جیخوں نے آہمان سر پر اٹھایا۔۔۔ گرتے ہی

کہا بھی اذیت پہنچا لیں۔۔۔ جنم کے درجے کی اذیت کو آپ نہیں پہنچ  
سکتے۔۔۔ کیونکہ جنم کی آگ دنیا کی آگ کے مقابلے میں ستر گنا زیادہ تیز  
ہو گی۔۔۔ اب اس دنیا میں اس آگ کو ستر گنا تیز کرنا ممکن تھی نہیں  
ہے۔۔۔“

”اس تقریر کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔ فرش پر لیشیں گے تو پا پاطلے  
گا۔۔۔ جنم کا مرا آتا ہے یا نہیں۔۔۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔ آپ مجھے لا کر تجوہ کر لیں۔۔۔“

”ارے تو لیٹ جائیں نا۔۔۔“

”اس طرح میں کیسے لین سکتا ہوں بھلا۔۔۔“ انپکٹر جمشید نے برا  
سامنہ بنایا۔۔۔

”تب پھر۔۔۔ آپ کیسے لیشیں گے؟“

”آپ مجھے لانے کی کوشش کریں۔۔۔“

”یہ ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔۔۔ ہم کوئی عام آدمی  
نہیں ہیں۔۔۔ بہت خاص لوگ ہیں۔۔۔ بڑی پسلی ایک کروڑیے والے۔۔۔“

”چلیں جیسے آپ کی مرضی۔۔۔ انہوں نے کندھے اچکائے  
اور پھر ان میں سے دو نے مل کر انہیں فرش پر لانے کی کوشش  
شروع کی۔۔۔ کچھ دیر تک وہ پورا زور لگاتے رہے۔۔۔ پھر اپنے ساتھیوں  
کی طرف دیکھ کر بولے۔۔۔

”تم بھی آجائو۔۔۔ یہ سخت بڑی ہے۔۔۔“

اس کی کمر فرش کے ساتھ چپک گئی تھی۔ اور پورا انور لگائے پر بھی "لکڑے تھے  
اپنی کمر کو فرش سے الگ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ لذا اس "مارے ارے۔ سونج آف کر دو۔ ورنہ ہماری لاشیں تک اکثر  
کی چیزوں نے ایک طوفان چاہ دیا۔ اس کے ساتھی ہو بکھلا گئے۔ ان جائیں گی۔"

میں سے ایک نے فوراً "اپکر جمیڈ کو چھوڑ دیا اور تھیڑی سے ٹڑا۔ "تو اکثر جائیں۔ میں کیا کروں۔" انہوں نے مت دیا۔  
شاید وہ سامنے والی دیوار تک جانا چاہتا تھا۔ لیکن اسی وقت اپکر "اس صورت میں تم پر سات آدمیوں کے قتل کا مقدمہ ٹلے  
جمیڈ نے اپنا دلیاں پاؤں آگے کر دیا۔ وہ دھرم سے گرا اور پھر وہ گیا۔"

فرش پر چپک گیا۔ اب اس کی چیزوں نے اور شور میں اضافہ کر دیا۔ "اس کرے کا طریقہ کار آپ کا ہے۔ یہ کس طرح بنایا گیا  
اب اس کے چار ساتھی بری طرح بوکھلا گئے۔ ایک اور نہ ہے۔ اور کس طرح استھان کیا جائے گا۔ یہ آپ کو پہاڑے ہے۔ بھی  
انہیں چھوڑا اور دیوار کا رخ کرنا چاہا۔ اپکر جمیڈ لرکھ رکھ رکھا گئے۔ انہیں۔ آپ کو فرش پر گرنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے آپ کو  
ان کے لرکھ رکھانے کی پیش میں وہ تمرا آگیا۔ اس کا بھی وہی الجم کا تھا کہ فرش پر گر جائیں۔ یا مجھے گراویں۔ آپ نے جو کیا اپنی  
رضی سے کیا۔ میں نے تو خود کو فرش پر گرنے سے بچانے کی کوشش ہوا۔

اب تمن بری طرح بدھوں ہو چکے تھے۔ تینوں نے ایک دل ہے۔ الور بس۔"

ساتھ انہیں چھوڑ دیا۔ اور دیوار کی طرف لپکے۔ ایسے میں اپکر "چھا جلدی کر دو۔ سونج آف کر دو۔"

"اس کا مجھے کیا فائدہ ہو گا۔"  
جمیڈ نے وہ کو پیچھے سے پکڑ کر جھکا دیا۔ وہ چت کرے۔ اب ایک  
باقی تھا۔ اس نے خوف زدہ انداز میں ان کی طرف دیکھا۔ اور تیز  
سے دیوار کی طرف پڑھا۔ انہوں نے فوراً چھلانگ لگائی اور اس سے  
پسلے کر وہ دیوار میں لگا سونج آف کر سکا۔ انہوں نے اسے جالیا۔ "ہا۔"

"نن نہیں۔"

"جب پھر۔ میں کیا کر سکا ہوں۔"

دوسرے ہی لمحے وہ بھی فرش پر تھا۔ اب جتنے آدمی مل کر جیڑ رہے  
تھے اور اپکر جمیڈ کاںوں میں الکلیاں نہوئے فرش کے درمیان میں

"ہم وعدہ کرتے ہیں۔ نہیں لٹائیں گے"۔  
"اس وعدے کی کی گارنی کیا ہے"۔

"ہم لکھ کر دینے کو تیار ہیں"۔

"اس حالت میں تم لکھ کیسے سوکے"۔ وہ نہ سمجھ سکتے۔

"عد ہو گئی.... آخر اس سکے کا حل کیا ہے؟"

"حل آپ ہیں"۔ اپنے جشید فوراً پولے۔

"اوہو... تو آپ تما دیں"۔

"میری سمجھ میں پچھے نہیں آ رہا"۔

"اب ہماری جان پر بن چکی ہے۔ اگر تھوڑی دیر اور سوچ

"ہب کیا تو ہم اپنی جانوں سے جائیں گے۔ اور ہمارا خون تمہاری

"ہوں اچھا خیو۔ اب سوال یہ ہے کہ جو خون فرش پر ملا، اب نہ کیا تو اس سات کے قتل کا مقدمہ چلے گا۔

دیہ عدالت بے اشارجہ کی.... تمہارے ملک کی نہیں"۔

"میں یہ تمام باتیں محسوس کر سکتا ہوں.... لیکن میں بھی کیا

"یہ خون کے گروپ کا چکر ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ اب

فرش کی تکلیف دو رجتے ہو گئی ہے۔ لہذا مہیا فرمائ کر اب تو سوچ دیں۔ اگر میں سوچ آف کرتا ہوں تو تم لوگ اور ملے کو بلا کر سمجھے

"درستی فرش پر لٹاؤ گے۔ اور اس وقت جو حالت تم لوگوں کی ہے۔

آف کر دو"۔

"میری ہو گی۔۔۔ میں خود کو اس حالت تک کیوں پہنچاؤں"۔

"تب تم۔۔۔ سات آدمیوں کے قتل کے مقدمے کا سامنا کس

"کیا کروں۔۔۔ مجبوری ہے۔۔۔ اگر میں سوچ آف کرتا ہوں تو اس کو گے؟"

"اگر سات کے قتل کا مقدمہ چلا تو جس طرح ایک کے قتل کے

"ویکھو.... یہ کام نہ کر۔۔۔ سوچ آف کر دو۔۔۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے"۔

"کیا بھلائی ہے۔۔۔ مجھے فرش پر لٹا کر تم اپنی مرضی کا بیان نہ چاہتے ہو.... لیکن میں اپنا بیان عدالت میں دوں گا۔۔۔ یہاں نہیں"۔

"اچھا تھیک ہے۔۔۔ ہمیں تمہاری شرط منحصر ہے"۔

"تب پھر بتاؤ۔۔۔ پیش روئی کے خون کا گروپ سی پونزٹ ہے۔۔۔

نے اس کے کافیات میں اوپنزنڈ کیوں لکھ دیا تھا"۔

"ہم نے نہیں۔۔۔ یہ کام خود پیش روئی نے کرایا ہو گا۔۔۔ ہمیں اس کا علم بھی نہیں تھا"۔

"ہوں اچھا خیو۔۔۔ اب سوال یہ ہے کہ جو خون فرش پر ملا، اب نہ کیا تو اس سات کے قتل کا مقدمہ چلے گا۔۔۔

کا گروپ سی پونزٹ ہے۔۔۔ او نیکیتو بھی نہیں ہوتا چاہیے تھا۔۔۔ لکن پر ہو گا اور عدالت میں تم پر سات کے قتل کا مقدمہ چلے گا۔۔۔

بلکہ سی پونزٹ ہوتا چاہیے تھا"۔

"یہ خون کے گروپ کا چکر ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ اب فرش کی تکلیف دو رجتے ہو گئی ہے۔ لہذا مہیا فرمائ کر اب تو سوچ دیں۔ اگر میں سوچ آف کرتا ہوں تو تم لوگ اور ملے کو بلا کر سمجھے آف کر دو"۔

"میں نے اس کا وعدہ نہیں کیا"۔ اپنے جشید مکرانے۔

"اپنے جشید۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ تم اچھا نہیں کر رہے"۔

"کیا کروں۔۔۔ مجبوری ہے۔۔۔ اگر میں سوچ آف کرتا ہوں تو اس کو گے؟"

مجھے اس فرش پر لٹائے بغیر نہیں پھوڑو گے"۔

مقدے کا سامنا کر رہا ہوں۔ اسی طرح سات کے قتل کے مقدمے،  
سامنا کروں گا۔"

"اس کا مطلب ہے.... تم نہیں ہاؤ گے۔"

"نہیں.... تمہیں میرے ساتھ ایسا سلوک کرنا ہی نہیں چاہیے اب  
تھا.... ہاں سوالات کر سکتے تھے۔ انہوں نے پر سکون آواز میں کہا۔

اور پھر ان کی حالت غیر ہوتے گی.... رنگ سیاہ پڑنے لگے  
آوازیں بھی اب ان کے طبق سے نہیں نکل رہی تھیں۔ طبق بالکل  
سوکھ پکھے تھے۔ آنکھوں میں موت کی ویرانی بھیل گئی تھی۔ پھر  
بالکل ناامید ہو گئے۔ اس وقت انہوں نے آگے بڑھ کر سوچ آف کر  
دواں۔ اس وقت۔ جب انہیں کوئی امید قطعاً "نہیں رہ گئی تھی۔  
جو نبی سوچ آف ہوا۔۔۔ وہ فرش سے الگ ہو گئے۔۔۔ یوں لگا جیسے ان  
میں زندگی لوٹ آئی ہو۔۔۔ اور پھر ان کے رنگ ساف ہوتے پڑے  
گئے۔۔۔ لمحہ بھر ان کی حالت بستر ہوتی چلی گئی۔ ساتھ ہی ان کے  
چہروں پر حرمت بڑھتی چلی گئی۔۔۔ ان میں سے ایک نے پر مسرت اندازا  
میں چھک کر کہا۔

"آن پھر جشید۔۔۔ تمہارا جواب نہیں۔۔۔ تھ۔۔۔ تم بہت غظیم  
ہو۔۔۔"

میں اس لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔ ان کے چہرے  
دروازے کی طرف اٹھ گئے۔

انپھر جشید بھی چوٹک گئے۔  
انہوں نے ان بھٹے کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔  
انہوں نے کندھے اچکا دیئے۔ پھر ایک دروازے کے قریب

○☆○

”تم لوگ ایک دم کھتے ہو... جتنے مل کر ایک کو نہیں گرا سکے۔“

”آپ.... آپ کو کیسے معلوم ہوا سر“۔ ان میں سے ایک نے خوف زدہ آواز میں کہا۔

”اس کرنے میں ہو ہوا.... ہم نے تی وی سکرین پر سب دیکھا اور سنا ہے.... اسی لئے تو مجھے یہاں آتا ہوا ہے.... دیسے میرا خیال تھا جب میں یہاں پہنچوں گا۔ تم اس وقت تک موت کی وادی میں جا چکے ہو گے.... لیکن یہ ہوا کیسے؟“

”بس عین وقت پر انہوں نے سونج آف کر دیا۔ کیا آپ نے یہ مظہر نہیں دیکھا۔“

”نہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ تمہیں موت کے گھات اترنے کا پروگرام بنانے کے ہیں.... مجھے حرکت میں آتا ہوا۔“

”تھی نہیں۔ میرا انہیں موت کے گھاث اترنے کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔“

”ہاں! یہ بات ثابت ہو گئی۔ لیکن ہم ہو سوالات ہم پوچھنا چاہیتے ہیں.... آپ کو ان کا جواب تو دینا ہو گا۔“

”چلے.... آپ آپ سوالات کر لیں۔“ وہ سکرائے۔

”یہ کیا چکر ہے.... بس یہ بتا دیں۔“

”پھر آپ لوگوں کا چلایا ہوا ہے.... اور پوچھ رہے ہیں مجھے۔“

## گھر میں

”بامہر کون ہے.... ہم نے کہا تھا تا۔ کوئی اس طرف نہ آتا پائے۔“

”س۔۔۔ سر۔۔۔ سرڈاک۔۔۔ بامہر سے کہا گیا۔“  
”رگ۔۔۔ کیا کہا۔۔۔ سر۔۔۔ سرڈاک۔۔۔ اندر سے خوف زدہ آواز میں کہا۔

”جی ہاں! سرڈاک آئے ہیں۔۔۔ وہ اپکڑ جمیل سے اور آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہیتے ہیں۔۔۔“

”اوہ اچھا۔۔۔ تھرس۔۔۔“  
انہوں نے دیکھا۔۔۔ ان کے چڑوں پر ایک رنگ آکر گزر گیا۔

”یہ سرڈاک کیا چیز ہے؟“  
”ایک خوفاں چیز۔۔۔ لیکن اب باتیں کرنے کا وقت کمال۔۔۔“

”یہ کہہ کر ایک نے دروازہ کھول دیا۔“  
دروازہ کھولنے والے کو ایک دھکا لگا اور وہ لوز کھرا تا ہوا اندر کی طرف آیا۔۔۔ پھر ایک پہاڑ سا آدمی اندر داخل ہوا۔

سے... ہے کوئی تک"۔ وہ جل کر بولے۔  
”وفد کے ساتھ ہو پتیر ڈائی تھا... اس کے خون کا گروپ اور  
نیکٹیو ہی تھا... ملازمت والا غلط ہو سکتا ہے... وفد کے سرٹی فیکٹ  
والا غلط نہیں ہو سکتا... لیکن تمہارے ملک میں بکھر کر وہ بھی بی پوزیشن  
بن گیا... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

”میں کہہ چکا ہوں.... چکر آپ لوگوں کا چلایا ہوا ہے اور پوچھ  
مجھ سے رہے ہیں۔"

”اب یا تو تم رہاں کھواؤ گے یا موت کو گلے گالو گے۔"

”تو کیا عدالت میں آپ میری لاش کو پیش کریں گے۔"

”لاش اس حالت میں ٹلے گی کہ خود کشی نظر آئے گی"۔ وہ ہنسا۔

”اچھی بات ہے... آپ یہ کوشش بھی کر کے دیکھ لیں۔"

”تم لوگ جاؤ... ذرا گھوم پھر کر اپنی حالت درست کر دے گئے  
کہیں کے... اس نے جھلا کر کہا اور وہ جو چند اس طرح بھاگے جیسے جیل  
کا دروازہ اچانک کھل گیا ہو۔"

ان کے جاتے ہی پہاڑ سے تو می نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

”ہلا لق لوگوں سے نجات ملی... اب میں اور تم ذرا آرام سے  
بات چیت کریں گے۔ ہاں تو یہ کیا چکر ہے؟"

”بنا چکا ہوں.... چکر آپ نے چلایا ہے.... پوچھ مجھ سے رہے  
ہیں۔"

جواب میں اس نے ایک زنائے دار تھیڑاں کے گال پر رسید کر  
دیا.... اب یہ اور بات ہے کہ وہ ان کے لگا نہیں.... اس کا بازو گھوم کر  
رہ گیا.... خود اسے بھی بازو کے ساتھ گھومنا پڑ گیا اور اس طرح اس کی  
گمراں کے سامنے آگئی.... انہوں نے آکر دیکھا تھا تو ایک لات  
اس کی کمر پر پوری قوت سے دے ماری.... گھومنے کی وجہ سے تو ازان تو  
وہ پسلے ہی کھو چکا تھا، لات لکھنے پر کیسے فتح کیا تھا.... اونچھے منہ دھرم  
سے گرا اور پھر اس کی چینوں نے وہی حال کیا.... وہ پسلوں کی چینوں  
سے ہوا تھا۔ کہہ رہنے لگا.... کیونکہ انہوں نے فوراً سوچ آن کر دیا  
تھا۔

”بند کر دیں... بند کرو... سوچ آف کر دو۔"

”اتھی بھی کیا جلدی ہے میرے پیارے پہاڑ۔"

”دیکھو... میں تمیں انعام اور اکرام سے لا دوں گا... اس  
مقدے سے بھی نجات دلا دوں گا... میری اتنی اہمیت ہے... کہ  
حدالت کی کارروائی کو روکو دوں۔"

”اس مقدے سے میں خود نہیں لوں گا اور انعام اور اکرام کا  
مجھے لائیج نہیں.... لہذا تمہاری پیش کش پر غور نہیں کر سکتا۔"

”اگر میں مر گیا... تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے... اور پھر کسی

طرح نجات حاصل نہیں کر سکو گے۔"

”اللہ مالک ہے... زندگی اور موت بھی اسی کے ہاتھوں میں ہے...  
اٹھ مالک ہے... اس کے ہاتھوں میں ہے...“

"اچھی بات ہے... یہ اپ کی مرضی"۔ اس نے کہا۔

"اب آپ لوگوں کا کیا پروگرام ہے؟"

"ہم عدالت میں بیان دیں گے... انپکٹر جمیش سے مزید پوچھ کے باوجود ہم کچھ معلوم نہیں کر سکتے۔"

"ٹکریے"۔ وہ سکرائے۔

"اب آپ دو دن تک کھل آرام کریں.... یہاں آپ کو ہر طرح کا آرام ملتے گا.... اور اگر آپ پسند کریں تو آپ کے ساتھیوں کو بھی آپ کے پاس پہنچا روا جائے۔"

"ایسا ہو جائے تو مرا رہے گا۔"

"اچھا..... ان کے ہوٹل کا فون تبریتا دیں.... میں انہیں بلا یہاں ہوں"۔

"ٹکریے"۔

اور پھر وہ دو دن انہوں نے آرام سے گزارے، دو دن بعد پھر عدالت میں مقدمہ بیش ہوا۔ اس روز عدالت شروع ہوتے ہی سرکاری وکیل نے بیان دیا۔

"ہم سرقتوڑ کو شش کے باوجود مدد گروپ کے فرق کی وجہ مضمون نہیں کر سکتے۔ لہذا یہ مقدمہ والپس لیا جاتا ہے۔"

"کیا کہا۔ آپ نے مقدمہ والپس۔" مجھ صاحب بولے۔

"ہاں چتاب والا۔ جب تک خون کے گروپ کا مسئلہ حل نہیں

میں کون ہوتا ہوں تمہاری جان لینے والا"۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"حد ہو گئی۔۔۔ تم تو بات ہی نہیں سنتے اور ادھر میری جان نکل جا رہی ہے"۔

"کوئی پردا نہیں۔۔۔ ایسا بھی ہوتا ہے"۔

"اڑے اڑے۔۔۔ سوچ آف کر دو۔۔۔ درد میں مر جاؤں گا"۔

"چینے کے دوران وہ یہ باتیں بہت مشکل سے کر رہا تھا۔۔۔ اور پھر اس کا رنگ سیاہ پڑنے لگا۔۔۔ جان نکلنے کی۔۔۔ کچھی طاری ہو گئی، انکھوں میں موت کا خوف چھا گیا۔۔۔ ہاتھ پیر کاٹنے لگے۔۔۔ جب وہ بالکل مایوس ہو گیا۔۔۔ اور اس نے محسوس کر لیا کہ اب وہ مرنے لگا ہے تو انہوں نے سوچ آف کر دیا۔۔۔ بس پھر کیا تھا۔۔۔ فوراً اس کی جان میں جان آتے گئی۔۔۔ پھر وہ اٹھ کر جینے کیا اور اس نے انپکٹر جمیش کے پاؤں پکڑ لے۔

"انپکٹر جمیش۔۔۔ میں تمہارا بے دام خلماں ہوں۔۔۔ اب تم پر

مقدمہ نہیں ٹھل سکے گا۔۔۔ میں رکوا دوں گا اس کو"۔ سرڈاک نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ آپ ایسا نہیں کریں گے۔۔۔ میں اس مقدمے کو آخر

تک لڑوں گا۔۔۔ اور عدالت سے ہی بری ہونے کی کوشش کروں گا۔۔۔

آپ دخل اندازی نہیں، کریں گے"۔

## یہ کیا ہے

گھر میں اسپکٹر کامران مرزا پارٹی اور شوکی برادرز پارٹی موجود تھی..... انہیں دیکھ کر وہ کھل اٹھے۔  
”آپ لوگوں سے یہ امید نہیں تھی انکل“۔ فاروق نے ڈکایت آئیز لجھے میں کہا۔

”اچھا تو پھر... کیسی امید تھی؟“ وہ سکرائے۔

”آپ کو چاہیے تھے... ہم سے پہلے اشارجہ پہنچے ہوتے۔“  
”اور ہم وہاں آپ لوگوں سے پہلے پہنچ گئے تھے، جب پورے پروگرام کا پتا چلا تو ہم نے فیصلہ کر لیا۔۔۔ سیدھے اشارجہ پہنچے جاتے ہیں۔۔۔ لہذا ایرپورٹ پر ان لوگوں کا پروگرام دار کرنے کا تھا۔۔۔ جسے ہم نے ناکام بنا دیا تھا۔۔۔ اور آپ لوگوں کو معلوم نہیں۔۔۔ انہوں نے تمین دار اور گیئے۔۔۔ جن کو ہم نے ناکام بنا دیا۔“

”مارے باپ رے۔۔۔ تمین دار اور۔۔۔ ہمیں ان کا پتا کیوں نہ پہل سکا۔۔۔“

”اے اتفاق کر لیں۔۔۔ یا یہ کہ آپ لوگ متعددے میں پوری

ہو جاتا۔۔۔ اسپکٹر جمشید کو مجرم ثابت نہیں کیا جا سکتا۔۔۔ اور یہ مسئلہ حل ہو نہیں رہا۔۔۔ اس لئے۔۔۔ ہم اس مقدمے کو خارج کرنے کی درخواست کر رہے ہیں۔۔۔“  
”اوہ اچھا۔۔۔ مقدمہ ختم کیا جاتا ہے۔۔۔ اسپکٹر جمشید آزاد ہیں۔۔۔  
جمہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔۔۔“

اور وہ اپنے ہوٹل میں آگئے۔۔۔  
”اب ہم یہاں رک کر کیا کریں گے جمشید۔۔۔ کیا خیال ہے۔۔۔  
وابس کیوں نہ چلیں۔۔۔“

”بانکل۔۔۔ ہم آج ہی وابس جائیں گے۔۔۔“  
اسی روز وہ اپنے ملک روانہ ہو گئے۔۔۔ اسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز کا کوئی پتا نہیں تھا۔۔۔ دارالحکومت کے ایرپورٹ پر گواہ پورا شرمن کے استقبال کے لئے ائمہ آیا تھا۔۔۔ اشارجہ کی اس قدر بڑی نکلت ہوئے پر ان کے چاہنے والے بہت خوش تھے۔۔۔ انہیں جلوس کی صورت میں پہلے ایوان صدر لایا گیا۔۔۔ وہاں صدر نے انہیں مبارک باد دی پھر وہ گھر پہنچے۔۔۔

جو نہیں وہ گھر میں داخل ہوئے۔۔۔ بہت زور سے اچھے۔۔۔

طح مجھ تھے۔

"اوہ... اوہ... تب تو آپ کا شکریہ انکل... اور یہ لوگ وہاں یوں نظر نہیں آئے؟" فاروق نے منہ بنتا یا۔

"پھر اور دل کے پھچھوٹے... اپنی طح پھوڑو۔" مکسن نے جمل کر کر کہا۔

"بائیں بائیں.... تم تو شاید لونے مرتے پر ادھار کھائے بیٹھے ہو۔" فاروق بوكھلا کر بولا۔

"یہ... یہ راز کی بات آپ کو کیسے معلوم ہو گئی۔" شوگی کانپ کر بولا۔

"کون سی راز بات؟"

"یہ کہ ہم نے آج کل ادھار لے رکھا ہے۔"

"حد ہو گئی۔ ارسے بھتی میں نے ادھار کھائے بیٹھے کہا ہے... کیورہ بولا ہے۔"

"لل... لیکن۔" پروفیسر داؤڈ نے تکبیر کر کر کہا۔

"آپ کو کیا ہوا انکل۔"

"تمہارے اس بھتے نے میری بھوک کو چکا دیا ہے۔"

اس پر ان سب کو اُسی آگئی۔ ادھر پت سے بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔

"تو کیا ہوا بھائی جان... یہاں کون سا کھانا تیار کرنے میں وقت

گتا ہے... صرف تمن مٹھ میں کھانا میر پر لگا ہو گا۔"

"اُرے باپ رسے تھے... تمن مٹھ" پروفیسر داؤڈ بوكھلا افسے۔

"آپ کا مطلب ہے... تمن مٹھ زیادہ ہیں۔"

"ہاں بہت کیا یہ وقار ایک مٹھ میں ہو سکتا ہے۔"

"ہاں کیوں نہیں... ایسا بھی ہو سکتا ہے... پلے میں ایک جیز تیار کر کے آپ کے سامنے رکھتی ہوں۔ آپ کھانا شروع کریں... وہ جیز بھی ختم نہیں ہو گی کہ اور چیز شروع ہو جائیں گی۔"

"لل... لیکن یہم۔" انکل جمشید بولے

"اب یہ آپ لیکن کماں سے لے آئے؟"

"چودہ سو سال پلے کا۔"

"جی... کیا کہا... چودہ سو سال پلے کا لے کر آئے ہیں لیکن۔"

آصف بھوچکا رہ گیا۔

"ہاں بالکل۔" وہ سکرا۔

"اف انکل.... اتنا پرانا لیکر۔"

"لیکن بھتی... یہ لیکن ہے... بہت مزے کا۔"

"تب پھر کھانے میں اسے بھتی شامل کر لو جمشید۔" پروفیسر داؤڈ جلدی سے بولے۔

میں اس لمحے فون کی کھنچی بھتی... اور یار دی خانے کی کھنچی

سے بیکم جمیل کا ہاتھ باہر لگا۔ اس میں نہ رہے تھی اور نہ رے میں۔ "سوچوں کا زردہ تھا۔۔۔ جس کی خوبیوں نے انہیں بے چین کر دیا۔۔۔ پروفیسر تو کیا ہوا جمیل۔۔۔ آتے دو۔۔۔ ظاہر ہے،" مبارک باد دینے کے دلوں نے لپک کر دہ نہ رے کر دیا اور اوھر انپکٹر جمیل کا ہاتھ فون کی تھنی آرہے ہوں گے۔۔۔

"ہاں! یہی کہا جا سکتا ہے۔" انپکٹر کامران مرزا بولے۔

پھر انہوں نے کھانا جلدی جلدی ختم کیا۔۔۔ تاکہ صدر صاحب کا درجہ ارادہ جائے گا۔۔۔ آنے سے پہلے فارغ ہو جائیں۔۔۔ ایسے میں فرمتے نے چونک کر

"لیکن بیکم۔۔۔ فون تو سننا ہی ہو گا۔۔۔"

"اچھا ہے۔۔۔ آپ کی مرضی۔۔۔ لیکن رسیور الحانے سے پہلے۔۔۔ کم از کم دو چار لمحے تو لے لیں۔۔۔"

"اوہ! نہیں۔۔۔ یہ فون کرنے والے کے ساتھ زیادتی ہو کر ایک وقت میں بس ایک کھانا ہونا چاہیے۔۔۔"

"اوہ! اب ہم سمجھے کہ آپ کیا کہتا چاہتے تھے۔۔۔ دراصل بات ہے کہ ہماری نبی کریم سلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں کبھی ایک دن میں دو طرح کا سامن نہیں کھایا۔۔۔ ایک وقت میں آپ سلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ خوان پر ایک طرح کا سامن ہوتا تھا۔۔۔ اور اکثر تو ایک دن کا بھی نہیں ہوتا تھا۔۔۔"

"اوہ! ہاں! واقعی یہ بات ہمارے ذہنوں سے بھی ہوئی تھی۔۔۔" دنے چونک کر کما۔

"لہذا اب ہم ایک وقت میں ایک سامن ہی کھایا کریں گے۔۔۔"

"اچھا تھا۔۔۔ آپ کی مرضی۔۔۔ انہوں نے مایوسانہ انداز میں کہا۔ "تم قفر نہ کرو۔۔۔ آج ان شاء اللہ ہم کھانا پوری طرح کھانے بغیر نہیں جائیں گے۔۔۔" یہ کہتے ہوئے انہوں نے رسیور انھا لیا۔۔۔ دوسری طرف سے صدر کی آواز سنائی دی۔

"جمیل۔۔۔ ہم ملنے کے لئے آرہے ہیں۔۔۔ کہیں تکل نہ جانا۔۔۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔

"لو بھی۔۔۔ صدر صاحب نہ جانے کہ لوگوں کے ساتھ آرہے

"بھی وہ... یہ تو میرے لئے بہت آسانی ہو گئی"۔ یکم جمیع چھوڑ دیا ہے"۔

نے خوش ہو کر کہا۔

میں اس وقت دروازے کی سمجھنی بھی... وہ چونکہ کراٹھو کھڑے

"یہ سنت پر عمل کرنے کی برکت ہے... جو ایک سنت کو تائی... اور دروازے پر ہٹنے گئے... محمود نے دروازہ کھولا اور پھر وہ کرتا ہے، اسے سو شہیدوں کا ثواب ہتا ہے"۔ اپنکے جمیع بھائیوں پر۔ حیرت زدہ رہ گئے... باہر صدر اور ان کے ساتھیوں کے بجائے سنت کو زندہ کرنے کا کیا مطلب؟" رفتہ بول اٹھی۔

"مثلاً آج کے دور میں بہت سی سنتوں پر لوگ عمل کرنا چاہتا ہے... فرمائیے... ہم آپ کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟"

بیٹھے ہیں۔ کوئی سنت پر عمل کرنا شروع کر دے تو اسے سو شہیدوں پر کچھ بھی نہیں.... آپ میرے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ آپ تو ثواب ملے گا"۔

"بہت خوب! اب ہم ہر علمن کو خوش کیا کریں گے کہ نبی کریمؐ کا کہ یہ میں آپ تک پہنچاؤں"۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل کریں۔ آپ مثال کے طور "لیکن یہ آپ نے کیا کہا ہے... کہ میں تو اپنے لئے کچھ بتائیں.... آج کے دور میں کون سی سنتیں چھوڑی جا پہنچی ہیں۔ پہلی کر سکا"۔

ایک تو اس وقت بتاہی دیں"۔ آسف نے کہا۔

"ہاں ضرور کیوں نہیں.... مسواک کرنا۔ ہر نماز کے لئے مسواک"۔

سے پہلے... یہ سنت ہے... اب کتنے لوگ ہیں جو اس سنت کو اپناۓ۔ "کیا مطلب یہ کیا شور ہے پورے شہر میں؟"

"یہ کہ اپنکے جمیع اپنے لئے کچھ نہیں کر سکے"۔

"ایک منٹ"۔ یہ کہ کروہ فرزانہ کی طرف مڑے۔

"فرزانہ تم ذرا اندر چلتا۔ اندر تمہاری ضرورت ہے"۔

"جی بہتر"۔ اس نے کہا اور اندر کی طرف مڑ گئی۔

"ہاں جناب! مریانی فرمائی کرتا ہے... لوگ کیا کہ رہے ہیں؟"

"چلے یہ تو ہو گئی ایک سنت... اور کوئی مثال"۔

"ایک سنت ہے ڈاڑھی کی... لوگوں نے ڈاڑھی رکھنا چھوڑ رہے... جب کہ تمام پیغمبروں کی ڈاڑھیاں تھیں۔ اور تمام صحابہ کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈاڑھیاں تھیں۔ اس سنت کو تو لوگوں نے بنی

"مُرخ مُرخ کی پاتیں کر رہے ہیں.... انپکٹر جمشید ناکم گئے.... اس کیس میں وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوئے.... یہ ان کی زندگی بہت بڑی تلاست ہے۔"

"بُس۔۔۔ اتنی سی بات۔۔۔ انپکٹر جمشید مُکرانے۔۔۔

"آپ اس بات کو اتنی سی بات کہ رہے ہیں۔۔۔

"اور آپ کے خیال میں یہ سکتی سی بات ہے۔۔۔

"بہت بڑی۔۔۔ کل کے اخبارات تو دیکھنے والے ہوں گے۔۔۔

"بہت خوب بھی۔۔۔ پھر تو ہم بھی دیکھیں گے۔۔۔ ان اخبار

کو۔۔۔

"آپ کو تو خیر بہت زیادہ مزا آئے گا۔۔۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔۔۔ دیے اس آدمی کا طیبہ کیا تھا۔۔۔ لے یہ خط آپ کو دیا تھا۔۔۔

"وہ لبے قد کا بھاری بھر کم آدمی تھا۔۔۔

"خط۔۔۔ بالکل خط۔۔۔ انپکٹر جمشید بولے۔۔۔

"خط آپ کو کسی لبے اور بھاری بھر کم آدمی نے نہیں دیا تو وہ مُکرانے۔۔۔

"یہ۔۔۔ یہ بات آپ کیسے کہ سکتے ہیں۔۔۔ جب کہ آپ اسے دیکھائیں۔۔۔

"میں کہ سکتا ہوں۔۔۔

"آخ رکیے۔۔۔

"خط پر ایک انگوٹھے کا نشان ہے۔۔۔ شاید اس کے ہاتھ پر تیل لگا ہوا تھا۔۔۔ وہ انگوٹھا کسی بھاری بھر کم آدمی کا نہیں۔۔۔ دبليے پتے آدمی کا ہے۔۔۔

"تب وہ اس کے انگوٹھے کا نہیں۔۔۔ میرے انگوٹھے کا نشان ہو گا۔۔۔ اس نے اپنا انگوٹھا دکھایا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ آپ کے انگوٹھے پر تیل نہیں لگا ہوا۔۔۔

"اوہ۔۔۔ وہ حیران رہ گیا۔۔۔

"میرا اندازہ درست ہے نا؟؟"

"ہاں بالکل۔۔۔ اس نے کھوئے کھوئے اندازیں کہا۔۔۔

"اور آپ نے یہ جھوٹ کیوں بولا؟؟" انپکٹر جمشید نے سرد آواز میں کہا۔۔۔

"آپ کو آذمانے کے لیے۔۔۔ اس نے بس کر کہا۔۔۔

"صلپے خیر۔۔۔ آپ آذما پچھے۔۔۔ اب تشریف لے جائیں۔۔۔

انہوں نے فرزان کو والپس آتے دیکھ کر کہا۔۔۔

"شکریہ جناب۔۔۔ یہ کہ کروہ مڑا اور چلا گیا۔۔۔

دور سے انہوں نے سرکاری گاڑیاں آتے دیکھ لیں۔۔۔ لہذا وہیں رک گئے۔۔۔

"صدر صاحب آرہے ہیں۔۔۔

”اور فرزانہ تم اپنا کام کر ڈالا۔“  
 ”ہاں! اس شخص کا تعاقب کیا جائے گا اور جہاں بھی یہ جائے  
 گا۔ روپرٹ مل جائے گی۔“  
 ”چلو ٹھیک ہے۔“

اسی وقت گاڑیاں دبوازے پر پہنچ گئیں۔ صدر صاحب کے  
 چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ دھک سے رہ گئے۔  
 ان کے چہرے پر خصے کا ایک عالم تھا۔۔۔ اس قدر خصے میں انہوں  
 صدر صاحب کو آج تک نہیں دیکھا تھا۔ پھر وہ چلا گئے۔  
 ”جیشید! یہ سب کیا ہے؟“

○☆○

## کیا مطلب

وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ سب اس بات پر حیران تھے کہ ہوا کیا  
 ہے، صدر اس قدر خصے میں کیوں ہیں۔ کیوں کہ ان کے خیال میں تو  
 کوئی ایسی بات نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ وہ تو یہ سمجھے تھے کہ صدر صاحب  
 انہیں انشارجہ کی عدالت سے باعزت بری ہونے پر مبارک باد دینے  
 آئے ہیں۔

”معاف سمجھے گا سر۔۔۔ بات کیا ہوئی؟“ ان پکڑ جیشید پر سکون آواز  
 میں بولے۔

” بت۔۔۔ تم انشارجہ سے واپس کیوں آئے۔۔۔ عدالت نے تمہیں  
 بری کر دیا تھا۔۔۔ لیکن کیس تو ختم نہیں ہو گیا تھا۔۔۔ تمہیں وہاں ٹھہر کر  
 یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ پیغمبر ڈولی کا قاتل ہے کون؟“  
 ”اگر مجھ سے یہ غلطی ہوئی بھی ہے۔۔۔ تب بھی آپ اس قدر  
 خصے میں کیوں ہیں۔۔۔ پہلے تو آپ اس بات کی وضاحت کر دیں۔۔۔ تاکہ  
 ہم صورت حال جان سکیں۔“

”بار پار انجانتے لوگ ایوان صدر کے نمبروں پر فون کر رہے ہیں

"اوہ نہیں"۔ وہ پوچکے۔

"میں عرض کرتا ہوں"۔

انپکڑ کامران مرزا نے کہا اور پھر وہاں انہوں نے جو کام کیا تھا، اس کی تفصیل سازالی۔ انہوں نے تین موقوں پر انپکڑ جمیڈ کو نشانہ بنانے والوں کو نشانہ بنا�ا تھا۔ اس طرح کہ کوئی ان پر ٹکٹک بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اگرچہ آس پاس کے لوگوں کی انہی طرح تلاشیاں لی گئی تھیں۔ ان کی بھی تلاشی لی گئی تھی۔ لیکن تلاشی پینے والوں کو کچھ ملتا تھا وہ انہیں گرفتار کرتے۔

"چلو خیر... یہ تو تھیک ہے۔ لیکن جب تک اس کیس کو مکمل نہیں کیا جائے گا۔ لوگ طرح طرح کی باتیں بنا دیں گے۔ وہ باتیں اخبارات میں شائع کروائی جائیں گی"۔

"میں سمجھتا ہوں سر۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے منصوبے میں ہو گئے ہیں ناکام۔ اور اپنے زخم چاٹ رہے ہیں۔ چاہتے ہیں۔۔۔ کسی طرح اس ناکامی کا بدلا۔ فوراً" لے لیں"۔

"اس کا حل صرف اور صرف یہ ہے کہ تم اصل قاتل تک پہنچ جاؤ۔۔۔ اس طرح سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی"۔

"بہت بہتر سر۔۔۔ آپ فخر نہ کریں"۔

"تو پھر میں اطمینان رکھوں۔۔۔ تم یہ کام کرو گے"۔

"ہاں سر یہ میری ذمے داری ہے"۔

کہ یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ اگر انپکڑ جمیڈ قاتل نہیں ہیں۔۔۔ تب بھی پہلے ذوقی کا کوئی نہ کوئی تو قاتل ہے۔۔۔ پھر انپکڑ جمیڈ کیس درمیان میں چھوڑ کر کیوں آتے۔۔۔ انہیں تو دویں غصہ کر قاتل کو مختار عام پر لانا ہا ہے تھا"۔

"جیت ہے۔۔۔ وہ جانے یہ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟"

"اتنا تو ہر کوئی کہے گا جمیڈ کہ آخر پہنچ ذوقی کو پھر کس نے قتل کیا؟"

"ہاں بالکل کے گا۔۔۔ اور میں کیس پر کام جاری رکھوں گا۔۔۔ لیکن اس کے لئے مجھے انتشارج میں غصہ کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔ وہاں ہمارے لئے خطرات مد کھولے کھڑے ہیں۔۔۔ آپ اس بات کی تقدیم انپکڑ کامران مرزا سے کر لیں"۔۔۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ یہ لوگ کب آئے؟" انہوں نے چونکہ کہا۔

"انتشارج میں کیس شروع ہوتے سے پہلے ہی یہ لوگ وہاں پہنچ گئے تھے"۔

"اوہ اچھا۔۔۔ کامران مرزا تم اس سلسلے میں کیا کہتے ہو"۔

"یہی سر۔۔۔ کہ انپکڑ جمیڈ نے جو کیا۔۔۔ درست کیا۔۔۔ ہمیں مزید وہاں غصہ کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔ اور یہ پروفیگنڈا صرف اس لئے کیا جا رہا ہے کہ ہم وہاں پہلے جائیں اور ان کی گولیوں کا نشانہ بن جائیں"۔

اور پھر صدر صاحب چلے گئے۔

"انہیں کسی نے بھڑکایا تھا۔ ماؤنٹ میں غصے میں آکر انشارج چلا جاؤں"۔ وہ سکرائے۔

"لیکن آپ کم از کم اس کیس کے سلسلے میں وہاں نہیں چانا چاہتے"۔

"نہیں! یہ کس یہاں شروع ہوا تھا۔ یہیں ختم ہو گا"۔ وہ بولے۔

"لیکن کیسے اب اجاز! وفد کے ارکان تو اب انشارج میں ہیں"۔ محمود نے مدد بھایا۔

"کوئی پرواہ نہ کرو"۔

میں اس وقت فون کی کھنڈنی بھی۔ انہوں نے ریسیور اٹھایا۔

"یلو اسپلز جیشید۔ آج شام نحیک سات بجے ہوٹل تھری مون"۔

"کیا مطلب؟"

"آج شام نحیک سات بجے ہوٹل تھری مون" پھر دی کہا گیا۔

"اوہو..... آگے بھی تو کہوں"۔

"آج شام نحیک سات بجے ہوٹل تھری مون"۔

یہ کہہ کر ریسیور رکھ دیا گیا۔

یہ لوگ کسی نہ کسی گزبہ کی کوشش میں ہیں۔ اصل میں انہیں

مریض یہ لگی ہوئی ہیں کہ مجھے عدالت نے رہا کیوں کر دیا۔ ان کا تو خیال تھا۔ عدالت مجھے چنانی کی سزا سنائے گی۔ ہوا الٹ۔ لذا اب تمثیل رہے ہیں"۔

"لیکن اس پیغام سے ان کا مقصد کیا ہے۔۔۔ نحیک سات بجے ہوٹل تھری مون"۔

"وہ چاہتے ہیں۔ ہم ہوٹل تھری مون پہنچ جائیں۔۔۔ اور ان کے جاں میں پھنس جائیں"۔

"تب پھر۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔۔۔ آپ نہیں جائیں گے"۔

"جانا تو خیر ہو گا"۔ وہ سکرائے۔

"جی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ جب آپ کے خیال میں وہاں ہمارے لیے جاں بچایا گیا ہے۔۔۔ تو ہم کیوں جائیں"۔

"اس جاں کو تار تار کرنے کے لیے"۔ وہ سکرائے۔

"کہیں ایسا نہ ہو انکل۔۔۔ کہ وہ لوگ انہیں تار تار کر دیں۔۔۔ وہ زخم کھائے ہوئے ہیں۔۔۔ انہیں پختہ یقین تھا کہ آپ کو عدالت سے چنانی کی سزا دلوادیں گے۔۔۔ ظاہر ہے، عدالت بھی ان کی۔۔۔ وکیل بھی ان کا۔۔۔ بچ بھی ان کا۔۔۔ پروگرام بھی ان کا۔۔۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود وہ آپ کو سزا نہ دلوں گے۔۔۔ تو اب یہاں پکھنہ پکھن کرنے کے لیے آئے ہیں"۔ آصف نے جلدی جلدی کہا۔

"یہی بات ہے آصف، لیکن ہمیں پھر بھی جانا ہو گا"۔ وہ

مکارے۔

"پچھے پھر آپ کی مرضی... ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

اور پھر وہ شام کے سات بجے ہوٹل تھری مون پکنچ گئے۔ یہ ایک غیر علیٰ ہوٹل تھا... اس کی ساری انتظامیہ غیر علیٰ تھی... اس ہوٹل میں آتے بھی صرف غیر علیٰ تھے۔ علیٰ لوگوں کو داشتے کی اجازت تھی ہی نہیں... لیکن وجہ تھی کہ جب وہ اپنی بڑی کاؤنٹی سے اتر کر دروازے کی طرف بڑھتے تو دروازے پر موجود دربانوں نے بڑے بڑے منہ بنائے۔ پھر نزدیک پہنچنے پر ان میں سے ایک قدرے آگے پڑھا اور بولا۔

"آپ کو شاید معلوم نہیں ہے ہوٹل تھری مون ہے۔"

"ہاکل معلوم ہے۔ اسکے جیشید بولے۔"

"تب پھر آپ کو یہ معلوم نہیں کہ یہاں صرف غیر ملکیوں کو آتے کی اجازت ہے۔ علیٰ لوگوں کے لیے یہاں کوئی ممنوعیت نہیں رکھی گئی۔"

"ہمیں یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہے۔ اگرچہ میں اس جاگزت کے خلاف ہوں... لیکن ہوٹل انتظامیہ نے بڑے پیالے پر سفارشیں کرا کے یہ بات منظور کرا لی ہے... اس لئے میں مجبور ہوں... اور اسی طرح آج ہم یہاں آنے پر مجبور ہیں... پلے تو آپ مارے کارڈ دیکھ لیں... اور یہ بات نوت کر لیں کہ ہم یہاں کھانے

ہمیں نہیں آئے۔ ہمیں تو اپنی ڈیوبٹی انجام دینا ہے۔"

"لکھ کیا مطلب ہے ڈیوبٹی؟"

"ہاں جتاب! ڈیوبٹی۔"

"ہم کچھ نہیں جتاب؟"

"اسی لئے تو کہا ہے... پسلے یہ دیکھ لیں۔"

انہوں نے کارڈ کھائے۔ ان کے چہروں پر الجھن دودھ گئی۔

"آپ ہوٹل کے باہر لان میں تشریف رکھئے۔ میں میخرا صاحب کو بلاتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے.... لیکن ذرا جلدی.... ہم زیادہ انتشار کے قائل نہیں ہیں۔"

"اچھا۔ اس نے کہا اور ان کے کارڈ لئے اندر چلا گیا۔

"حررت ہے.... ان لوگوں نے آخر ایسے ہوٹل کو کیوں چنانچہ بس میں ہمارا داخل بھی مشکل ہو۔"

"اس کی بھی کوئی وجہ تو ہو گی۔"

پھر انہوں نے ایک لے پے چوڑے غیر علیٰ کو آتے دیکھا۔ اس کے پر الجھن ہی الجھن تھی.... آخر نزدیک آنے پر دو بولا۔

"میرے لئے بست برا مسئلے ہے جتاب۔"

"ہم کچھ نہیں.... آپ کیا کہتا ہا جاتے ہیں۔ کیا آپ ہوٹل کے میخرا ہیں؟"

"آپ کی بات معقول ہے.... ایسا ہی کر لیتے ہیں۔"

"لبیا جان۔" ایسے میں فرزانہ نے کچھ کہنا چاہا۔

"ہاں! میں سمجھتا ہوں۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔۔۔ بس خاموش ہو۔" انہوں نے گواہ سے ڈاٹ دیا۔

انپریز کامران مرزا سکرا دیے۔۔۔ جس کا مطلب تھا، وہ بھی سمجھ لئے تھے کہ فرزانہ کیا کہنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ میسخر کے ساتھ لان کی طرف سے ہوٹل کے اندر داخل ہوتے۔۔۔ اس طرف گاہک دفیرہ تھے جسیں۔

"اس طرف سے آئے جاتا۔" اس نے نیچے کی طرف جاتی سریز چیزوں کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا آپ ہمیں کسی خانے میں لے جانا چاہتے ہیں؟"

"بھی نہیں۔۔۔ ہوٹل نیچے بھی ہے۔۔۔ بھتی مارت اور نظر آتی ہے۔۔۔ اتنی ہی نیچے بھی ہے۔" اس نے بتایا۔

"اوہ۔۔۔ تب تو نیک ہے۔"

سریز چیزوں اترنے پر وہ ایک بڑے کمرے میں آگئے۔۔۔ لیکن یہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔ نہ گاہک۔۔۔ نہ غلم۔۔۔ انہوں نے جیران ہو کر ان کی طرف دیکھا۔

"جیرت ہے یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔"

"آئیے۔۔۔ میں دکھاتا ہوں۔۔۔ صرف یہ کہہ خالی ہے۔۔۔ باقی

"ہاں جاتا! آپ کو پہلے ہی معلوم ہے۔۔۔ ہمارے یہاں غیر ملکیوں کا داخل منع ہے۔۔۔ اگر میں آپ لوگوں کو اندر لے جاتا ہوں تو سب لوگ احتجاج کریں گے۔۔۔ جواب طلب کریں گے۔۔۔ برائیں گے۔۔۔ آئندہ ہوٹل میں نہ آنے کی دھمکی دیں گے۔"

"ہم جانتے ہیں۔۔۔ لیکن تاکہے ہیں۔۔۔ ہم ہوٹل میں کھانے پینے کے لئے نہیں آئے۔"

"تب پھر۔۔۔ آپ کس لئے آئے ہیں؟"

"کسی نہ علوم آدمی نے ہمیں چیخ کیا ہے۔۔۔ یہ کہ ہم یہاں پہنچ جائیں۔۔۔ اور بن۔۔۔ اس نے اتنا ہی کہا تھا۔۔۔ اب ہم کیا کرتے۔۔۔ آپ خود سوچ لیں۔"

"تب پھر میں آپ کو پہنچتے دروازے سے ایک الگ کمرے میں لے چلتا ہوں۔"

"اس طرح فون کرنے والے کو کیسے معلوم ہو گا۔۔۔ کہ ہم آپکے ہیں۔"

"جب اس نے چیخ کیا ہے۔۔۔ اور وقت دیا ہے۔۔۔ تب تو وہ خود یہاں سات بجے سے پہلے آچکا ہو گا۔۔۔ اس نے آپ کو آتے دیکھ بھی لیا ہو گا۔۔۔ لہذا جب میں آپ لوگوں کو لے کر اندر جاؤں گا تو وہ یہ مظہر بھی دیکھ لے گا۔۔۔ لہذا وہ بھی وہاں آجائے گا۔۔۔ اور آپ سے بات کرے گا۔"

پورے ہوٹل میں اس وقت گاہک موجود ہیں۔"

یہ کہ کہ اس نے دیوار میں نہ جانے کیا کیا..... وہ چھوٹے  
چھوٹے غلام نظر آنے لگے  
”ان میں سے جھانکیں۔“

انہوں نے جھانکا..... ہر طرف لوگ کھانپی رہے تھے.... عیش کر  
رہے تھے، یوں لگتا تھا جیسے انہیں کھانے پینے اور بیش کرنے کے سوا  
کوئی کام اتی نہ ہو..... شراب اور جواہمی چل رہے تھے۔ انہوں نے  
غیرت زدہ انداز میں آنکھیں ان سوراخوں پر سے ہٹالیں۔  
پھر وہ ہوٹل کے بینجھر کی طرف مرے اور اسے گھورتے ہوئے  
بولے۔

”تب پھر یہ کہہ کیوں خال ہے؟“  
ہوٹل بینجھر کے چہرے پر ایک خفیہ سی مکراہت ابر آل۔....  
پھر وہ بولا۔

”ایسی کسی ضرورت کے لیے ہی یہ خالی رکھا گیا ہے.... آپ  
لوگ یہاں تشریف رکھیں.... اور بتائیں۔ آپ کیا لیتا پسند کریں  
گے۔“

”کچھ نہیں.... ہم یہاں اپنے دشمن کا انتظار کریں گے۔“ - محمود  
نے کہا۔

”کیا آپ کو یقین ہے.... وہ یہاں آ جائے گا۔“ - آناتب نے

بینجھر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔  
”ہم ہاںکل آئے گا۔“ - ہوٹل کے بینجھر نے پریقین انداز میں

”آپ یہ بات یقین سے سس طرح کہہ سکتے ہیں۔“ -  
سب نے ہوٹل بینجھر پر نظریں گاڑ دیں۔  
”اس طرح کہ اس نے مجھے بھی فون کیا تھا۔“ -  
”کیا مطلب؟“  
”وہ زور سے اچھے۔“



”اوہ اچھا.... اب ہم سمجھ گئے۔ انہوں نے پورا انتظام کیا

”ہاں بالکل.... اور میں ان الفاظ کے ساتھ ہی واپس جانا چاہوں  
کیونکہ ان کے آئے کا وقت ہو چکا ہے.... اور میں آپ کے  
بروفی معاملات میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔“

”شکریہ“۔ وہ بولے۔

انہوں نے حیرت زدہ انداز میں سینگھر کی طرف دیکھا۔  
”آپ کیا کہتا چاہتے ہیں مشروں... ارسے ہاں.... آپ کا نام کیسی تھے.... انہیں دیکھ کر وہ یہی طرح اچھے۔ وہ آٹھ کے آٹھ اس  
مد کے ارکان تھے.... جس کا ایک ساتھی پیٹر ڈوئی تھا۔“

”غادم کو ایم وی پام کہتے ہیں۔“

”آپ نے کیا کہا۔ اس نامعلوم آدمی نے ایک فون آپ کو بنی۔“ ”ہاں! کیا کرتے۔۔۔ مجبوری تھی جتاب۔۔۔ کچھ نہ کچھ تو کرنا  
کیا تھا؟“

”ہاں! اس نے یہ کمرہ کرائے پر مانگا تھا اور درخواست کی تھی کہیں حالت ہوئی۔۔۔ باقی لوگ کوئی خاص بات محسوس نہیں کر سکے۔“  
آپ لوگوں کو کچھ بتائے بغیر اس کرے میں لے آیا جائے اور آپ ”تعریف رکھیں۔۔۔ اور الہیمان سے بات کر لیں۔“ اسکے جذبہ  
بھی ایسا چاہئے تھے۔۔۔ سو میں نے یہ کہ ڈالا۔۔۔ اب اس میں میرا کافی خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔  
قصور۔۔۔

”ہاں! اکیوں نہیں۔“

”آپ نے تھیک کیا۔۔۔ کیا اس نے پورا ہاں بک کرایا تھا۔۔۔ ہاں کے درمیان میں ایک  
وہ کرسیوں پر آئنے سامنے بینچے گئے۔۔۔ ہاں کے درمیان میں ایک  
آپ اس کے لیے خالی رکھیں۔“

”ہاں جتاب۔۔۔ اسی لیے تو یہ آپ کو اس وقت خالی نظر آ رہا۔۔۔ اس کے چاروں طرف کرسیاں تھیں۔۔۔ شاید اس  
ہے۔۔۔“

"اپکر جشید۔ ہمارا آپ سے ایک سوال ہے۔" لاری

کہا۔

"یہ مجھ سے زیادہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے۔" اپکر جشید

"پوچھئے۔ دیے آج آپ بات کیوں کر رہے ہیں۔" وند مسکرائے

"دوسری بات ہم اپکر کامران مرزا سے کریں گے۔" یہ کہ

"وہ وند تو کب کا ختم ہو گیا۔ دیے اس وند کا سرہا پہلے ہمارے دارالحکومت میں تین لاٹھیں پائی گئیں ہیں۔ اپنیں حد درجے میں تھا اور نائب سرہا مس ریٹا تھیں۔" وہ مسکرایا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟" اپکر جشید زبردستی مسکرائے۔ اندر کامران مرزا آپ نے ہلاک کیا ہے؟"

"اس سوال کا جواب دینے سے پہلے میں آپ سے ایک سوال

"اصل میں سرہا میں تھا۔ نائب یہ تھیں۔ لیکن بظاہر سرہا کرتا چاہوں گا۔" اپکر کامران مرزا بولے۔

مسٹر پیرڈوئی اور نائب جوزف شریام کو بیان گیا تھا۔

"کریں سوال۔" اس نے برا سامنہ بنا لیا۔

"کیا آپ ان تین آدمیوں کا ذکر کر رہے ہیں۔" جنہیں آپ

آپ کی عدالت کے ذریعے ختم ہو چکا ہے۔" اس نے ہمیں یہ بات کیوں کریں کو مقرر کرنے پر مقرر کیا تھا؟"

"ہم نے کسی کو مقرر نہیں کیا تھا۔"

"تب بھر میں نے بھی کسی کو ہلاک نہیں کیا تھا۔"

"اچھا ہم اقرار کرتے ہیں۔" ہم نے ان تینوں کو اس کام کے

لے مقرر کیا تھا؟"

"بہت خوب! تب ان تینوں کو میں نے ہلاک کیا ہے۔" وہ

بولے۔

"آپ آپ کو ہم انتشار جے لے کر جائیں گے۔"

"ایسا نہیں ہو سکے گا۔" اپکر کامران مرزا بولے۔

"ہمارا آپ سے ایک سوال ہے۔" اور دوسرا سوال اپکر

کامران مرزا سے ہے۔"

"کیا مطلب۔ مجھ سے بھی؟" وہ پوچھ کے اور مسکرائے۔

"ہاں جناب!" لاری نے من بنا لیا۔

"خیر فرمائیے۔ آپ کیا پوچھنا چاہئے ہیں؟"

"خون کا گروپ کیسے بدلتا گیا؟"

کے بیان اچانک آجائے کا کوئی امکان نہیں۔۔۔ اب ہم بیان سے فرض کیا کچھ تابوت اشارجہ لے جانا چاہتے ہیں۔۔۔

”تابوت۔۔۔ کیا مطلب؟“ وہ پوچھے۔

”آپ کو شاید یاد نہیں۔۔۔ ایک حادثہ میں ہمارے ہوٹل کے پکوڑ لوگ مر گئے تھے۔۔۔ یہ چند دن پہلے کی بات ہے۔۔۔ ان کے تابوت اب تیار ہیں۔۔۔ اور حکومت کی طرف سے انہیں اشارجہ لے جانے کی اجازت ہو چکی ہے۔۔۔ بلکہ انتظامات بھی حکومت کی طرف سے کرادیے گئے ہیں۔۔۔ ان تابوتوں میں ہم آپ لوگوں کو لے جائیں گے۔۔۔“

”کیا یہ اتنا آسان کام ہے۔۔۔“

”ہاں!“ الہری نے پسکون آواز میں کہا۔۔۔ اور ساتھ ہی ان سب کے ہاتھوں میں پستول نظر آتے۔۔۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔ ان میں سے ہر ایک کے چہرے پر پریشانی کے آہار نظر آتے۔۔۔ ساتھ ہی الہری کی آواز سنائی دینے لگی۔۔۔

”یہ کام ہمارے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔۔۔ اور پھر اشارجہ میں انسپکٹر کامران مرزا سے تیوں آدمیوں کے خون کا پولہ لیا جائے گا۔۔۔ اور انسپکٹر جمیش سے پیریروالی کا۔۔۔“

”اس میں تو آپ لوگ پہلے ہی ناکام ہو چکے ہیں۔۔۔ انسپکٹر جمیش نے طنزہ انداز میں کہا۔۔۔

”میں نے اس منصوبے کی شروع سے مخالفت کی تھی، لیکن

”کیوں۔۔۔ کیوں نہیں ہو سکے گا۔۔۔“

”اُس لیے کہ۔۔۔ نہ آپ انہیں اس غلط کام کے لیے متعدد کرتے، نہ مجھے ایسا کرنا پڑتا۔۔۔ آخر آپ نے ایسا کیوں کیا۔۔۔ جب کہ عدالت کے ذریعے سزا آپ کیجاں میں ہو ہی جانی تھی۔۔۔“

”ہمیں خطرہ تھا۔۔۔ کیس انسپکٹر جمیش نے نکلیں۔۔۔ اور یہی ہوا۔۔۔“

”تب اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟“

”قصور تو بس ہمارا ہے۔۔۔ اپنے خیال میں ہم بہت مضبوط منصوبہ بنانے کرنے تھے۔۔۔ لیکن ہوا کیا۔۔۔ چوں چوں کا مرہ۔۔۔“

”خیر۔۔۔ اب آپ مجھے اپنے ملک میں لے جانا چاہتے ہیں۔۔۔“

”ہاں! یہیں سے ہم تم لوگوں کو لے جائیں گے۔۔۔ اور کسی کو کانوں کاں خبر نہیں ہو گئی۔۔۔ وہاں انسپکٹر جمیش سے یہ بھی پوچھیں گے۔۔۔ کہ خون کا گروپ کیسے بدلتا گیا تھا؟“

”پہلے تو یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ آپ ہمیں اشارجہ لے جانے کے قابل کس طرح ہیں؟“

”اوے کے۔۔۔ میں ابھی وضاحت کیے رہتا ہوں۔۔۔ یہ ہوٹل غیرملکیوں کا ہے۔۔۔ اس میں ملکی لوگ آ جائی نہیں سکتے۔۔۔ پولیس کا بھی داخل اندازی کی اجازت نہیں۔۔۔ کوئی خاص بات ہو جائے تو پہلے پولیس صدر سے اجازت لے گی۔۔۔ پھر کوئی قدم اٹھائے گی۔۔۔ لہذا کسی

دوسرے لوگ خد پر اڑ گئے کہ نہیں..... اپنے ملک کی عدالت سے سزا  
 والا کریں اسکلہ جمیلہ کو چھانٹی دلائی جائے گی۔"

"اور آپ کس بات کے حق میں تھے؟"

"اس بات کے کہ اشارجہ میں لانے سے پہلے ہی گولی مار دی  
جائے۔ اور یہ موقع ہمیں اب ہاتھ نگ ہی گیا ہے۔" اس نے جلدی  
جلدی کہا۔

"تب پھر ہمیں تابوتیں میں بند کر کے لے جانے کی کیا ضرورت  
ہے۔ گولی مار دیں بس۔"

"اب اتنا کچھ ہو جانے کے بعد تو ہمارا بھی یہی چاہتا ہے کہ  
تابوتیں میں بند کر کے وہاں لے جائیں اور سب کی موجودگی میں گولی  
ماری جائے۔"

"کچھ بات ہے۔ آپ یہ کوشش بھی کر کے دیکھ لیں۔"

انہوں نے متینا۔

"لیکن اس سے یہ بہتر نہیں رہے گا۔ کہ آپ ہمیں تا دیں۔  
پیرزادی کے خون کا گروپ کیوں بدلتے گیا۔"

"فی الحال میں یہ نہیں بتا سکتا۔"

"فی الحال سے کیا مطلب۔ کیا کچھ وقت گزرنے کے بعد بتا  
دیں گے۔"

"ہم باکل بتاؤں گا۔ لیکن ابھی نہیں۔"

"آخر کیوں؟"

"وجود بھی نہیں بتا سکتا۔"

"تب پھر ہم اپنے پروگرام پر عمل کرنے پر مجبور ہیں۔"

"آپ کی مرضی۔"

ان الفاظ کے فوراً بعد ان سب نے ایک ساتھ نرگس دیا  
دیے۔ انہوں نے خود کو گولیوں سے بچانے کے لئے فرش پر لوٹ  
لگائی۔ لیکن یہ کیا۔ گولیاں چلنے کی آواز تو کوئی ہی نہیں تھی۔ البتہ  
وہ گرتے چلے گئے۔

کمرے میں ایک بھی ہی بو انہوں نے بے ہوش ہونے سے  
پہلے محسوس کی تھی۔ پھر انہیں کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔

"انہیں ہوش آیا تو وہ ایک پوکوڑی جگہ میں تھے۔ لیکن اس  
جگہ میں کوئی روشن دان نہیں تھا۔ کوئی کمری نہیں تھی۔ کوئی دروازہ  
نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر وہ یوکھا اٹھے۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ یہ کیا کہہ ہے۔" شوکی نے لرز کر کہا۔

"پوکوڑی دیکھے نہیں رہے کیا؟" اصف نے جھلا کر کہا۔

"ووکھے رہا ہوں۔۔۔ لیکن اس کمرے کا دروازہ کہاں ہے؟" شوکی  
نے بھنا کر کہا۔

"بھھے کیا معلوم۔۔۔ میں بھی یہاں تمہارے ساتھ ہی آیا ہوں۔"

اسف چلا انجا۔

"اچھا کان نہ کھاؤ۔" شوکی نے تملکار کیا۔

"صد ہو گئی۔۔۔ تم تو آپس میں لڑنے لگے ہو۔۔۔ بھی یہ چوکر کمرہ ضرور ہے۔۔۔ لیکن اس میں کوئی دعاویہ نہیں، کوئی کھڑکی نہیں۔۔۔ کوئی روشن دان نہیں۔"

"یہ تو ہم بھی دیکھ رہے ہیں۔"

"تب پھر؟"

"سوال یہ ہے کہ جب اس میں کوئی راستا نہیں ہے تو پھر ہم اندر کیسے پہنچ گئے؟"

"اس کا مطلب ہے۔۔۔ راستا کوئی ہے۔۔۔ لیکن وہ نظر نہیں آ رہا۔۔۔ گوا خیر راستا۔"

"ہاں۔۔۔ ان کم بختوں کے پاس گیس پرتوں تھے۔۔۔ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ وہ اس حد تک منسوب بندی کر کے آئے ہیں۔۔۔ ہم تو اس خیال میں تھے کہ اچانک کسی نے فون کر کے ہمیں بلالیا ہے اور ہیں۔"

"خیر کوئی بات نہیں۔۔۔ دیکھا جائے گا۔" خان رحمان نے کہہ دیے اپکائے۔

میں اس لمحے کمرے میں آواز گوئی۔

"کیوں۔۔۔ کسی رہی؟"

"کس طبقے میں کسی رہی؟" اسکلر چشید نے مدد بیایا۔

"تم لوگ ایک پار پھر انشا رجہ میں ہو۔۔۔ اور کسی کو پہا بھی نہیں

چلا۔۔۔ یعنی تم لوگوں کو ہم تابوتوں میں لائے ہیں۔۔۔ جب کہ حادثے میں مرنے والوں کو ہم نے دیں ہو عمل تحری مون کے ایک ٹھانے میں گزعا کھود کر دفن کر دیا۔۔۔ اب تم لوگوں کی دباں ٹلاش ہوتی رہے گی اور تم لوگوں کا کام ختم ہو جائے گا۔"

"اللہ ماںک ہے۔۔۔ ہم بے چارے کیا کر سکتے ہیں۔" اسکلر کامران مرتaza نے مت بیایا۔

"اسکلر چشید اگر یہ بتاویں کہ پیغمبرِ ذہنی کے خون کا گروپ کیسے تبدیل ہو گیا تو ہم آپ لوگوں کو اب بھی چھوڑ سکتے ہیں۔"

"اس بات پر ہم بھین کیسے کر لیں؟" اسکلر چشید کچھ سوچ کر بوئے۔

"کس بات پر؟"

"اگر ہم یہ بتاویں تو آپ لوگ ہمیں چھوڑ دیں گے۔"

"آپ کو ہماری بات پر اختبار کرنا ہو گا اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ میں بتانے کے لیے تیار ہوں۔۔۔ لیکن میری ایک شرط ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"میں یہ ساری بات اپنے ملک میں بتاؤں گا۔"

"ایسا واقعی۔"

"مطلوب یہ کہ اس کیس کے دوران جن لوگوں سے واسطہ رہا۔۔۔ ان سب کو ایک جگہ اگر جمع کر لیا جائے تو بت لطف رہے گا۔۔۔"  
 "ہم کوشش کریں گے۔۔۔ پسلے ہم انتظام کر لیں۔۔۔ پھر آپ کو لے چلیں گے۔۔۔ فی الحال آپ اسی کمرے میں رہیں گے۔۔۔"  
 "بھوکے پیا سے۔۔۔ پروفیسر داؤنے بول کھلا کر کما۔۔۔"  
 "نہیں۔۔۔ آپ کو ہر چیز طے گی۔۔۔ فکر نہ کریں۔۔۔"  
 عین اس لمحے دیوار کے نیچے ایک ذرا سا خلاف نمودار ہوا اور اس کے ذریعے کھاتے پیٹے کی چیزیں اندر سرکاری گئیں۔۔۔  
 ان چیزوں کو دیکھ کر انسپکٹر بخشید اور انسپکٹر کامران مرزا دور سے چونکے

○☆○

"ہاں۔۔۔ ہم لوگ بھوت نہیں بولتے۔۔۔"  
 "آپ لکھ کر دے دیں۔۔۔"  
 "اور دوں کیسے۔۔۔ یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔۔۔"  
 "آپ تحریر تو لکھیں۔۔۔"  
 انہوں نے تحریر لکھ دی۔۔۔ دستخط کر دیے۔۔۔  
 "یہ ری تحریر" وہ بولے۔۔۔  
 "بہت خوب! اب ہماری فرمائی اس تحریر کو دیوار کے ساتھ فرش سے لگا دیں۔۔۔"  
 انہوں نے ایسا ہی کیا۔۔۔ فوراً یہ دیوار میں ذرا سی بھری پیدا ہوئی اور کافی خود بخود اس طرف سرک گیا۔۔۔ پھر اس کو سمجھ لیا گیا۔۔۔  
 "بہت خوب انسپکٹر جیشید۔۔۔ آپ تحریر لکھ کر دے چکے ہیں۔۔۔  
 اب آپ کو بتانا ہو گا۔۔۔"  
 "تو میں نے کب کام ہے۔۔۔ نہیں بتاؤں گا۔۔۔ لیکن بتاؤں گا اپنے ملک میں۔۔۔"  
 "فکر نہ کریں۔۔۔ ہم بھی آپ سے ساری کمائی آپ کے ملک میں سنیں گے۔۔۔"  
 " تمام متعلقہ لوگوں کی موجودگی میں سننے گا۔۔۔ زیادہ مرزا آئے گا۔۔۔ انسپکٹر جیشید ہے۔۔۔  
 "کیا مطلب؟" چونکہ کر کہا گیا۔

## مہمان کا کمرہ

وہ چوکے ضرور تھے۔ لیکن انہوں نے اپنا یہ چوکنا ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔ دیے ان کے ساتھیوں نے محسوس کر لیا تھا کہ کوئی بات ضرور ہے۔ چنانچہ انہوں نے اب اشارات میں بات چیت شروع کی۔ پھر فوراً یہ پردہ فرداً دبو لے۔  
”وہ بھی۔۔۔ کھانا تو آیا۔۔۔ مارے بھوک کے میرا برا حال ہے۔۔۔  
نہ جانے کب تک تاؤ توں میں بند رہے ہیں ہم۔“

”ٹھیک ہے۔۔۔ پہلے کھانا کھالیا جائے۔“

اس کے بعد وہ کھانے پر نوت پڑے۔۔۔ کھانا بالکل نکل قسم کا تھا۔۔۔ اور پانی کی پلاسٹک کی بوتلیں ساتھ تھیں۔۔۔ چند منٹ بعد تمام چیزیں صاف ہو گئیں۔

”اوے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ مجھے نیند کیوں آ رہی ہے۔۔۔ وہ بھی اس قدر گمرا۔۔۔ اسکل جیش نے چوک کر کما۔

”اس میں بے چاری نیند کا۔۔۔ نیند کا۔۔۔ کیا قصور؟“ فاروق نے منہ بٹایا اور آنکھیں بند کر لیں۔

”مہ۔۔۔ میں بھی۔۔۔ ہاں میں بھی۔“۔ خان رہمان کی آواز بھی نیند میں ڈوب گئی۔

پھر تو وہ سب فرش پر لیٹتے ٹلے گئے۔ جب تھیں مث اس دلت میں گزر گئے۔ تو ایک آواز سنائی دی۔  
”یہ سب بے ہوش ہو گئے ہیں۔۔۔ بے وقوف کسیں گے۔۔۔ چلو اپنے پروگرام پر عمل کرو۔“

ان القاظ کے ساتھوں کرے میں ایک دروازہ کھلا اور انہیں گھیٹ کے باہر لے جایا گیا۔۔۔ پھر ایک گاڑی میں ادا گیا۔۔۔ کچھ دیر کاڑی میں سفر کرایا گیا۔۔۔ اس کے بعد پھر گاڑی سے اتا را گیا۔  
”وہ بھی۔۔۔ پنچاروا انہیں ان کے ملک میں۔“۔ کسی نے نہ کہا۔۔۔  
کہا۔۔۔

”کل جب یہ جائیں گے۔۔۔ وہ خود کو اپنے ملک میں پا سیں گے۔۔۔ مزا آ گیا۔“

اور پھر آوازیں بند ہو گئیں۔۔۔ وہ اسی طرح لیٹنے رہے۔۔۔  
وسرے دن اس کرے کا دروازہ کھولا گیا۔۔۔ اور دروازہ کھونے والے حکم سے رہ گئے۔



”ے کہتے ہیں ترکی پر ترکی جواب دتا۔“۔ فاروق کی شوخ آواز سنائی دی۔۔۔

"تب پھر ان کی تو ہو گئی ترکی تمام"۔

"وہ خیال کر رہے تھے... کہ ہمیں اونا رہے ہیں۔ جب کہ

"جی.... کیا فرمایا سر... تمہری مون کو"۔ اکرام کاٹ گیا۔  
بن رہے تھے خود اور... ہمارے ملک میں ہمیں رکھ کر ہم سے کہہ رہے  
ہیں کیوں.... کیا ہوا؟"

"یہ بہت مشکل کام ہے سر... آپ کو معلوم ہے اس ہوٹل کا

تھے... اب ہم اشارجہ میں ہیں"۔

"آخر ایسیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"یہ واقعی اس پچھر میں ہیں کہ خون کا گروپ کیسے بدلتے گیا۔

امبیں تک یہ لوگ یہ مدد حمل نہیں کر پاتے۔ طالانک بات بالکل  
سوئی رائی... جس نے دھمکی دی تھی آپ کو"۔  
"اور ایم ذی پام کون ہے؟"

"وہ... وہ تو صرف سیخیر ہے۔ ایک طرح سے وہ رانو کا خلام

کھایا نہیں تھا.... سمجھ گئے تھے کہ اس میں ضرور کچھ ملایا گیا ہے۔

لیکن رانو خود ہوٹل میں بھی نظر نہیں آتا"۔

"غمیک ہے.... ہوٹل کو سیخیرے میں لے لو۔ ایم ذی پام کو

سے پھر ان کے ملک میں پہنچا دو گیا ہے۔ جب کہ ایسیں اشارجہ

زنا کر رہے ہیں اس سے رانو کا پتا خود پوچھ لیں گے"۔

"تب پھر ہوٹل کو سیخیرے میں لیتے کی کیا ضرورت ہے؟"

جیا ہی نہیں گیا تھا.... جب وہ ایسیں اس عمارت میں بند کر کے چلے

"کیوں.... یہ کیا بات ہوئی؟"

گئے تو انہوں نے آنکھیں سکھول دیں۔ اور اپنے ذراائع انتیار کر کے

باہر نکل آئے۔ انہوں نے دیکھا.... وہ عمارت ہوٹل تمہری مون تھی۔

اب انہوں نے اکرام کو فون کیا۔

"اوہ سر... آپ لوگ کمال ہیں۔ ہم تو ملاش کر کر کے تھے

"ہدایات یہی ہیں سر... کہ ہوٹل تمہری مون کے معاملات میں

چکے ہیں"۔ ان کی آواز من کروہ چونکا۔

"چھپا ہے ہم سب کے سب کو انخواہ کر کے وہاں کیوں نہ رکھا کیا

"چھوڑو اس بات کو۔ ہم سیخیرے میں ہیں..... تم فوراً ہوٹل تمہارے

کو سیخیرے میں لے لو"۔

لک ہیں... اس وقت دراصل ہماری لڑائی یہ ہے۔"

"جب پھر... اب اپنے... اس کا آسان ترین طریقہ ہے کہ ہم

"تھیں... کیا فرمایا۔ آپ کو انخواہ کر لیا گیا تھا۔ اور وہاں رکھ کر آپ ہو جاتے ہیں۔"

"سچی ڈمشکل ہے۔ ہم فی الحال غائب بھی نہیں ہو سکتے۔"

"جب پھر... زندگی جنگ چاری رنجیں... دیے کیا یہ جنگ اونٹ

لے وند کے ارکان ہیں ہیں۔"

"ہاں بالکل۔ فوراً" روایت ہو جاؤ۔ اور کسی کو کافیں کافیں پہنچا۔

میں اس وقت دروازہ پر وحش ہوئی۔ انہوں نے سوالیے انداز

ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر محمود اٹھ کر دروازے پر گیا۔

"کون؟" اس نے پر ہجکوں آواز میں کہا۔

"سمان۔" باہر سے کہا گیا۔

"سمان کا نام بھی ہوتا ہے؟"

"سردار عرفان خان طیاری۔" باہر سے آہست آواز میں کہا گیا۔

"جی۔ کیا فرمایا۔ سردار عرفان خان طیاری؟" محمود نے بلند

آواز میں کہا گا کہ اندر تک آواز پہنچ جائے۔

"اوہ طیاری صاحب ہیں... محمود دروازہ کھول دو۔"

"ایا کہ رہے ہیں اپنے..." فرزانہ گھبرا گئی۔

"یوں... کیا ہوا؟"

"پکلی ہاتھ۔ تم نہیں جانتے۔ طیاری صاحب کون ہیں۔"

"ہو۔"

"تھیں... کیا فرمایا۔ آپ کو انخواہ کر لیا گیا تھا۔ اور وہاں رکھ کر آپ ہو جاتے ہیں۔"

"تھا۔"

"ہمارے پاس اس بات کا ثبوت بھی موجود ہے۔"

"تب تو ان لوگوں کو گرفتار کرنا ہو گا۔"

"ہاں بالکل۔ فوراً" روایت ہو جاؤ۔ اور کسی کو کافیں کافیں پہنچا۔

چلے کہ تم کہاں چھاپے مارنے جا رہے ہو۔"

"محیک ہے سر۔ آپ فرنڈ کریں۔"

انہوں نے فون بند کر دیا۔

"اس سے کیا ہو گا ہمیشہ؟" سرو فیرداوں نے کہا۔

"اس وقت ہم اور ہمارے دشمن ایک زندگی لڑ رہے ہیں۔"

ہمارے دشمن ہم سے کچھ چاہتے ہیں۔ میں ان کی خواہش پوری نہیں

کر سکتا۔ وہ کسی نہ کسی طرح اس کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور مجھے

کچھ وقت درگار ہے۔ کسی کو بچانے کے لیے۔ جب تک مجھے یہ آواز میں کہا گا کہ اندر تک آواز پہنچ جائے۔

اشارة نہیں مل جاتا کہ اب معاملہ خطرے سے باہر ہے۔ اس وقت

تک میں ان لوگوں سے تلنائی پنڈ نہیں کروں گا۔ اسی لیے میں آپ

لوگوں کو ہوٹل قمری مون سے چپ ٹھاپ لے آیا تھا۔ ورنہ ہم دہلی

رک کر دشمنوں کا سامنا کر سکتے تھے۔ آخر نہیں وہاں آتا ہی تھا۔

یکن میں چند وقت چاہتا ہوں۔ اور وہ مجھے کوئی ملت دینے پر تیار

دوسری بات... ہمیں کیا معلوم کہ باہر طیاری صاحب ہی ہیں یا کوئی اپنے... ۲۰ جنوری کی وہ شام مجھے آج تک یاد ہے۔ جب ہم نے دو  
بڑاک دشمنوں کا مقابلہ کیا تھا اور ان دونوں کو ختم کر لالا تھا۔  
کا نام استعمال کر رہا ہے۔"

"میں ان کی آواز پہچانتا ہوں.... یہ میرے دوست ہیں۔"

"ہمیں... اچھا... آپ نے آج تک ان کا ذکر نہیں کیا۔"

"بہن... مدت ہوئی... ان سے ملاقات نہیں ہوتی... عام طور پر..."

"پھر تو بھی اپنے اپنے سورج سے انکل آتے۔  
یہ کیا ماجرا ہے.... سب لوگ کہاں چھپے ہوئے ہتھے۔"

"تب پھر... یہ عین ملکن ہے.... کہ کوئی طیاری صاحب نے حرباں ہو کر کہا۔

میک آپ میں آجائے۔" فردت بولی۔

"آپ اٹھیمان سے بیٹھے جائیں... بتاتے ہیں ساری بات۔"

"ہاں! یہ عین ملکن ہے.... لیکن دروازہ کھول کر دیکھنا تو پر... وہ صحن میں بیٹھ گئے... اسکے جذبے نے انہیں چھایا کہ وہ کن

تھی... ویسے سب لوگ جنگ کے لیے تیار ہو جائیں... وہ اگر میک ملات کا شکار ہیں پھر بولے۔

آپ میں ہوا تو ہماری نظروں سے بیچ نہیں سکے گا۔"

"اب آپ ہتا ہیں... اچانک میرا خیال آپ کو کیسے آگیا اور  
وہ ادھر اور ہر ہو گئے.... پوزیشن لے لی گئی... پھر محمود نے دروازہ انی مدت آپ نے کیوں بھی میری خبر نہیں لی۔" ان کے لمحے میں

اس طرح کھولا کر خود دروازے کے ساتھ پیچھے ہٹا چلا گیا۔ ساتھ فریادیت تھی۔

اس نے طیاری صاحب کی حیرت میں ڈوبی آواز سنی۔

"بہن... کیا ہتاوں... زندگی اب مشین کی ہی ہو گئی ہے... کام"

کیا... یہ تم اتنے بڑوں کب سے ہو گئے۔"

"آن کل کیا کام کر رہے ہیں.... اور کمال رہ رہے ہیں؟"

ان الفاظ کے ساتھ کوئی اندر آگیا۔ سورج سے میں سے انہیں دنوں اپنی ہاتوں میں مصروف ہو گئے۔ جب کہ بالی لوگ بور

نے اس کا جائزہ لیا۔ پھر بلند آواز میں بولے۔

"اوہ رہے تھے... لہذا چھوٹی پارٹی تو اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئے رہ

"آج... میرے دوست سردار عرفان طیاری.... یہ تو واقعی آپ کے اسکرٹ کامران مرزا خان رعنائی اور پروفیسر داؤد... انہیں اخداقاً" ان

کے ساتھی بیٹھنا پڑا۔

"مجھے تو ان طیاری صاحب کا اس وقت آنٹھ میں جتلہ کرم  
ہے۔ فرزانہ نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تو تم ہو جاؤ ٹک میں جتل۔ تمیں کون کہتا ہے۔ د  
ہونے کے لیے۔" فاروق نے منہ بھایا۔

"اب تم سے کون مغزمارے؟" فرزانہ جل کر بول۔

"اوہ اچھا۔۔۔ تم ان سے مغزمار رہی تھیں۔۔۔ مجھے پتا نہ چلا  
ورثہ اپنا یہ جملہ شائع نہ کرتا۔" فاروق نے جبلے کئے انداز میں کہا۔

"ہے کوئی ٹک ان باتوں کی؟"

"میرے ذہن میں ایک بات آتی ہے۔۔۔ ہم چھپ کر طیاری  
صاحب کی حرکات اور سکنات کا جائزہ لیں۔" فردت نے کہا۔

"کیا اس وقت۔۔۔ اس وقت تو وہ ایجادن کے ساتھ بیٹھے ہیں۔"

"نہیں۔۔۔ رات کے وقت۔"

"اوہ ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔ ایجادن تو شاید ان کے بارے میں  
ٹک میں جانا نہیں چیز۔۔۔ لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ انہیں مجبور کر  
دیا گیا ہو۔۔۔ پلے انہیں اپنے جال میں چھانسا گیا ہو۔۔۔ اور اس کے بعد  
اوہر بھیجا گیا ہو۔"

"ہاں! اس بات کا زبردست امکان ہے۔"

"ان حالات میں ظاہر ہے، انکل کو ان پر ٹک نہیں گزرو۔

گا۔۔۔ وہ میک اپ میں تو ہوں گے نہیں۔"

"ٹک ہے۔۔۔ ہم تمام رات جاؤ کر ان کی گمراہی کریں گے۔۔۔  
ہاری باری جا گناہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہو گا۔۔۔ رات کا نصف  
 حصہ ہم میں سے نصف جائیں گے۔۔۔ اور باقی نصف باقی دوسرے  
 جائیں گے۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

"کوئی بات ایسی بھی ہے۔۔۔ ہو ٹھیک نہ رہے۔" بھن نے منہ  
بنا کر کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہربات کے بارے میں اُپ لوگ کہتے ہیں۔۔۔ یہ ٹھیک رہے  
گا۔۔۔ اس نے بھنا کر کہا۔

"اوہ ہاں۔۔۔ یہ ٹھیک رہے گا۔" فاروق فوراً بولا۔

سب نہیں پڑے۔۔۔ پھر انہوں نے اپنے آپ کو دوپارٹمنٹ میں  
 تقسیم کیا۔۔۔ پہلی پارٹی کو رات کے پہلے حصے میں جا گناہما۔۔۔ دوسری کو  
 بعد والے حصے میں۔۔۔ پہلی پارٹی میں محمود، انصاف، شوکی، فرزانہ اور  
 رفعت تھے۔۔۔ جب کہ دوسری پارٹی میں فاروق، آفتاب، علیمن، فردت  
 اور اشfaq تھے۔۔۔ دوسری پارٹی سونے کے لئے لیٹ گئی۔۔۔ جب کہ پہلی  
 گھر کے ایک کونے میں چھپ کر بیٹھ گئی۔۔۔ اور ہری پارٹی ابھی ٹک  
 باتوں میں مصروف تھی۔۔۔ آخر ان کے کمرے کی لائٹ بھی آئ کر

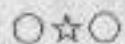
## کہ چکا

مہمان کو اس۔ کر کرے میں پہنچا کر ان پکڑ جشید اپنے کمرے میں  
آگئے۔ آج ان بیوں نے ایک کرے میں سونے کا فیصلہ کیا تھا۔  
”اس مہمان کے یارے میں کیا خیال ہے جشید؟“ پروفیسر داؤد  
نے دبی آواز میں کہا۔

”یہ میرے دوست سردار خان طیاری کا اسی چرو ہے۔۔۔ اس  
چھرے پر میک اپ نہیں کیا گیا۔“  
”اوہ۔۔۔ تب تو ہمیں غفر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ یعنی  
ہمیں لبی تان کر سو جانا چاہیے۔۔۔“  
”ہاں بالکل۔۔۔ غفر کی کوئی بات نہیں۔۔۔“

وہ بھی سونے کے لئے یہ گئے۔۔۔ ایسے میں پروفیسر نے کہا۔  
”لیکن جشید۔۔۔ زرا سوچو۔۔۔ فرض کو۔۔۔ تمہارا خیال غلط نکل  
آئے۔۔۔ اور یہ صاحب اٹھو کر گھر کا صفائیا کر دیں۔۔۔“  
”اس کا امکان نہیں۔۔۔ بس آپ آرام کریں۔۔۔“  
”تم کہتے ہو تو کر لیتے ہیں آرام۔۔۔ اور یہ بھی ذہن میں رہے۔۔۔“

دیگئی۔۔۔ اور اب صرف صحن میں ذریو کا بلب جتا رہ گیا۔  
نمیک گیارہ بجے مہمان کے کمرے کا دروازہ کھلا۔



نہ گیا۔ اٹھے اور کمرے سے نکل گئے۔  
 "خان رحمان چلتے گے.... اب شاید مجھے جانا پڑے۔" - اسکلز  
 کامران مرزا نے پروفیسر داؤڈ کا کندھا پکڑ کر ہالیا۔  
 "آخر پر ہو کیا رہا ہے۔" - پروفیسر گھبرا گئے۔  
 "شاید پکڑ میں پکڑ شروع ہے.... اسکلز جمیش نے جس آدمی کو  
 سردار عرفان طیاری خیال کیا.... وہ طیاری نہیں کوئی اور ہے.... ورنہ  
 گزبرد کیوں ہوتی۔"  
 "تب پھر ہم ایک ساتھ کیوں نہ تھیں۔" - پروفیسر نے گھبرا کر کہا۔  
 "نہیں.... ایک ایک ہی تھیک رہیں گے۔"  
 "مجھے.... ڈر لگ رہا ہے۔"  
 "مجھے بھی لگ رہا ہے۔" - اسکلز کامران مرزا مسکرائے۔  
 "لیا کہاں.... ڈر لگ رہا ہے.... اور تھیں.... یا رکامران مرزا اب  
 تم مجھ سے بھی مذاق کرنے لے۔" - پروفیسر داؤڈ بوکھلا اٹھے۔  
 "میں مذاق نہیں کر رہا۔"  
 "ہاں میں.... اورے.... تو کیا نہیں واقعی ڈر لگ رہا ہے۔" - انہوں  
 نے خوف زدہ انداز اختیار کیا۔  
 "ہاں! یہی بات ہے۔"  
 "اورے باپ رے۔" - وہ دھک سے رو گئے۔  
 "اور اب میں مزید رک نہیں سکتا۔"

جمیش کہ پھولی پارٹی بھی اس مہمان کی طرف سے بے قدر ہو گی.... اور  
 وہ بھی بھی تاں کرسو چائے گی۔  
 "کوئی بات نہیں۔" - اسکلز جمیش مسکرائے۔  
 "کویا تھیں پوری طرح اٹھیاں ہے۔"  
 "ہاں ہاںکل۔" - وہ بولے۔  
 "آؤ بھی.... پھر سوئیں۔" - خان رحمان نے کہا۔  
 سب سونے کے لیے لیت گئے.... اور پھر انہیں نیند نے اپنی  
 آنکھ میں لے لیا۔  
 اپنک کوئی آواز سن کر خان رحمان کی آنکھ کھل گئی۔  
 "لگک... کون؟" ان کے مٹے سے اٹکا۔  
 "شش" انہوں نے دیکھا اسکلز جمیش نے انہی ہوتھوں پر دکھی  
 ہوئی تھی.... کویا انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کر رہے تھے۔  
 "یہ.... یہ آواز کیسی تھی۔" - انہوں نے اشارے میں پوچھا۔  
 "مجھے معلوم نہیں.... میں ہاہر نکل کر دیکھنے جا رہا ہوں.... تم  
 نصو۔"  
 یہ کہہ کر اسکلز جمیش دبے پاؤں ہاہر نکل گئے۔ خان رحمان  
 نے دیکھا۔ اسکلز کامران مرزا اور پروفیسر داؤڈ جوں کے توں سونے  
 ہوئے تھے.... ان کی آنکھ نہیں سکھی تھی.... وہ اسی طرح چپ چاپ بستر  
 پر لیئے رہے.... جب کافی درجہ ہو گئی اور وہ اوت کرنے آئے تو ان سے رہا

"اپھا بھائی..... جاؤ پھر۔ ائمہ مالک ہے.... کچھ دیر تھارا انتظار کر کے۔ میں بھی وہیں آؤں گا۔" انہوں نے بے بھی کے عالم میں گما۔

اور انپلز کامران مرزا مسکرا دیے۔ ساتھ تھی کمرے سے نکل گئے۔ دس منٹ تک انتظار کرنے کے بعد وہ بھی بے چین ہو گئے اور کمرے سے نکل آئے۔

بیکم جمشید اپنے کمرے کے دروازے میں تھوڑی سی بھری کر کے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ اب انہوں نے بھی دس منٹ تک انتظار کیا۔ کوئی واپس آتا نظر نہ آیا۔ تو وہ بھی انھیں اور باہر نکل گئیں۔

اس کے پندرہ منٹ تک پورے مکان پر موت کا شناٹا چھایا رہا۔ پھر صحن میں ایک سرسراتی آواز سنائی دی۔

"آ جاؤ شارا۔۔۔ اب یہ سب لوگ میرے قبضے میں ہیں۔"

"بہت خوب! بیرونی دروازے کی طرف سے آواز سنائی دی۔۔۔ اور پھر قدموں کی آواز بھری۔۔۔ اور آہست آہست ختم ہو گئی۔



انپلز جمشید کے گھر کے نیچے ایک تہ فانے میں وہ سب رسیوں سے بکڑتے پڑے تھے۔۔۔ گران اور شارا انھیں غلکین نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ ان کے پیچے کرسیوں پر ان کے چھٹے دوسرے ساتھی بھی

بیٹھے تھے

"کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔۔۔ آخر یہ کیسے ہو گیا جمشید۔" پروفیسر راؤ دبو لے۔۔۔ انھیں بھی بڑی طرح رسیوں سے باندھا گیا تھا۔  
"میں سردار عرفان طیاری کی آواز سے دھوکا کھا گیا۔۔۔ آواز مصنوعی نہیں تھی۔"

"تھ۔۔۔ تو کیا طیاری نے تمیں دھوکا دیا۔"

"نہیں۔۔۔ وہ شاید ان لوگوں کی قید میں ہے۔۔۔ اور اس کا روپ دھار کر یہاں گران کیا تھا۔۔۔ اب گران اور شارا تو کسی کامیک اپ کرتے نہیں۔۔۔ وہ تو اپنا چڑو اپنی قوت سے دوسرے میں ڈھال لیتے ہیں۔۔۔ اور ایسا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ پکھے ہیں۔"

"اف مالک۔۔۔ اور جمشید۔۔۔ تمیں کب پتا چلا۔۔۔ یہ کہ سارا کام گران اور شارا کا ہے۔"

"ہوش میں آئے پر جب میں نے خود کو رسیوں میں جکڑا پایا تو فوراً" زہن اس طرف گیا۔۔۔ پھر جب میں نے رسیوں کی طرف خود سے دیکھا تو اس پر یقین ہو گیا۔۔۔ کیونکہ اس قسم کی رسیاں یہ دونوں پلے بھی استعمال کر پکھے ہیں۔۔۔ یہ رسیاں نہ تو کسی چاقو سے کٹ سکتی ہیں۔۔۔ جمل سکتی ہیں۔۔۔ اور بھتنا ان کو کھوئنے کے لیے زور لگائیں۔۔۔ اتنا ہی گوشت میں دھنستی ہیں۔۔۔ لہذا کوئی زور نہ لگائے۔"

"ارے باپ رے۔۔۔ اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ ہم پھنس

گئے۔

"فی الحال تو یہی کہا جا سکتا ہے۔"

میں اس وقت انہوں نے قدموں کی آواز سنی۔ دوسرا لمحہ  
وہ توار سے چوٹکے۔ کیونکہ آتے والا سردار عرفان طیاری تھا۔

"ہائیں۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ عرفان طیاری تو یہ رہے۔۔۔ پروفیسر رادونے  
بوکلا کر کہا۔

"عرفان۔۔۔ طیاری۔۔۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔۔۔ انپکٹر جمیش  
پھٹکا رہے۔۔۔

"انپکٹر جمیش۔۔۔ تم اس خیال میں تھے۔۔۔ کہ مسٹر بگران یہاں  
ہیرے میک اپ میں آئے تھے۔۔۔ یہ ایسا کر سکتے تھے۔۔۔ لیکن تم فوراً"  
بھاپ لیتے۔۔۔ کیونکہ میرا قد ان کے مقابلے میں بہت چھوٹا ہے۔۔۔ قد کا  
یہ فرق تم فوراً" محسوس کر لیتے۔۔۔ یہ اپنا قد بڑھاتے سکتے ہیں۔۔۔ چھوٹا  
نہیں کر سکتے۔۔۔ اوہ انہیں معلوم تھا۔۔۔ کہ میں تمہارا لگنونیا ہوں۔۔۔ تم  
ہیرے لیے فوراً" دروازہ کھول دو گے۔۔۔ اس لیے انہوں نے مجھ سے  
بات کی۔۔۔ میں تمہرا پسلے ہی ان کا غلام۔۔۔ لہذا یہ کام کیوں نہ کرتا۔۔۔

"غلام۔۔۔ کیا مطلب؟"

"مجھے جیسے نہ بات لئے آدمی اس ملک میں انشرched کے غلام  
ہیں۔۔۔ اس غلامی کے پردے میں وہ زندگی بھر بیٹھ کرتے ہیں۔۔۔"

"اوہ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔" انپکٹر جمیش چلا کے۔

"کیا ہوا جمیش"۔۔۔ خان رحمان گھبرا گئے۔

"سردار عرفان طیاری جیسے آدمی خدار ثابت ہوتے ہیں تو مجھے  
بت صدمہ ہوتا ہے خان رحمان۔۔۔ میں اسے معاف نہیں کروں گا۔۔۔"  
،" لیکن انہاڑیں مسکراتے۔۔۔

"اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا جمیش"۔۔۔ طیاری کا لمحہ  
ذہر ہلا تھا۔۔۔

"کس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا مسٹر طیاری؟" خان رحمان  
ہمناکے۔۔۔

"اس سے کہ یہ مجھے معاف کرتے ہیں یا نہیں۔۔۔ کیونکہ اس =  
خان سے اب تم لوگ زندہ سلامت نہیں نکل سکو گے۔۔۔ یہ د خان  
ہی تمہارا متبہو پہنچے گا۔۔۔ مسٹر بگران اور شارانے یہ فیصلہ کیا ہے۔۔۔"  
،"اور تم نے؟" ان کے لمحے میں طفر تھا۔۔۔

"میرا فیصلہ وہی ہے۔۔۔ ہوان کا ہے۔۔۔"

"بہت خوب! اب ہو انجمام ان کا ہو گا۔۔۔ وہی تمہارا ہو گا۔۔۔ یہ  
میرا فیصلہ ہے۔۔۔"

"رسیوں میں بھڑا ہوا جمیش شاید پاگل ہو گیا ہے۔۔۔ جو اتنا بھی  
بھی نہیں سمجھ رہا کہ اب وہ ان رسیوں سے نجات حاصل نہیں کر سکے  
ہے۔۔۔"

"لیکن مسٹر طیاری" ہم ایک شرط پر ان لوگوں کو چھوڑ سکتے

ہیں۔ ایسے میں بگران کی آواز گوئی تھی۔

"تی..... کیا مطلب میرے آقا؟" طیاری گھرا گیا۔

"ہاں۔ اگر انپکٹر جشید صرف یہ بتا دیں کہ خون کا گروپ کیسے  
بل کیا تو میں انہیں رہا کر سکتا ہوں۔"

"میں یہ کل بتا سکوں گا۔ کل سے پہلے نہیں۔" انپکٹر جشید  
مکرانے۔

"کیا مطلب.... کل کیوں اور آج کیوں نہیں۔" شاراچو گی۔

"بیس میری مرضی۔" انہوں نے سر کو جھکایا۔

"نہیں! یہ بات مرضی کی نہیں۔ اس کی کوئی وجہ ہے۔"

"اب تم جو بھی سمجھو۔"

"جب کہ ہم آج یہ معلوم کرنا پسند کریں گے۔" بگران غایا۔

"کو شش کر دیکھو مسٹر بگران۔" ان کا الجھ پر سکون تھا۔

"اوے کے۔ تیاری شروع کرو بھی۔ شارا کرو۔" بگران نے سرد  
آواز میں کہا۔

"کیا مطلب.... تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" خان رحمائی چلا کے۔

"بیس دیکھتے جائیں۔" شارا مکرا۔

"پروا نہ کرو خان رحمان۔ یہ ان کی گیدڑ بھکیاں ہیں۔ ہم ان  
میں نہیں آئیں گے۔"

"مسٹر جوزف شرہام۔" بگران کی سرد آواز گوئی۔

"لیں ہاں۔"

"اُنہیں دکھا دو۔ ہم گیدڑ بھکیاں نہیں دے رہے۔ عملی  
امتحار ہے ہیں۔"

"ہائیں مسٹر شرہام۔ آپ مسٹر بگران عرف لا ری کو ہاں کہ  
ہے ہیں۔ وند کی صورت میں تو آپ سر راہ تھے۔" فاروق بوکھلا  
کل۔

"اصل ہاں تو یہی ہیں۔ میں تو فرضی سر راہ تھا۔ اور پیشہ ذوقی  
کی فرضی سر راہ تھا۔" وہ سکرایا۔

"تو یہ کوئا نہ۔ وہ وند ہی فرضی تھا۔"

"ہاں! یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔" مسٹر شرہام نے سربلایا۔

"کیا مطلب.... یہ یہ بات خود تم کہ رہے ہو کر ہاں! یہ بھی  
کہا جا سکتا ہے۔" محمود چوٹکا۔

"ہاکل۔ وہ وند فرضی تھا۔ اصل مقصد تھا تمہیں پکڑ میں  
اے۔ انپکٹر جشید کو اپنے ملک کی عدالت سے سزاۓ موت دلوانا۔"

عنہم اپنے اس منصوبے میں بری طرح ناکام ہو گئے۔ ہمیں اندازہ  
لیں تھا کہ انپکٹر جشید ایک بہترین وکیل بھی ہیں اور وہ عدالت میں

بے قانونی نکات پیش کریں گے کہ ہم لوگ ست پٹا جائیں گے۔" مسٹر  
شرہام نے منہ بنتایا۔

"ہائیں۔ تو آپ ست پٹا گے تھے؟" فاروق کی آواز میں

گھبراہٹ تھی۔۔۔ باقی لوگ سکرائے بفیرنہ رہ سکے۔

"ہاں! اے۔۔۔ تم تو بس چپ ہی رہو۔۔۔"

"آپ نے غلطی کی۔۔۔ فاروق نے سرد آہ بھری۔

"غلطی۔۔۔ کیسی غلطی۔۔۔ بگران پوچنا۔

"آپ کو میری زبان کو بھی رسیوں سے جلد دننا چاہیے تھا۔"

"یہ لوگ اب یا تو میں ہمارا وقت ضائع کریں گے۔۔۔ یہ یوں بھی اس کام کے ماحر ہیں مسٹر شریام۔۔۔ آپ اپنا کام شروع کریں۔۔۔ جب تک انپکٹر جمشید زبان نہ کھولیں۔۔۔ اپنا کام ہماری رکھیں۔"

"بہت بہتر سر۔۔۔ اس نے کہا۔

"ایک بات نوٹ کر لیں۔۔۔ انپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

"اور وہ کیا؟"

"کل سے پہلے نہیں بتاؤں گا۔۔۔ اور بتاؤں گا بھی سب کے سامنے۔"

"کیا مطلب۔۔۔ سب کے سامنے۔۔۔ یہاں تک تو موجود ہیں۔"

"نہیں۔۔۔ تمام مختلف لوگوں کے سامنے بتاؤں گا۔"

"تجھ ہی بتائے کی تیاری کرو۔۔۔ اور ان لوگوں کے نام بتاؤ۔۔۔ جن کے سامنے بتانا چاہئے ہو۔۔۔ ان سب کو یہاں جمع کرنا ہمارا کام ہے۔۔۔"

"میں ایک بات کہر چکا۔۔۔ بس کہر چکا۔۔۔ انپکٹر جمشید کا بھرپور

لے لیے تیار ہیں۔"

تم۔

"اور میں بھی ایک بات کہر چکا۔۔۔ بس کہر چکا۔۔۔ جو نہیں تم اخان کو دے گے کہ میں بتائے کے لئے تیار ہوں۔۔۔ میں ان لوگوں کو بھاں بھاں گا۔۔۔ اور پھر تم مزے لے کر بتانا۔۔۔ کہ یہ سب کیسے ہوا؟"

"مسٹر بگران۔۔۔ آپ ہمارے جائیں گے۔۔۔ یہاں تک کہ کل کا دن آ جائے گا۔۔۔ اور جو نہیں کل کا دن شروع ہو گا۔۔۔ ہماری فتح کا سورج طیور ہو چکا ہو گا۔۔۔ تلتلت ہر حال میں تمہارا مقدر بن جائے گی۔۔۔ اس بات کو آپ اس طرح لے لیں۔۔۔ گرفت کیا۔۔۔ آپ کل کے بعد بڑی کمالی ہم سے سن لیں۔۔۔ ہم سب کو موت کے گھنات اتار دیں۔۔۔ یہاں پہنچنے والے موجود ہوں۔۔۔ ان سب کو بھی موت کے گھنات اتار دیں۔۔۔ تب بھی ہمارے آپ کی ہو گی۔۔۔ ہم مر کر بھی یہ کیس جیت جائیں گے۔۔۔ اس طرح یہ ہماری زندگی کا آخری کیس ہو گا۔۔۔ لیکن ناکام کیں۔۔۔ کامیاب ترین کیس۔۔۔ لوگ اس کیس کی کمالی حیران ہو کر بھیں گے۔۔۔ اور مدقائق ہمیں اپنی دعاویں میں یاد کریں گے۔۔۔ لہذا یہ دوا پکھہ مندگاہ نہیں ہو گا۔۔۔ یہاں میرے ساتھیوں۔۔۔ آپ سب کو یہ سودا نکلوار ہے۔۔۔"

"بالکل منکور ہے۔۔۔ وہ سب ایک ساتھ سکرائے

"ویکھا مسٹر بگران۔۔۔ یہ سب لوگ کس طرح میرا ساتھ دینے

لے لیے تیار ہیں۔"

"ابھی یہ زبانی باتیں ہیں۔" - بگران مکرایا۔

"تو پھر عملی باتیں شروع کریں۔"

"مسٹر شریام... اب میں مزید باتیں نہیں سن سکتا ان کی۔"

بگران گرجا۔

شریام آگے آیا.... وہ انپکٹر جشید کی بالکل سیدھے میں کھڑا ہو گیا.... پھر اس نے تہ جانے کیا کیا.... ان کے مند سے ایک دل روز بیٹھا بلند ہوئی۔



## تمام تعریفیں

ان کی بیچ نے انہیں لرزہ دیا..... ابھی ان سب کو یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ وہ بیٹھنے کیوں تھے۔

"ایک ایک بیچ ان کی بھی سناؤ مسٹر شریام۔" - بگران کی آواز

لہرائی۔

اور پھر باری باری ان سب کی چیزوں کو صحیح چل گئیں۔ اب ان سب کو معلوم ہو گیا کہ وہ کیوں بیٹھتے۔

"اور کتنی چیزوں کے بعد ہتھیار ڈالو گے انپکٹر جشید۔ ایک تی بار بتاؤ" - بگران ہسا۔

انہوں نے کوئی بواب نہ دیا..... ابھی تک وہ اس تکلیف کی رو میں تھے۔ شریام نے ہلوپاپ کے ذریعے ایک ایک سوئی ان کے جسموں میں اتاری تھی..... سوئی گویا دہقان آگ کی طرح جسم میں داخل ہوئی تھی اور اندر داخل ہونے کے بعد بھی وہ آگ کے انگارے کی سی جلن پیدا کر رہی تھی..... اس جلن میں کمی نہیں ہو رہی تھی۔ اگرچہ سوئی جسم میں داخل ہوئے اب قرباً" ایک منٹ گزر گیا تھا۔

"ایک منٹ گزر کیا..... اگر تم بتانے پر تیار ہو تو ٹھیک..... ورنہ سب لوگ ایک ایک سوچی اور وصول کرو۔"

"نہ نہیں..... نہیں۔" وہ چلا اٹھنے آنکھوں میں خوف دوڑ کیا۔ یہاں تک کہ اسپلٹر جمیلہ کی آنکھوں میں بھی خوف ہی خوف تھا۔ اس قدر شدید تکلیف مزید برداشت کرنے کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ جب کہ ابھی صرف ایک منٹ گزر اتحاد اور اضیں تو گزارنا نہیں تھے۔ اس خیال نے اپنی لرزادیا۔

"تب پھر اسپلٹر جمیلہ بٹائیں۔ اور بتانے سے پہلے ایک بات نوٹ کر لیں۔"

اسوں نے سوالیہ انداز سے ان کی طرف دیکھا۔

"اگر تم لوگ یہ سوچ رہے ہو کہ ایک دو سویاں اور لگیں تو تم لوگ بے ہوش ہو جاؤ گے اور اس طرح تھیں وقہ مل جائے گا۔ جی نہیں۔ یہ غلط خیال ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"مطلب یہ کہ ایسا ہر گز نہیں ہو گا۔"

"کیسا ہرگز نہیں ہو گا۔"

"تم لوگ بے ہوش نہیں ہو گے۔ یہ سویاں آدمی کو بے ہوش نہیں ہونے دیں گی۔ یہ تو جواں کو اور جگائیں گی۔"

"یہ..... یہ کیسے ممکن ہے۔"

"ان کی تکلیف مر جیسی ہی لگا دیتی ہے..... ان مر جوں کی وجہ سے نیند نہیں آتی۔ یہی کوئی اپنی انگلی کاٹ کر اس پر مر جیسی چھڑک دے۔"

اپنیں یاد آکیا۔ ابھی کچھ اسی حدت پہلے اپنیں جانے کے لئے ہے ترکیب کرنا پڑی تھی۔

"دیکھئے مشرب گران۔" ہے تجھ کہ یہ سویاں ایک الٹکی تکلیف پہنچا رہی ہیں۔ چنان ہم بھی مجبور ہیں۔ کل سے پہلے کچھ نہیں بتا سکتے۔"

"او کے..... مشرب گران۔" یہ لوگ باتوں کے بھوٹ نہیں ہیں۔ سویاں کے بھوٹ نہیں۔"

"میں سمجھ گیا ہو دیکھ رکھوں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ان نے دوسری سویل اسپلٹر جمیلہ کی طرف پہنچنکر دی۔ ان کے مذ میں پھرول دوز جنگ نکل گئی۔ ساتھ ہی ان نے باقی لوگوں کو بھی ایک ایک سویل کا تحفہ اور دے دیا۔ ان سب کی چیزوں نے مانول میں تحریر ابھت پیدا کر دی۔

"اسپلٹر جمیلہ..... اپنی نہیں تو اپنے ساتھیوں کی عالت پر رحم کرو۔ ذرا ویکھو۔ پروفیسر داؤڈ کی اپ کیا حالت ہے۔ کیا ان میں تیسری سوکی برداشت کرنے کی ہمت ہے۔ ذرا شوکی ہو اور ذکر کو دیکھو۔ اور ذرا اپنی نیکم کی طرف دیکھو۔"

انہوں نے سب پر ایک نظر ڈالی..... پھر بولے۔  
”بان! میں محسوس کر سکتا ہوں..... کیوں ساتھیوں... آپ لوگ کی  
کہتے ہیں؟“

”یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے جو شید۔“ پروفیسر داؤد نے پر اسا  
منہ بیٹایا۔

”تنا انپلکٹر جو شید..... پروفیسر داؤد نے کیا کہاے؟“

”تم غلط سمجھے پروفیسر بگران۔“ پروفیسر داؤد بڑی مشکل سے  
مکرانے۔ مارے تکلیف کے ان کے لیے مکرانے اور پاتیں کرتا تو  
قریب قریب ناممکن ہو رہا تھا۔۔۔ پھر بھی انہوں نے مکرانے کی بھروسہ  
کوشش کی تھی۔

”میں نے ہوا انپلکٹر جو شید سے یہ کہاے کہ یہ بھی کوئی پوچھنے کی  
بات ہے.... تو اس کا مطلب یہ تھا۔۔۔ کہ اپنی بات پر ذمہ رہو اور ہم  
سے پکھنا پوچھو۔۔۔“

”او کے.... اگر آپ کا مطلب یہ تھا تو پھر میں اپنی بات کا  
مطلوب شرہنام کو سمجھا دتا ہوں..... مسز شہنام تم میری بات کا مطلب  
سمجھ گئے ہو۔۔۔“

”بان سر۔۔۔“

اس نے کہا اور ایک سوئی سب کی طرف پھینک دی۔۔۔  
اس ہمار ان کی چیزوں پسلے سے بھی زیادہ بلند تھیں۔

عین اس وقت انہوں نے اوپر قدموں کی آوازیں شن۔۔۔ شاید  
کچھ لوگ ان کے گھر میں داخل ہوئے تھے۔  
”آگئے۔۔۔ آگئے۔۔۔“ شوکی پکارا۔

”کون آگئے۔۔۔“ بگران پڑا۔

”آپ کے خیال میں یہ کون لوگ ہیں؟“

”ہمارے ساتھی۔۔۔ ہم کچھ لوگوں کو گرانی کے لئے اوپر بھی  
چھوڑ کر آئے ہیں۔۔۔ تاکہ ہمارے کام میں ذرا سی بھی داخل اندازی نہ  
ہو۔۔۔“

”اوہ۔۔۔ میرا خیال تھا۔۔۔ ہمارے ساتھی آگئے ہیں۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ فکر نہ کرو۔۔۔ وہ جیسی آئیں گے۔۔۔ آئیں گے۔۔۔ تو  
انہیں بھی یہاں پہنچا دیا جائے گا۔۔۔ آج کی تاریخ میں ہم نے اتنے پخت  
کام کے ہیں کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔“

عین اس وقت بگران کی جیب میں رکھے آئے پر اشارہ موصول  
ہوا۔۔۔ اس نے آکہ نکال کر اس کا بہن دیا اور بولا۔

”بان کا گھو۔۔۔ کیا بات ہے؟“

”سرہ۔۔۔ ساتھ دالے گھر میں کچھ گزیز کے آثار ہیں۔۔۔ ایسا لگتا  
ہے کہ جیسے کچھ لوگ اس گھر میں داخل ہوئے ہیں۔۔۔“

”عین سمجھ گیا۔۔۔ انپلکٹر جو شید کے کچھ مباحثت یا گم شیرازی کے گھر  
کے راستے اس گھر میں آنے کے لئے پر قول رہے ہوں گے۔۔۔ انہیں

اڑا دو۔

"اوے سر۔"

"نہ نہیں..... نہیں..... آپ ایسا نہیں کر سکتے۔" انپلز جہشید  
چلاتے۔

"اور میں کیوں ایسا نہیں کر سکتا؟" بگران پہن۔

"اس لیے کہ آپ بگران ہیں..... کوئی عام مجرم نہیں..... جاؤ جو  
خون نہیں بھاتے پھرتے۔"

"اوہ ہاں..... یہ تھیک ہے..... اچھا کانگو۔" صرف بے ہوش کرنے  
 والا جم۔"

"اوے سر۔"

پھر اوپر سکوت پھایا۔

"اب ہم پھر سے اپنا کام شروع کرتے ہیں..... مسٹر شریام اس  
وقت تک کتنی کتنی سویاں ان کے جسموں میں داخل ہو پکی ہیں۔"

"تین تین۔"

"اور تمارے سے پاس کل کتنے سویاں ہیں۔"

"تین سو کے قریب۔"

"بھتی داہم۔ ان کی تعداد سو لے سترہ ہے..... جویا ہر ایک کے حصے  
میں کم از کم پندرہ سو لے سویاں تو آئیں گی نا۔"

"اگر یہ کم پندرہ سو لے سویاں تو میں دوسرا پیکٹ کھول لوں گا۔" میں نے یہ

تایا ہے کہ اتنی سویاں بلوپاپ میں ہیں۔"

"اوہ تب تو تھیک ہے۔ اب اس صورت میں بھرگی کوئی بات  
نہیں۔" بگران نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں تو پھر ہو جائے چوتھی سوئی۔"

"ایک منٹ مسٹر بگران۔" انپلز جہشید بھرا گئے۔

"کیوں..... کیا ہمت جواب دے گئی ہے۔"

"اس نے تو جواب پہلی سوئی کے بعد ہی دے دیا تھا۔" میں نے  
اس کا جواب سنائی نہیں تھا۔ فاروق کی آواز سنائی دی۔

انہیں ایک جھککا سانگا۔ سب نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر فاروق  
کی طرف دیکھا۔

"فاروق! یہ تم بولے تھے۔"

"میرا خیال ہے۔ میں ہی بولا تھا۔ آواز تو میری ہی تھی۔"  
اس کے بھے میں جرت تھی۔

"اوہ..... اوہ..... اب مجھے کوئی پرواہ نہیں۔" انپلز جہشید بولے۔

"کیا مظاہر؟" بگران اور شارا ایک ساتھ بولے۔

"میں دیکھتا چاہتا تھا۔ اب میرے ساتھیوں کا کیا حال ہے۔  
اب ان کا کیا خیال ہے۔۔۔ لیکن فاروق کے جواب نے مجھے بتا دی  
ہے۔۔۔ ابھی ہم اور سویاں برواشت کر سکتے ہیں۔"

"لیکن انپلز جہشید۔" تم نے دوسرے پہلو کی طرف تو دھیں

دی۔۔۔ مگر ان مسکرا دیا۔۔۔

"اور وہ کیا۔۔۔"

"یہ تو قاروق ہے..... جب کہ تمہارے ساتھیوں میں پروفیسر راؤ  
جیسے کمزور لوگ بھی موجود ہیں..... شوکی برادرز جیسے بزرگ لوگ بھی  
موجود ہیں۔۔۔"

"یہ..... یہ میں نے کیا تھا ہے۔۔۔" پروفیسر راؤ نے کھوئے کھوئے  
انداز میں کہا۔

"اور ہم نے کیا تھا ہے۔۔۔"

"جو سنا ہے۔۔۔ اسی کے مطابق جواب دو۔۔۔" اسپنڈر کامران رضا  
نے فوراً کہا۔

"تو پھر جواب یہ ہے۔۔۔ میں ابھی اور سوئیاں برداشت کر سکتا  
ہوں۔۔۔ پروفیسر راؤ نے فوراً کہا۔

"اور ہم بھی آپ سے پہچھے نہیں رہیں گے۔۔۔ شوکی نے کہا۔

"یہ کہنا آسان ہے۔۔۔ شادرا ہنسی۔۔۔"

"تم عمل شروع کرو۔۔۔"

"شہزادہ۔۔۔ یہ لوگ۔۔۔ جیسا کہ میں نے پہلے یہ کہا تھا۔۔۔ (اون  
کے بحوث ہیں۔۔۔)"

"اوکے بارے میں۔۔۔ یہ پچھلی سوئی برداشت نہیں کریں گے۔۔۔  
ہرین کا یہی کہنا ہے۔۔۔ بڑے سے بڑا طاقت ور۔۔۔ بڑی سے بڑی ہمت

والا اور زیادہ سے زیادہ قوت برداشت والا شخص بھی پچھلی کے بعد  
ہمت ضرور ہار دے گا۔۔۔"

"تب پھر انہیں پچھلی خواراک دے گو۔۔۔ مگر ہم یہ خوشخبری  
نہ سکیں۔۔۔"  
"(اوکے بارے میں۔۔۔)"

جو تھی شہزادہ کا رخ ان کی طرف ہوا، ان کے رنگ اڑ گئے۔۔۔  
جمیوں میں تین تین یکمودوں پر پسلے ہی آگ لگی ہوئی تھی۔۔۔ اب  
پچھلی جگہ آگ لگنے والی تھی۔۔۔ پھر باری باری ان کی چیخیں گوئی چلی  
چکیں۔۔۔ سب کے ایک ایک سوئی داخل کرنے کے بعد شہزادہ رک  
کیا۔۔۔

اوہر ان کے پھرے سیاہ پڑتے چاہ رہے تھے۔۔۔ آگ کی جنم  
ہائل برداشت ہو چکی تھی۔۔۔ ایسے ہی اسپنڈر جیشید کی آواز سنائی دی۔۔۔  
"مسٹر مگر ان۔۔۔ آپ کے نائب جوزف شہزادہ نے نجیک کہا تھا۔۔۔  
پچھلی سوئی کے بعد ہم لوگ ہمت ہار بیٹھیں گے۔۔۔ میں ہمت ہار بیٹھنے  
کا اعلان کرتا ہوں۔۔۔"

"آپ کا یہ اعلان سن کر ہمیں از حد خوشی ہوئی۔۔۔ مگر ان نے  
فوراً منہ کھووا۔۔۔"

"لیکن ہمیں نہیں ہوئی۔۔۔ شوکی کی آواز سنائی دی۔۔۔ اگرچہ اس  
کے حلقوں سے بہت مشکل سے آواز نکل سکی تھی۔۔۔"

"اگلی مطلب... تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔" انسکلر جیشید اس کی طرف تھے۔

"ہاں! نہیں ہوئی خوشی۔" اس بار رفتہ بولی۔

"ہم سب کو کوئی خوشی نہیں نہیں ہوئی، آپ کا یہ اعلان سن کر۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"ارے... ان میں سے تو کسی کو بھی خوشی نہیں ہوئی۔" انسکلر کامران مرزا چونکے۔

"لیکن مجھے اور آپ کو تو خوشی ہوئی ہے۔" انسکلر جیشید مسکرائے۔

"اگلی مطلب... آپ دونوں کو کس بات کی خوشی ہوئی ہے۔" فرزانہ چوکی۔

"اس بات کی کہ چوہلی سوئی وصول کرنے کے بعد بھی ہماری ہمیشہ ابھی تک جواب نہیں دے سکیں۔ جب کہ ان کا دعویٰ تھا۔ چوہلی سوئی کے بعد کوئی مقابلے میں ڈانا نہیں رہ سکتا۔"

"اوہ! تو آپ اس بات پر خوش ہو رہے ہیں۔"

"ہاں! یا اکلے میں دیکھنا چاہتا تھا۔ ہمارے ساتھیوں میں اگر کس کی بہت ابھی تک جواں ہے۔"

"اب میں سمجھی.... آپ ہمارے لئے پریشان نہ ہوں۔"

"بہت خوب.... مسٹر گران اور مس شارل۔ تم لوگوں نے سنا۔"

انہوں نے پریشان ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر ان کی نظریں بوزٹ شریاں کی طرف اٹھ گئیں۔

"یہ کیا مسٹر شریاں.... تم نے تو کہا تھا کہ چوہلی سوئی کے بعد ان کی بہت ہائل جواب دے جائے گی۔" گران کی آواز سے بھلاہٹ نکل رہی تھی۔

"معاف بھیجئے گا۔۔۔ سر۔۔۔ میں نے اپنا خیال ٹھیک سنایا تھا۔۔۔ بلکہ جن لوگوں نے یہ سوئیاں تیار کی ہیں۔۔۔ ان کی گارنٹی بتائی تھی۔"

"اوہ اچھا۔۔۔ خوب۔۔۔ اب پانچویں خوراک بھی، دیکھ لیتے ہیں۔"

"بہت بہتر۔"

بوزٹ نے پانچویں سوئی بھی سب کے جسموں میں داخل کر دی۔۔۔ ان کی چینوں سے ایک بار پھر ڈخان گونج اٹھا۔

ان سب کے چہرے اس بار بالکل تاریک ہو گئے۔۔۔ جسم اوہر اور لڑک گئے۔

لیکن اس کے باوجود وہ بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔۔۔ اگر بے ہوش ہو جاتے تو پھر معاملہ ان مکے لیے بہت آسان ہو جاتا۔

اور اس معاملے میں مشکل یہی تھی۔۔۔ کہ ان میں سے کوئی بھی بے ہوش نہیں ہوا تھا۔

اور ہوش میں رہ کر چار سو یوں کی تکمیل برداشت کرنا بھی ان کا کارنامہ تھا۔

اپکل جشید نے ان سب کو ترقی نظروں سے دیکھا۔ اور پکار  
اٹھے۔

"تمام تحریف ایک اللہ کے لئے ہیں..... جس نے ہم سب کو  
اس قدر بہت عطا کی ہے۔"  
میں اس وقت بگران کے آئے پر اشارہ موصول ہوا۔

○☆○

بگران نے فوراً "آل جیب سے نکلا اور آن کرنے پر بولا۔

"ہاں کا گلوپ اب کیا ہے۔"

"سریں یقین شیرازی کے گھر میں پراسرار نقل و حرکت پھر  
خوس ہو رہی ہے۔"

"کیوں..... کیا تم نے بے ہوش کرنے والا کیس بم نہیں پھینکا  
تاہم؟" بگران کا لب نافٹھکوار تھا۔

"بالکل پھینکا تھا سریں..... اور وہاں موجود سب لوگ بے ہوش ہو  
گئے تھے۔"

"یہ تم نے کیسے کہ دیا کہ وہاں موجود لوگ بے ہوش ہو گئے  
تھے۔"

"گیس نکل جانے پر میں نے نہر قو کو وہاں کا جائزہ لینے کے لئے  
بیجا تھا سر۔"

"اوہ اچھا۔ اگر وہاں پھر الپل ہے۔ تو ایک بم اور سس۔"

"ٹکریہ سر۔"

"اور کامگو۔ اب ایسی خبر سنا کر میرے کام میں رکاوٹ نہ بخوبی خود کر لینا ہو کر سکتے ہو۔ اوپر کی ذمے داری تباہی ہے۔۔۔ اور سے کوئی اس طرف نہ آئے بس۔"

"او کے سر۔۔۔ آواز سنائی دی۔۔۔ اور گران نے آدھی بیب میں رکھ لیا۔

"پے وقوف کہیں کا۔۔۔ معمول باتوں پر جنگ کرتا ہے۔۔۔ ہال صدر جوزف۔۔۔ کتنی سو بیان ہو گئیں۔"

جوزف شرnam کی طرف سے کوئی جواب نہ ملے پر گران اور شارا نے اس کی طرف دیکھا تو وہ فرش پر لٹکا نظر آیا۔

"ارے۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ مشریع جوزف شرnam۔۔۔ تمہیں کیا ہوا۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

جوزف کی طرف سے اپنی کوئی جواب نہ ملایا۔۔۔ وہ بوکھلا کر اس پر جنگ لگئے۔۔۔ وہ سرے لئے وہ بست زور سے اچھلے۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ مشریع جوزف شرnam تو ہے ہوش ہو چکے ہیں۔"

"یا!!! گران کے مب ساتھی ایک ساتھ چلائے۔۔۔

"لیکن کیسے۔۔۔ یہ کیسے ہے ہوش ہو گئے۔۔۔ ابھی تو یہ بالکل

نیک تھے۔۔۔ ان پر ہڑے لے لے کر سو بیان پیچنک رہے تھے۔۔۔

"پہ پتا نہیں۔۔۔ ہم کامگو سے ہونے والی بات پیش کی طرف لگ گئے اور اوہ ہر یہ لڑکنک رکے۔۔۔

اب گران اکڑوں اس کے پاس بیٹھ گیا اور لگا اس کا جائزہ لینے۔

"کوئی زخم نہیں ہے۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ لیکن یہ بے ہوش ہو چکا ہے۔۔۔ گران بیڑا ہے۔۔۔

"تب پھر یہ کہا جا سکتا ہے۔۔۔ ان کی بے ہوشی کا وقت آگیا تھا۔۔۔ یہ قدرتی ہے ہوشی کا ذکار ہوئے ہیں۔"

"ہاں! اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔۔۔ خبیر۔۔۔ اس دفعے کا جلوس تو ہست ہے،۔۔۔ لیکن ہم اپنا کام روک بھی تو نہیں سکتے۔۔۔ مشریع جوزف۔۔۔ اس کے منہ سے ہو پاپ نکال لو۔"

"او کے سر۔۔۔ چڑناکے بولا اور بے ہوش جوزف کی طرف چلے۔۔۔

"وہ۔۔۔ وہ اس کے منہ میں نہیں ہے۔"

"لیکن۔۔۔ کیا مطابق۔۔۔ ہو پاپ اس کے منہ میں نہیں ہے۔"

ان، شارا اور دوسرا بڑا چلا اٹھے۔

"ہاں۔۔۔ نہیں ہے۔"

"تب۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ کہاں چلا گیا۔۔۔ گران انک انک آریوا۔"

"اس۔۔۔ اس کے پیٹ میں۔"

چڑناٹے نے کھوئے کھوئے دار میں کہا۔

"ارے۔۔۔ نہ نہیں۔"

گران چلا اٹھا۔

"تب پھر مشریع گران اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے... غلطی سے سانس کے ذریعے ہو پاپ یہ مسلم چینٹنے لگا۔  
اس کے حلق سے نیچے اتر گیا اور ذہری سویں کی وجہ سے بے ہوش  
ہو گیا۔" - "اوہ... کیا ہو گیا ہے تمیں۔" - بگران نے جھاکر کہا۔  
"ایک ذرا سی نکلنے تمیں اس قدر چینٹنے پر مجبور کر دیا۔"  
شارانے منہ بٹایا۔

"ہاں! بالکل یہی بات ہے۔"

"افسوں ہواب... ارسے ہاں... اس کی جیب میں اور سویں  
ہیں... وہ نکال لو۔"

چڑھنائے نے سویں کا دوسرا پیکٹ نکال لیا۔

"لیکن سر... یہاں اور ہو پاپ تمیں ہے۔"

"کوئی بات نہیں... ہم سویں پیکلی سے پکڑ کر ان کے جسم  
میں داخل کریں گے۔"

"لکھ... کہیں... اس طرح سویں ہمیں نقصان نہ پہنچائیں۔"

"نہیں بھی... جب یہ جسم میں داخل ہوتی ہیں... تب بلز  
پیدا کرتی ہیں... ہوزف کے بھی جسم میں چیزیں ہیں۔ اس لئے"

"بے ہوش ہو گیں... وہ بھی اس لئے کہ یہ دم تمام سویں پہنچائیں۔"

"ہوں نہیں ہے۔"

اب چڑھنائے نے پیکٹ کو کھولا اور ایک سوئی اس میں سے پہنچ آجائا۔" - فاروق کی توازن سنائی دی۔

میں لے لیں... پھر وہ اسکلر جشید کی طرف بڑھا... ہونی وہ ان کے

نزویک پہنچا۔ اسکلر جشید کری سمیت اچھے اور اس سے تکراگئے۔

چڑھنائے کی دل پور جن نے پورے خانے کو لرزادا... پھر

"اوہ... کیا ہو گیا ہے تمیں۔" - بگران نے جھاکر کہا۔  
"ایک ذرا سی نکلنے تمیں اس قدر چینٹنے پر مجبور کر دیا۔"  
"تم رانے منہ بٹایا۔

"تن... نہیں... سوئی میرے بازو میں داخل ہو گئی ہے۔"

"لوہ... پیکٹ مجھے دے... اب یہ کام میں کروں گا... اور دیکھوں  
کہ کسے اسکلر جشید کری سمیت مجھ پر حملہ کرتا ہے۔" - بگران کی  
واز صد درست بھینٹلائی ہوئی تھی۔

"پپ... پیکٹ... وہ... وہ تو جب نکر گئی... ہاتھ سے نکل گیا  
قا۔"

"حد ہو گئی۔" - شارا پھنکا کری۔

پھر انہوں نے پیکٹ کی تلاش میں نظرس اورہ اورہ دوڑاں۔  
"جیت ہے... پیکٹ کمال گیا۔" - بگران نے پریشانی کے عالم میں

ڈیکھنے والی آنکھیں تمہارے پاس نہیں ہیں... ورنہ فوراً" نظر

میں لے لیں... پھر وہ اسکلر جشید کی طرف بڑھا... ہونی وہ ان کے

نزویک پہنچا۔ اسکلر جشید کری سمیت اچھے اور اس سے تکراگئے۔

چڑھنائے کی دل پور جن نے پورے خانے کو لرزادا... پھر

کیا کریں، مجبور ہیں سے بولے بغیر وہ نہیں سکتے... ورنہ اس

انہیں واقعی ساف نظر آ رہا تھا۔۔۔ اب یہ تو اللہ تعالیٰ کا ہی کام تھا کہ وہ  
انہیں نظر نہ آتا۔۔۔

”عجیب بات ہے۔۔۔ آخر ہمیں پیکٹ نظر کیوں نہیں آ رہا۔۔۔“  
”میں آپ کو بیٹا دوں بکل اگر ان۔۔۔ رفت متنالی۔۔۔“

”باں بتاؤ پیاری بچی۔۔۔ بگران فوراً“ اس کی طرف ملا۔۔۔ اس  
نے اس طرف بھی توجہ نہیں کی رفت نے اسے کیا کہ کر پکارا تھا۔  
”ہمیں! یہ میں یک دم پیاری بچی بھی ہو گئی۔۔۔“ رفت نے  
حیران ہو کر کہا۔

”باں! تم بہت زیادہ پیاری بچی ہو۔۔۔ جلدی بتاؤ۔۔۔ سویوں کا  
پیکٹ کمال ہے۔۔۔“

”بتاؤ قی ہوں۔۔۔ پسلے میری ایک فرماںش پوری کریں۔۔۔“  
”خبردار رفت۔۔۔ دماغ تو نہیں چل گیا۔۔۔ وہ سویاں ہمارے  
جسموں میں داخل کی جائیں گی۔۔۔ محمود گرجا۔

”ارے باپ رے۔۔۔ لیکن محمود۔۔۔ یہ بھی تو دیکھو۔۔۔ پسلے میں  
ان سے اپنی فرماںش پوری کرائی ہوں۔۔۔“

”دیکھو پیاری بچی کم از کم میں تم لوگوں کی رسیاں نہیں کھووں  
گا۔۔۔ بگران سکرایا۔۔۔“

”گوئی ماریں رسیوں کو۔۔۔“ رفت نے جلا کر کہا۔

”ہمیں۔۔۔ تو پھر اور کیا فرماں جے تمہاری؟“

وقت بولنا دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا ہے۔۔۔“

”ارے تو کیا پیکٹ تمہیں نظر آ رہا ہے۔۔۔“

”ہاں ہاکل نظر آ رہا ہے۔۔۔“ فاروق سکرایا۔

”کمال ہے وہ۔۔۔“

”ہم اتنے بے دوقوف نہیں کہ بتا دیں پیکٹ۔۔۔ نج۔۔۔ نج۔۔۔  
نج۔۔۔“

”ہم بس بس۔۔۔ اتنا ہی کافی ہے۔۔۔ انپکٹر جمیش چلا اٹھے۔۔۔“

”اوہ۔۔۔ مجھ سے تو واقعی وہ ہو چلی چھی۔۔۔“ فاروق بوجھا اٹھا۔

”وہ ہو چلی چھی۔۔۔ یار تم جنتے ادھورے کیوں چھوڑ دیتے ہو۔۔۔“

”چھٹی ہمت پا آتا ہوں۔۔۔ اتنا بول دتا ہوں۔۔۔ اس کے بعد ہر  
ہمت جمع کرتا ہوں تو پھر بول دتا ہوں۔۔۔ تم محسوس کرائی رہے ہو کہ  
اس وقت ہمارے پاس ہمت کی کس قدر کی ہے۔۔۔“

”ہاں! یہ تو ہے۔۔۔ آج اس چیز کی ہمارے ہاں واقعی ہمت کی  
واقع ہو گئی ہے۔۔۔ خیر کوئی بات نہیں۔۔۔ جب ان سویوں کا اٹر قائم ہو  
گا۔۔۔ طالث الحال ہو جائے گی۔۔۔“

”ارے! میں کہتا ہوں۔۔۔ سویاں کمال ہیں۔۔۔ ڈھونڈو ان کو۔۔۔“

بگران چلا اٹھا۔۔۔

وہ بوجھا ہمت کے عالم میں اوہرا در ہر سویوں کو ڈھونڈنے لگے۔۔۔  
اوہ وہ دل میں دعا کرنے لگے کہ وہ نہ ملے۔۔۔ جب کہ پیکٹ

"ایک عدد ثانی"۔

"کیا کہا۔۔۔ ایک عدد ثانی۔۔۔ تھت۔۔۔ تم پاگل ہو گئی ہو۔۔۔ ایک  
ثانی کے بد لے سوئوں کا بیکٹ انہیں دکھاؤ گی"۔

"م۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔ ثانی کی طلب بڑھتی جا رہی ہے"۔  
رفعت کے انداز میں حد درستے گھبراہٹ تھی۔

"ارے باپ رے"۔۔۔ پروفیسر داود پاکار اٹھے۔

"اب۔۔۔ اب آپ کو کیا ہوا"۔۔۔ آصف ان کی طرف مرا۔

"خوبی کو دیکھ کر خوبی نے رنگ پکڑ لیا"۔۔۔ پروفیسر داود  
مکرانے۔۔۔

"ہم۔۔۔ ہم سمجھے نہیں اکل۔۔۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"۔۔۔

"رفعت کو اگر پہن کی بھوک لگ سکتی ہے تو مجھ کھائی کی  
بھوک کیوں نہیں لگ سکتی"۔

"اوه اور۔۔۔ اسے کہتے ہیں۔۔۔ ناج نہ جانے آنکن نیزھا"۔ خان  
رحمان بنے۔۔۔

"م۔۔۔ میں کیا مطلب۔۔۔ خلیف آن۔۔۔ میر۔۔۔ میرا مطلب ہے۔۔۔  
انکل خان رحمان۔۔۔ کے کہتے ہیں۔۔۔ ناج نہ جانے آنکن نیزھا"۔ محمود  
کے لمحے میں بلا کی چیرت تھی۔

"شاید میں غلط حکایہ بول گیا ہوں۔۔۔ ناجہ" میں یہ کہنا چاہتا تھا  
کہ سوال گندم جواب پڑنا۔۔۔ م۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔ یہاں شاید یہ بھی فٹ

نہیں بیٹھ رہا۔۔۔ نہیں بیٹھ رہا تا۔۔۔ انہوں نے تائید کروانے والے انداز  
میں ان کی طرف دیکھا۔

"نہیں بیٹھ رہا تو کھڑا رہنے دیں۔۔۔ آپ کا کیا جاتا ہے"۔

"اوه ہاں! یہ بھی نہیک ہے۔۔۔ کھڑے رہو بھی۔۔۔ ارسے مم۔۔۔  
مگر۔۔۔ کون کھڑا رہے۔۔۔ یہ ہم کس کے کھڑے رہنے کی بات کر رہے  
ہیں"۔

"اے خبوار۔۔۔ تم لوگ ہاتوں میں ہمارا وقت برداشت کرنا چاہتے  
ہو۔۔۔ ہاں لٹکی ہتا ق۔۔۔ پیکٹ کماں ہے"۔

"ٹھانی"۔۔۔ رفت پکاری۔

"اب ہم تمہارے لیے اس وقت ٹھانی کماں سے لا نہیں"۔

"کماں سے بھی لا سکتے ہیں۔۔۔ لا نہیں"۔

"اچھا بہا۔۔۔ ایک منٹ فھرہو"۔

یہ کہ کر اس نے جیب سے آنکھ کالا۔۔۔ ٹکر کاٹنے سے بات کر  
سکے۔۔۔ ایسے میں رفت نے چوک کر کما۔

"اڑے ہاں یاد آیا۔۔۔ ٹھانی تو فاروق کی جب میں بھی ہوتی ہے  
عام طور پر"۔

"اڑی کما۔۔۔ فاروق کے پاس ٹھانی ہوتی ہے۔۔۔ پھر کیا مشکل ہے۔۔۔  
شارا۔۔۔ ذرا تم فاروق کی جیب سے ٹھانی نکال کر اس پیچی کو دے دو"۔

"یہ ہمیں ہے وقوف ہمارے ہیں"۔

"کوئی بات نہیں.... انہیں کوشش کر لینے دو.... اس کے بعد ہاری ہاری آئے گی انہیں بے وقوف بنانے کی۔"  
 "ہائیں.... تو کیا یہاں بے وقوف بنانے کے پلے ہو رہے ہیں۔" مکھن نے حیران وہ کرم۔  
 "وو.... دیکھے مس شارابی.... صرف ٹانی نکالیے گا.... کیسی میری جیب کی ہاتھی چیزوں پر ہاتھ صاف نہ کروں۔"  
 "اوہ شٹ آپ۔" شارا چلائی۔  
 "آپ کو غصہ آگیا۔ بری بات ہے۔" فاروق مسکرا یا۔  
 اسی وقت شارا نے اپنا ہاتھ باہر نکالا۔ لیکن اس میں پھل تراش تھا۔

"اس کی جیب میں تو نہ جانے کیا کیا الابلا بھرا پڑا ہے.... ٹانی کی جانے پھل تراش نکل آیا۔" شارا جھلا اٹھی۔  
 "یہ بھجھے دے دیں۔" محمود بول پڑا۔  
 "کیوں تم کیا کرو گے اس کا۔۔۔ ہاتھ پیر تو بندھے ہوئے ہیں۔"  
 "پھر بھی آپ دے دیں۔"  
 "اے تو پکڑو گے کیسے؟"  
 "منہ میں رکھ دیں۔"  
 "یہ لو۔" اس نے نفرت زدہ انداز میں کما اور پھل تراش اس کے منہ میں رکھ دیا۔

"وہ مت تیرے کی.... اب کی بار لا سٹر نکل آیا۔"  
 "یہ بھجھے دے دیں۔" فرزانہ بولی۔  
 "کیوں.... تم سگریٹ سلاکا گی اس سے۔" شارا ٹھی۔  
 "یہ بھجھے پہنڈے ہے۔"  
 "اچھا تو یہ تم لے لو۔ لیکن پکڑو گی کیسے۔ ہاتھ پیر تو بندھے ہوئے ہیں۔"  
 "منہ سے پکڑا لوں گی۔"  
 "تو پھر۔۔۔ تم بھی کیا یاد کرو گی۔" اس نے لاکٹر فرزانہ کے منہ میں دے دیا۔  
 "ہم لوگ بھی عجیب ہیں مسٹر گران۔" نونی مل نے برا سامنہ بنایا۔  
 "یہ بات کس سلطے میں کھی آپ نے؟" گران ان کی طرف مڑا۔  
 "اپنے دشمنوں کی فرائش اس طرح پوری کر رہے ہیں۔۔۔ جیسے یہ آپ کے اپنے بچے ہیں۔"  
 "ان کا جی بھلا رہے ہیں۔۔۔ تاکہ یہ ہمارا مطالبہ پورا کروں۔"  
 گران مسکرا یا، نونی مل منہ بنا کر رہ گیا۔  
 اب پھر شارا فاروق کی جیب ٹھل رہی تھی۔  
 "یہ تو گلتا ہے۔۔۔ جیسے آپ بھوٹے کے ڈیمیر سے سوئی تلاش کر

یہ کہہ کر شارا نے تانی زبردست اس کے منڈ میں ٹھوٹس دی۔  
رفعت نے اس کو فوراً "سائنس کے ذریعے ان کی طرف اچھاں دیا۔۔۔  
بونی تانی فرش پر گری۔۔۔ ایک دھماکا ہوا۔۔۔ لیکن گران اور اس کے  
ساتھی جوں کے توں کھڑے رہے۔۔۔ اپنی اس دھماکے سے کچھ بھی  
نہیں ہوا تھا۔۔۔ پھر فرزان نے لاکھران کی طرف اچھا۔۔۔ اور محمود نے  
پھل تراش اچھاں دیا۔۔۔ یہ دونوں چیزیں بھی دھماکے سے پہنچی۔۔۔ لیکن  
ان لوگوں کا ہال بھی بیکا نہیں ہوا۔

"حد ہو گئی۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔ آپ لوگ توٹس سے مس نہیں  
ہوئے۔۔۔"

"اگر ایسا ہوئے کی امید نہ ہوتی۔۔۔ بلکہ ایسا ہونے کا تین نہ  
ہوتا تو ہم ہرگز یہ چیزیں جیسیں نہ دیتے۔۔۔ مطلب یہ کہ تمہاری یہ  
ترکیب۔۔۔ تمہاری یہ چال بے کار گئی۔۔۔ اب کوئی بھی چال شروع  
کرو۔۔۔ گران نے جلدی جلدی کہا۔

"اب تم اتنی چالیں کہاں سے لائیں؟"۔۔۔ محمود نے منڈ بنایا۔۔۔  
"تم لوگوں کی کوئی چال کا رکر نہیں ہو گئی۔۔۔ سوائے مایوسی کے  
کچھ پلے نہیں پڑے گا۔۔۔"

"لیکن میں ایسے میں ایک بات کہوں گا۔۔۔ اسپکٹر جہید کے جسے  
نہ اپنیں چوڑنا کیا۔۔۔"

"کیا کہتا چاہتے ہیں۔۔۔ کہتے۔۔۔ گران نے اپنیں گھورا۔

رتی ہیں۔۔۔ فونڈاگرین جل کر بولा۔  
"ہاں واقعی۔۔۔ تانی تلاش کرنا کافی مشکل ٹھہر ہو رہا ہے۔۔۔"  
شارا نے سر ہلا کیا۔۔۔ پھر جو نکل کر بولی۔  
"یہ رہی تانی۔۔۔"

اپ ہو اس کا باتحہ باہر آیا تو واقعی اس میں تانی تھی۔۔۔ اس نے  
وہ رفتہ کی طرف پڑھا دی۔

"یہ ہو تانی۔۔۔ اور بتاؤ۔۔۔ سو یوں والا پیکٹ کہاں ہے؟"

"تانی کا کانٹڈ تو اتار دیں۔۔۔"

"بس شارا۔۔۔ یہی کام نہ کرنا۔۔۔ یہ کام رفتہ خود کر لے گی۔"

گران ہما۔۔۔  
"کیا مطلب۔۔۔ میں بندھے ہاتھوں سے اس کا کانٹڈ کیسے اتار سکتی  
ہوں؟"

"منڈ میں رکھ کر رانیوں سے کام لو۔۔۔ کانٹڈ اتر جائے گا۔۔۔ گران  
نے تجویز پیش کی۔

"وال کلتی نظر نہیں آتی۔۔۔ رفتہ نے منڈ بنایا۔

"متقابل گران اور شارا سے ہے۔۔۔ اور یہ بچے نہیں ہیں۔"

"بھی واس نہیں کھتی تو گوشت گلا لو۔۔۔ پروفیسر اور جعلائٹس  
اور وہ سب بے ساختہ مسکرا دیے۔

"یہ لو۔۔۔ منہ میں رکھ لو اس تانی کو۔"

انپکڑ جمیل نے اسے بھرپور انداز میں سکرا کر دیکھا۔  
”یہ کہ ہماری چال ناکام نہیں گئی۔“ انپکڑ جمیل کا لجہ پر سکون

تحا۔

”مریانی فرمائ کرو ضاحت کریں۔“ بگران پختکارا۔

”وکم از کم یہ بچے ناکام نہیں رہے۔“ وہ بولے۔

”آخر کیسے؟“ بگران دھاڑا۔

اس کی دھاڑنے سے خانے میں خوف طاری کر دیا۔

○☆○

## میں مجبور تھا

”جیرت بے ستر بگران۔ سویاں تو ہمارے جسموں میں بھی  
.... آگ کی لرس تو ہمارے جسموں میں انھوں رہی ہیں.... اور دھماکے  
بے ہیں آپ۔“ انپکڑ جمیل سکرائے۔

”ادھر ادھر کی نہ ہائکیں.... تم لوگوں کے بچکانے دھماکے ہمارا  
نہیں بگاؤ سکتے.... پھر بھی کہا جا رہا ہے کہ چال ناکام نہیں گئی....  
زی چال کامیاب کیسے ہو گئی۔“

”حد ہو گئی۔ آخر ہم کیوں بتائیں کہ ہم کامیاب کیسے ہو  
۔۔۔“ انپکڑ کامران مرزا بولے۔

”ویسے خان رخان آج دن کیا ہے؟“ انپکڑ جمیل سکرائے۔  
”دن.... یہ تمہیں ان حالات میں دن پوچھنے کا خیال کیسے آ

”خیال کا کیا ہے انگل.... وہ تو کسی بھی وقت.... کسی بھی چیز کا آ  
تا ہے۔“ فاروق سکرایا۔

”حد ہو گئی.... شارا آخر سویاں کا وہ پیکٹ ہمیں نظر کیوں نہیں

آ رہا ہے... انہیں کیوں نظر آ رہا ہے.... کیا ہم سب اندھے ہیں؟" "نہیں.... میں جانتا ہوں۔ آپ محمود، فاروق اور فرزانہ کی ان بگران نے جچ کر کہا۔ مادے غصے کے اس کا پرا عال ہو گیا تھا۔ اس میں کم پرواگریں گے.... اور دوسرے بچوں کی زیادہ۔" "نہ نہیں.... یہ اتفاق ہے کہ ہمیں وہ نظر نہیں آ رہا۔ خیر ہم۔" لیکن ہم اپنے انکل سے یہ کہنا پسند کریں گے کہ انہیں ہماری پھر بھی کوشش کرتے ہیں۔" اکنے کی قلعہاً ضرورت نہیں.... اگر مشریق بگران اور میں شارا کو انہوں نے پھر ادھر ادھر دیکھا۔ لیکن پیکٹ نظر نہ آیا۔ اس دینے میں مجھے زبان بند رکھنا ضروری ہے تو پھر ایسا ہی کریں۔" "اے کہتے ہیں.... بغل میں لوگا۔ شہر میں ڈھنڈو را۔" فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔ کی آواز لمبائی۔

"مگر یہ رفتہ.... میں جانتا ہوں۔ میں کمال تک جا سکتا

"کیا مطلب؟" بگران پوچھا۔

..... مشریق بگران آپ یہ کام فرزانہ، فاروق یا محمود سے شروع ہے۔" اب میں آپ کو ہربات کا مطلب بتانے سے بھی۔" بی۔" یہ میری درخواست ہے۔"

"ایک کی نیکی میں گیا سوئوں کا پیکٹ.... اب میں دوسرے" "ورخواست نامنکور۔" بگران ہنسا اور رفتہ کی طرف بڑھا۔

"حد ہو گئی.... یہ کوئی چھٹی کی درخواست ہے جسے آپ نامنکور طریقے سے ان کی زبان کھلواؤں گا۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی بگران کے باتحہ میں ایک بخوبی نظر نظر آیا۔ بے ہیں۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔ اس کا پھل خوب چمک رہا تھا۔

"پروفیسر بگران یہ ہمارا وقت شائع کر رہے ہیں۔" شارا

"اس بخوبی سے میں رفتہ کے پاؤں کی سب سے چھوٹی انکل ناہی۔"

کافیں گا۔ اگر اس پر بھی انپیکٹر جمیل نے زبان نہ کھولی تو دوسرے "ہاں! میں محسوس کر رہا ہوں۔" لیکن شارا کب تک... انہیں پاؤں کی چھوٹی انکل کاٹ دی جائے گی... انپیکٹر جمیل۔ کیا آپ اور یہی بھی بہت وقت گزارنا ہے... اور ہم اس وقت سے پہلے ان کی سووا منظر ہے۔" "مشریق بگران.... آپ فرزانہ سے پہل کیوں نہیں کرتے۔" انپیکٹر خاص قسم کا ہے۔ بڑی کو بھی اس طرح کاٹ دیتا ہے جیسے عام جمیل نے پر سکون آواز میں تجویز پیش کی۔ ساتھ ہی مگرائے بھی۔ "زمور کو۔"

یہ کہ کر بگران رفت کے باکل نزدیک ہو گیا۔ اس نے ایک منظور نہیں۔“ رفت پلاٹی۔  
ہاتھ سے اس کے پاؤں کی چھوٹی انگلی کو پکڑ لیا۔ اور دوسرا ہاتھ سے ”اب میں مزید صفات نہیں دے سکتا۔“  
بخار انگلی کے نزدیک لے آیا۔

”اسپکٹر جمیش.... انگلی کٹنے والی ہے۔“

”ہاں! میں جانتا ہوں۔“ وہ کھونے کھوئے انداز میں بولے

”تو پھر کیا کات دوں؟“

”نہیں۔“ وہ بولے۔

”کیا.... آپ نے کیا کما انکل نہیں۔“ رفت چلاتی۔

”ہاں.... کی کما ہے.... نہ کالو۔“

”آپ۔ آپ اپنا فیصلہ واپس لیں انکل۔ ورنہ میں۔“

”ورنہ میں کیا رفت؟“

”ورنہ میں آپ کو معاف نہیں کروں گی۔“

”اور ہم بھی معاف نہیں کریں گے ہاں۔“ فرزانہ بولی۔

”اچھا تم خاموش ہو جاؤ۔۔۔ مجھے پروفیسر بگران سے بات کرنے بتا دیں۔۔۔ ذاکل میں کروں گا۔“

”دو۔“

”کوئی بات نہیں ہو گی۔۔۔ یا انگلی کٹے گی۔۔۔ یا آپ زبان کھولیں۔“

”نہ بتائیں۔“

”میں ہار گیا۔“ اسپکٹر جمیش نے گواہ اعلان کیا۔

”اپنے الفاظ واپس لے لیں انکل۔ آپ کی ہار ہمیں کسی قیمت بکی آواز سنائی دی۔۔۔ وہ اسپکٹر جمیش کی آواز سن کر مارے جرت

۔۔۔“

”اب میں مزید صفات نہیں دے سکتا۔“

”میں نے کہا تو ہے۔۔۔ میں ہار گیا۔“

”تب پھر بتاؤ۔۔۔ خون کا گروپ کیسے بدلتا گا۔“

”میں یہ بات اپنے ملک کے صدر اور چند دو مرے لوگوں کے  
تھے ہتا سکتا ہوں۔۔۔ آپ ان لوگوں کو فون کر کے ہلانے کی اجازت  
دیں۔“

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ بگران نے جیران ہو کر کہا۔

”کیوں ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔“

”تب پھر ان سب کو بھی یہاں بے دست و پا کرنا پڑے گا۔۔۔  
لب یہ کہ وہ یہاں ہاتھ اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوں گے۔“

”منظور ہے۔۔۔ وہ مکراتے۔“

”میں آپ کا موبائل آپ کے منز کے سامنے کر رہا ہوں۔۔۔ نمبر

”اچھا تم خاموش ہو جاؤ۔۔۔ مجھے پروفیسر بگران سے بات کرنے بتا دیں۔۔۔ ذاکل میں کروں گا۔“

”اوے کے۔۔۔ سب سے پہلے میں صدر صاحب سے بات کروں

۔۔۔“

۔۔۔“

کے بولے

"اُف جمیشید... تم لوگ آخر ہو گماں"۔

"اپنے گھر میں"۔

"کیاں نہیں"۔

"آپ فوراً یہاں آ جائیں"۔

"میں آ جاؤں... فوراً"۔ صدر نے جیران ہو کر گماں اس کے

ساتھ ہی بگرانے کے لئے فون بند کر دیا۔

"آپ کسی کو بھی تفصیل فرمیں تاکہ میں گے"۔

"اچھی بات ہے"۔

اس طرح وزیر خارج اور دوسرے ذمے دار حفیزہ کو فون

گیا... اکرام کو بھی فون کیا گیا... پھر ان کا انتشار شروع ہوا... آئی

"آپ کو میری فہمائش پر بلا یا کیا ہے"۔

"یہ بعد صدر وہاں پہنچے... ان کے لئے دروازہ کھولا گیا... تو کامنے

اُنہیں بتایا کہ اُنہیں باتح الخاکر اندر آتا چڑے گا"۔

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"آپ بے عجک اپنے جمیشید سے بات کر لیں"۔

"ہاں کرو بات"۔

پھر منہاں پر بات کی گئی۔

"یہ نمیک ہے مری... جس طرح یہ کہہ رہے ہیں... آپ ایسا مطلب... کون سا معاشر... اور یہ کون لوگ ہیں؟"

"یہ آپ کا وہی وفد ہے... جس کا سربراہ یہ پیغمبرِ ذوقی کو بنا کر

"اوے کے.... وہ بولے اور باتح الخاکر اندر داخل ہوئے... دروازہ درا" بند ہو گیا... پسلے ان کی تلاشی لی گئی... پستول وغیرہ نکال لیا ہے... تب انہیں = غانے میں لایا گیا۔ مارے جیہت کے ان کا برا برا پسلے اسی تھا... انہیں بندھا ہوا دیکھ کر ان کے رہے سے اوسان خطا ہو گئے۔

"یہ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں جمیشید... کیا جمیں مجبور کر دیا گیا کہ مجھے یہاں بایا جائے"۔ ان کے لمحے میں زمانے بھر کی جیہت

"جسیں سمجھیں یہ بات نہیں ہے"۔ وہ سکرائے۔

"تب پھر؟"

"آپ کو میری فہمائش پر بلا یا کیا ہے"۔

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... تم بھلا مجھے اپنے ساتھ کیوں

وارنے لگے"۔

"بالکل نمیک... میں آپ کو پھنسو اتا ہرگز پسند نہیں کرتا، لیکن

وزرا اس پسلو پر بھی غور کریں کہ ان لوگوں نے یہ کیسے پسند کر لیا

آپ بھی یہاں آ جائیں.... جب کہ یہ سارے معاملے کو خفیہ رکھنے

لے ہوئے ہیں"۔

"یہ نمیک ہے مری... جس طرح یہ کہہ رہے ہیں... آپ ایسا

مطلب... کون سا معاشر... اور یہ کون لوگ ہیں؟"

"یہ آپ کا وہی وفد ہے... جس کا سربراہ یہ پیغمبرِ ذوقی کو بنا کر

طعن آئیں"۔

لائے تھے"۔

"عن نہیں"۔ وہ چلائے۔

"لیکن اب یہ ان شکوں اور صورتوں میں نہیں ہیں.... اب اپنے اصل حیوں میں ہیں اور آپ نے ابھی ان کی طرف فور سے کر رہے ہیں صاحب صدر"۔ فاروق نے شواکر کا نہیں دیکھا، ورنہ آپ خوب زور سے اچھے۔

"لیکا مطلب.... ان میں اسی کیا بات ہے؟"

یہ کہہ کر ان سب پر نظر ڈالی اور پھر بگران اور شارا کو دیکھا زور سے اچھے۔

"اڑے پاپ رے.... یہ تو بگران اور شارا ہیں"۔

"بائ سریں وند میں یہ لاری اور مسز رٹا کے نام اپنائے ہیں۔ جران ہوتے چلے گئے.... لیکن صدر کو بیان دیکھ کر کسی کو پکھ کئے کیتے"۔

"عن نہیں.... نہیں"۔ یہ کہہ کر صدر نے ان کی طرف سفر تھا۔ ان سے رہا۔ گیا۔ بول اٹھ۔ نظروں سے دیکھا۔

"اپکر جمیڈ درست کہ رہے ہیں"۔

"اوہ.... اوہ"۔ ان کے منز سے نکلا۔ چند لمحے جرتا۔ بنے رہنے کے بعد وہ بولے۔

"تب پھر تم نے مجھے یہاں کیوں بایا۔"

"ابھی چند لوگ اور آنے والے ہیں.... وزیر خارج.... آں صاحب، اکرام اور کچھ اور لوگ پہلے وہ آ جائیں.... پھر میں ایک ان جمیڈ کو مجبور کر کے ہمیں یہاں بایا ہے"۔ تھویر جام شا نے پوکھلا کر

راضاحت کروں گا"۔

"مچھی بات ہے جمیڈ۔ لیکن مجھے ذریگ رہا ہے"۔

"آپ کو ڈارنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے.... یہ کام ہم پہلے اپنے اصل حیوں میں ہیں اور آپ نے ابھی ان کی طرف فور سے کر رہے ہیں صاحب صدر"۔ فاروق نے شواکر کا

نہیں دیکھا، ورنہ آپ خوب زور سے اچھے۔

"لیکا مطلب.... ان میں اسی کیا بات ہے؟"

"ہاں سریں کیوں نہیں"۔

صدر صاحب مسکرا کر رہا گئے۔ ان حالات میں بھی مسکرا

آسان کام نہیں تھا۔ پھر باری باری باقی لوگ آتے چلے گئے۔ اور

بائ سریں وند میں یہ لاری اور مسز رٹا کے نام اپنائے ہیں۔ جران ہوتے چلے گئے.... لیکن صدر کو بیان دیکھ کر کسی کو پکھ کئے کی

ہمت نہ ہوئی.... آخر میں وزیر خارج آئے۔ ان کا نام تھویر جام شا

تھا۔ ان سے رہا۔ گیا۔ بول اٹھ۔

"یہ کیا ہے سر"۔

"اپکر جمیڈ وشاخت کریں گے"۔

"یہ لوگ تو بندھے ہوئے ہیں؟"

"ہاں! یہ بندھے ہوئے ہیں۔ اسیں باندھنے والے اس طرف

کھڑے ہیں.... اور ہم لوگ بھی ان کی زد میں ہیں"۔

"ابھی چند لوگ اور آنے والے ہیں.... وزیر خارج.... آں صاحب، اکرام اور کچھ اور لوگ پہلے وہ آ جائیں.... پھر میں ایک ان

جمیڈ کو مجبور کر کے ہمیں یہاں بایا ہے"۔ تھویر جام شا نے پوکھلا کر

کہا۔

”نہیں! انہوں نے اسپکٹر جشید کو بالکل مجبور نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے خود ہمیں اپنی مرضی سے یہاں بلاایا ہے۔“ صدر صاحب نے مکرا کر کہا۔

”یا!!!!“ وزیر خارجہ وحاشتے... ان کا رنگ اوزگیا۔ مارے غصے کے جسم کا پنپے لگا۔ ایسے میں اسپکٹر جشید کی آواز سنائی دی۔

”ہاں! میں ایسا کرنے پر مجبور تھا۔“

○☆○

## فون

”بات سمجھ میں نہیں آئی جشید۔۔۔ جب تم خود یہاں پہنچنے کے تھے۔۔۔ اور ان لوگوں کا تم لوگوں سے کوئی مطالبہ تھا۔۔۔ اور ہمیں یہ بانے کا ان کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔۔۔ تو پھر آخر۔۔۔ ہم لوگوں کو ای بانے کی کیا ضرورت تھی؟“ صدر صاحب کے لمحے میں حیرت نا۔

”میں نے کہانا سہو۔۔۔ کہ میں مجبور تھا۔۔۔ کہانی سنانے پر مجبور ہو یا تھا۔۔۔ لہذا میں نے سوچا۔۔۔ کہانی سنانے کے بعد گران اور شارا میں زندہ تو چھوڑ دیں گے نہیں۔۔۔ انتقام لینے کے لیے فوراً“ سوت کے مت اتار دیں گے۔۔۔ اور یہ کہانی ہمارے ساتھ ہی یہاں دفن ہوئے گی۔۔۔ کسی کو کافیں کافیں پہنچے گا۔۔۔ کہ کہانی تھی کیا۔۔۔ اور کسی کو یہ پہنچے گا کہ ہم کافیں پہنچے گئے۔۔۔ تو کیا اس سے یہ بھرپور تھا کہ میں اپنے لوگوں کو کہانی سناؤں۔۔۔“

”مگر تم پاکل ہو گئے ہو جشید۔۔۔“ صدر مارے حیرت کے بولے۔

”کیوں سر۔۔۔ آپ نے یہ اندازہ کیسے لگایا؟“ ان کے لمحے میں

جہر تھی۔

"ایسے کر کمانی تو چلو ہمیں معلوم ہو جائے گی... لیکن ساتھ ہی ہم کسی بھی انسان کا خون نہیں بھاتے"۔

یہ لوگ ہمیں بھی تو ختم کریں گے.... آخر یہ ہمیں کیوں زندہ چھوڑتے  
لگئے لدا اپنے ساتھ تم ہمیں بھی لے دو بے.... اور اس کا کوئی فائدہ غور کیا جا سکتا ہے کہ تم لوگوں کو بھی زندہ چھوڑ کر ہم یہاں سے نہیں رہ جائے گا.... تم ذرا اس بات کی وضاحت کرو"۔ صدر نے بلے رخصت ہو چاہیں.... منصوبوں کا کیا ہے.... منصوبے یا تو کامیاب ہو کئے انداز میں کما۔

"جی بہت بہتر... لیکن میرے ذیال میں اس کی وضاحت میرے اخیر"۔ گران نے بتتے ہوئے کہا۔

"ران کر دیں"۔

"ہاں ضرور... میں آپ کا مقصد جان گیا انپکٹر جشید... آپ موت کے گھاٹ نہیں اتاریں گے۔ زندہ سلامت چھوڑ جائیں گے"۔  
واثقی بہت گرے آؤنی ہیں.... اور آپ جیسے آدمیوں کی قدر کرنی ہیں "چلو خی،... ہم لوگوں کا غصہ ختم ہو گیا... لیکن پروفسر گران پاہیے"۔ گران پہن۔

"آپ پہلے وضاحت کر دیں.... میری تعریف کو رہنے دیں کوئی سکا... لدا میں تمہیں حکم دیتا ہوں.... جو یہ جانتا چاہتے ہیں.... وہ نہ تمام تعریفیں بن ایک اللہ کے لئے ہیں"۔

"اچھا اچھا... صاحب صدر اور دوسرے نے آئے والے

حضرات... میں آپ لوگوں کو پورا اطمینان دلاتا ہوں... کہ آپ لوگوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتارا جائے گا... انپکٹر جشید اور انپکٹر کامران مزرا پارلی کو بھی سزا اس لئے دی جائے گی کہ یہ انشارج کے دورے پر ہمارے تین آدمی قتل کر آئے ہیں"۔

"سعاف کرنا پروفسر گران... اگر وہ انپکٹر جشید پر حملہ نہ کرے

"نہیں جاہپ... میں اس حد تک ان پر اختبار نہیں کر سکتا"۔

بگران نے کہا۔

”آپ کی مرضی... میں اپکل جشید کو حکم دتا ہوں کہ وہ ہرگز پکھنے نہ بنائیں۔“ صدر نے مسٹر بنایا۔

”آپ نے تو آکر ہمارا کام اور مشکل بنا دیا۔“ بگران نے براہ مسٹر بنایا۔

”اپنا کام آسان کر لیں۔ اور ان لوگوں کو کھول دیں۔“ وہ لوگ الگ کہیں چل کر بینہ جائیں گے۔ اخباری نایابوں کو بھی ہیں گے۔ وہاں غیر ملکی نایابوں کے بھی آجائیں گے۔ ہم ان سب کے سامنے وحده کر لیں گے۔ کہ آپ لوگوں کو جانے کی اجازت دی جائے گی۔“

بگران اور شارا سوچ میں ڈوب گئے۔ آخر کافی دیر بعد دونوں نے سراخھیا۔ اور بگران بولا۔

”اوے کے... ہمیں یہ بات منکور ہے۔ آپ انتظامات کر لیں۔ لیکن غیر ملکی نایابوں کے ضرور موجود ہوں۔“

”آپ فکر نہ کریں۔“

اور پھر صدر ان انتظامات میں لگ گئے۔ اپکل جشید اور اپکل کامران مرزائی ہی بھی میں سکراتے رہے۔ کیونکہ اس طرح انہوں نے ایک کامیابی اور حاصل کی تھی۔ جس کا احساس ابھی تک بگران اور شارا کو نہیں ہوا تھا۔

تمن کھٹے بعد صدر نے اٹھیں تھا۔

تمام انتظامات مکمل ہو گئے ہیں۔ اور اب صرف ان کے وہاں پہنچنے کی دیر ہے۔“

”ٹھیک ہے۔۔۔ اپکل جشید اور ان کے ساتھیوں کو کھول دیا جائے۔“ بگران نے کہا۔

ان کی رسیاں ایک آٹے کی مدد سے کالی گئیں۔۔۔ اس وقت انہوں نے دیکھا۔ جسم پر جس جگہ رسیاں بندھی تھیں۔۔۔ وہاں سے خون رس رہا تھا۔۔۔ ان کی اس حد تک نازک حالت دیکھ کر باقی لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

”افسوں! آپ لوگوں کو اس قدر قلم نہیں کرنا چاہیے تھا۔“ صدر نے کہا۔

”ان رسیوں کے علاوہ اور جس قسم کی رسی سے بھی ان لوگوں کو باندھا جاتا۔ یہ خود کو چھڑا لیتے۔ اس لئے اس رسی سے کام لایا گیا۔ ہم مجبور تھے۔“

”خیر کوئی بات نہیں صاحب صدر۔“ اپکل جشید مسکرائے۔

”حساری مسکراہت پر بھی جشید۔۔۔ میرا دل رو رہا ہے۔“

”نہیں نہیں۔۔۔ آپ اپنے دل کو سمجھائیں۔۔۔ یہ رونے کا مقام نہیں۔۔۔ بلکہ رونے کا مقام آگئے آئے گا۔“

”کیا کام جشید۔۔۔ رونے کا مقام آگئے آئے گا۔“ وہ چونکے۔

"ہاں سر... رونے کا مقام آگئے آئے گا"۔ وہ بولے۔

"میں سمجھا نہیں جسیدیں... وہ وقت کون سا ہو گا؟"

"میں اس پروگرام کے بعد بتاؤں گا سر... پھر آپ رو بیجئے گا"۔

"اوہ اچھا... اگر رونے کا کوئی ایسا مقام آتے والا ہے... تو ہم

ضور روئیں گے جسیدیں... تم غفران کرو"۔ انہوں نے سبجدہ انداز میں  
کہا۔

اب ان کا وہاں سے سفر شروع ہوا۔ گران اور شارا کے ہاتھ  
ساتھی کافی پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ آخر چاڑتائے سے رہا۔  
گیا۔

"پروفیسر گران۔ بات سمجھ میں نہیں آئی"۔

"کون سی بات بھی"۔ وہ بولے۔

"آخر ہمیں ان کی شرائط ماننے کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ  
یہ لوگ پوری طرح ہمارے قابو میں تھے"۔

"ہمیں ان سے وہ راز معلوم کرنا ہے۔ جس راز نے پورے  
انشارج کو پریشانی میں جلا کر دیا۔ کہاں تو ہم انپلز جسیدے کو انشارج کی  
عدالت میں بچانی کی سزا دلوانے والے تھے۔ کہاں یہ لوگ یا عزت  
وہاں سے نکل آئے۔ اور یہ سب خون کے گروپ کی وجہ سے ہوا۔  
ہم یہ جانتے کے لیے برقی طرح بے ہمیں ہیں کہ آخر یہ کیسے ہوا۔ اور  
ہم۔ اب یہ بات انپلز جسیدے ہمیں ایک غاص وقتو سے پہلے ہتا نے

کے لیے تیار نہیں تھے۔ جب کہ ہم اس غاص وقت سے پہلے معلوم  
کرنے کے قابل بھی ہو گئے ہیں اور یہاں سے ہم آزادوں اپنے  
ملک بھی جا سکیں گے۔ میں نہیں سمجھتا۔ اس میں ہمارے لیے کیا  
خرابی ہو گئی ہے"۔ گران جلدی جلدی کھٹا چلا گیا۔  
"ناکل پروفیسر گران۔ میں آپ کی تائید کرتی ہوں"۔ شارا  
سکرائی۔

"مس شارا۔ آپ تو بھی ہی پروفیسر گران کی تائید کرتی ہیں۔  
آپ کی کیا بات ہے"۔ رائل بونی نے جمل کر کما۔

"تب پھر مشرب ہوئی۔ آپ کیا چاہتے ہیں۔ میں پروفیسر گران کی  
خلافت کیا کروں۔ لیکن یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا"۔

"تب پھر آپ ہمیں اس وفد سے الگ کر دیں"۔

"یہ کارروائی سننے سے پہلے یا بعد؟" شارا نے فتح سے اس کی  
طرف دیکھا۔

"بعد میں"۔

"اوکے۔ انشارج بچانے کے بعد ہم پسلکام بھی کریں گے"۔

"اور ہم آپ کے ٹکرگزار ہوں گے"۔ بونی ہند۔

گران اور شارا برے ببرے منہ بنا کر رہ گئے۔ پھر انہیں ایک  
ٹمارت میں لاایا گیا۔ یہاں ایک بست بڑا ہال تھا۔ اس کے درمیان  
میں ایک میر تھی۔ میر کے چاروں طرف کریاں بچھائی گئی تھیں۔

انہیں کرسیوں پر بٹھایا گیا۔ ایسے میں فون کی تھنی بھی۔ پھر ریسیور صدر کی طرف بڑھایا گیا۔ دوسری طرف سے انثارجہ کے صدر بات کر رہے تھے۔

”مسٹر صدر۔ یہ سب کیا ہوا ہے؟“

”یہ آپ کے گران اور شارا جائیں۔ سارا پروگرام ان کا ترتیب دیا ہے۔“

”اچھی بات ہے۔ آپ میری ان سے بات کراؤ۔“

”پروفیسر گران صدر انثارجہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“

”اچھا۔ اس نے کما اور ریسیور انحالیا۔“

”لیں مرت۔ گران بات کر رہا ہوں۔“

وہ دوسری طرف کی بات سنتا رہا۔ ہوں ہوں کرتا رہا۔ آخر اس نے یہ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

”آپ نظر نہ کریں سر۔ یہ باقی میرے زہن میں ہیں۔“

فون بند کرنے کے بعد اس نے اسکریپشن کی طرف دیکھا۔

”اب آپ کیا چاہتے ہیں؟“

”کہانی سنانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ سننے کے لئے تیار ہوں۔“

”ہاں ٹوڑ۔ کیوں نہیں۔ اسی لئے تو میں آئے ہیں۔“

”کہانی سننے کے بعد آپ کو یہاں سے ایک پورٹ لے جایا جائے گا۔ اور انثارجہ جانے والے جہاڑ میں سوار کر دیا جائے گا۔ یہ بات

آپ کو منظور ہے۔“

”ہاں منظور ہے۔“ گران نے کہا۔

”میرا مطلب ہے۔ آپ کو پھر یہاں۔ ایک پل نہیں تھرے دیا جائے گا۔“

”اوے۔“

”اور اس سفر کے بعد اگر آپ پھر ہمارے ملک میں نظر آئیں گے تو ہم آپ کے خلاف کچھ بھی کر سکتے ہیں۔“

”باکل نھیک۔“

”تب پھر میں صدر صاحب کی اجازت سے کہانی شروع کرتا ہوں۔“

”ہم سننے کے لئے بڑی طرح بے چین ہیں۔“

”میں یہ کہانی کل کسی وقت سنانا چاہتا تھا۔ اس وقت میں زیادہ اطمینان حاصل کرتا۔ گواہ اپنے وقت سے پہلے سات کھنچے پہلے نہ پر مجبوڑ ہو گیا ہوں۔ اور یہ سب ان ریسیوں کی وجہ سے ہوا۔۔۔ لیکن مسٹر گران۔ اور مس شارا۔۔۔ آپ بھی یہ بات یاد رکھئے گا۔۔۔ کہ اب جب ہمیں موقع ہے۔۔۔ ہم بھی آپ دونوں کو انہی ریسیوں سے ہاندھیں گے۔“

”کیسے ہاندھیں گے۔۔۔ آپ کے پاس یہ رسیاں کہاں؟“ گران نہیں۔

## چکرانے والی بات

فون نے کے بعد انہوں نے خفیہ الفاظ میں چند باتیں سیکھیں اور پھر رسپور رکھ کر ان کی طرف مڑے..... ان کی نظریں چند سینٹ بیکن گران اور شارا پر جبی رہیں۔

آپ لوگوں نے یہ اچھا نہیں کیا۔"

"کیا مطلب..... ہم نے کیا کیا ہے؟"

"اس عمارت کو بہت پراسرار انداز میں گھیرے میں لیا گیا ہے۔"

"میں نے ایسا کرنے کی کوئی ہدایت نہیں دی تھی۔" گران نے مٹھے بلایا۔

"تب پھر وہ کون لوگ ہیں؟"

"جسے نہیں معلوم۔"

"تب پھر..... ہم پسلے ان لوگوں کو سامنے لا سیکھیں گے..... ان سے رو دو باتیں کریں گے..... وہ چاہئے کیا ہیں۔"

"لیکن اس کا ایک اور مطلب بھی ہو سکتا ہے۔" شارا نے

"آپ.... وہ رسیاں میرے گھر کے = غائب میں چھوڑ آئے ہیں۔"

"اوہ اوہ۔" گران اور شارا ایک ساتھ ہو گئے۔

"کیوں.... میری بات سن کر آپ کو دھکا لگائیں۔"

"ہاں! ہمیں خیال نہیں رہا..... آتے ہوئے ہمیں وہ رسیاں انہا لانی چاہیں تھیں۔"

"چھے خیر.... اب تو غلطی ہو گئی۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔" شارا مسکرا آئی۔

"ہاں جشید۔ شروع کرو۔"

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت صہیان نہایت رحم والا ہے..... یہ کہانی اس وقت شروع ہوئی جب صدر صاحب نے ہمیں

فون کیا اور وفد کی آمد کی اطلاع دی۔ اور ہمیں ایوان صدر بلایا۔"

اسی وقت فون کی تھنٹی بیجی..... اسکندر جشید کے الفاظ درمیان میں رہ گئے..... آپ پڑنے تباہی کر فون اسکندر جشید کا ہے۔

انہوں نے جو نئی رسپور کان سے لگایا..... زور سے اچھلے۔



بھٹائے ہوئے انداز میں کما۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ آپ وقت حاصل کر رہے ہیں.... اس طرح.... ہمیں یہاں زیادہ سے زیادہ وقت تک الجھائے رکھنا چاہتے ہیں.... تاکہ آپ کا وہ وقت آجائے.... جس سے پہلے آپ یہ کمائی سنانا نہیں چاہتے۔"

"ایسی بات نہیں.... ہم جب ایک وعدہ کر لیتے ہیں تو پھر اس کا پاس کرتے ہیں۔"

"تو پھر ان لوگوں کو پکڑوا لیں.... ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

اب ایک بار پھر اپکلر جشید نے فون پر بات کی.... اس کے ایک سختے بعد عمارت کا دروازہ کھولا گیا.... اور اکرام کے آدمی چند لوگوں کو پکڑ کر اندر لے آئے.... انسیں بری طرح باندھا گیا تھا۔

"سر... صرف چارے ہمارے ہاتھ لگ سکے.... بالی بھاگ لگے.... بہت سخت مقابلہ ہوا.... ہمارے بھی کچھ ساتھی زخمی ہوئے ہیں۔"

"ہوں اچھا.... انہوں نے کما اور ان کی طرف مڑے۔

"ہاں بھی.... تم لوگوں کا تعلق کن سے ہے.... ادھر دیکھو۔ یہاں پر لوگ موجود ہیں.... کیا یہی ہیں تمہارے لیڈر۔"

ان چاروں نے گمراں، شارا اور ان کے ساتھیوں کی طرف ہٹھے گئے تھیں.... اور میری یہ میں خواہش ہے کہ اب بھی یہ ہو کہ میں

رکھا۔۔۔ پھر فتحی میں سرپلا دیے۔

"نہیں۔۔۔ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔"

"تب پھر تمہارا تعلق انہی سے ہے.... کیوں یہ ٹھیک ہے نا۔"

گران نے اپکلر جشید کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں جتاب۔۔۔ یہ بات بھی نہیں ہے۔"

"اوہ۔۔۔ تب ان کا تعلق ہماری حکومت کی خلاف سیاسی جماعت سے ہے.... کیوں۔۔۔ تمہارا تعلق تمہری گمن پارٹی سے ہے نا۔"

"ہاں جتاب۔۔۔ اس نے کہا۔

"بہت خوب! اب آپ لوگوں کا اطمینان ہو گیا۔" - گمراں بولا۔

"اور آپ کا بھی اطمینان ہو گیا۔"

"ہاں ہو گیا۔۔۔ انہیں لے جائیں۔۔۔ اور خفہ خوالات میں رکھیں۔"

"بہت بہتر سر۔"

انہیں لے جایا گیا۔۔۔ اب اپکلر جشید ان کی طرف مڑے۔

"اس کام میں کتنا وقت صرف ہوا ہے؟" یہ کہتے ہوئے وہ مکرا

لے۔

"قریب قریب ڈیڑاہ دو گھنٹے تو صرف ہو ہی گے۔"

"لیکن آٹھ گھنٹے نہیں گزر سکے۔۔۔ گویا اب بھی آپ کے پاس

تھے گئے تھیں۔۔۔ اور میری یہ میں خواہش ہے کہ اب بھی یہ ہو کہ میں

”او کے... مجبوری ہے پھر تو... آپ مجھے معاف کر دیں صاحب  
صدر۔“

”مجھ سے معافی کس بات کی؟“ وہ بولے۔

”اس بات کی کہ میں اپنے پروگرام کے میں مطابق کامیابی  
حاصل نہ کر سکا۔ پروگرام کے میں مطابق کامیابی اس وقت حاصل  
ہوتی جب جھے کھٹے اور گزر جاتے۔“

”میں کچھ معلوم نہیں ہمیشہ... کچھ اندازہ نہیں... کہ پھر کیا  
ہے اور تمہارا پروگرام کیا تھا؟“ صدر صاحب نے جلدی سے کہا۔

”آپ بھی صحیح کہتے ہیں۔“

”آخر یہ کمالی کب شروع ہو گی؟“ وزیر خارجہ نے برا سامنے  
بنایا۔

”اوہ ہاں! ہم تو بھول ہی گئے... کہ آپ بھی یہاں موجود ہیں  
اور آپ کا وقت مت قسمتی ہے۔ اپنے چشمیں نے چوک کر کہا۔

”کیا مطلب جمیشید... کیا میرا وقت قسمتی نہیں؟“ صدر صاحب  
نے نہ کہا۔

”آپ کا تسب سے زیادہ قسمتی ہے۔“ انہوں نے کہا۔

”ہم سمجھے گئے۔“ گران نے جبلے کے انداز میں کہا۔

”کیا سمجھے گئے؟“

”یہ کہ آپ اسی طرح بتائیں کہ وقت شائع کرنا چاہئے  
ضائع ہو گئے ہیں۔“ شارا نے مت بنایا۔

آٹھو گھنٹے سے پہلے آپ کو کچھ نہ ہتاوں۔“

”لیکن آپ معاملہ کر چکے ہیں۔ اور ہم یہاں اسی معاملے  
کی وجہ سے موجود ہیں.... ورنہ آپ لوگ اس = غائب میں ہو ستے۔  
اور رسیوں سے بندھی عالت میں ہوئے۔“

”ہاں! لیکن ہم کچھ نہ بتاتے۔ یہ بھی سن لیں۔“

”اچھا نہیں... آپ مزید وقت شائع نہ کریں۔ اور کمالی  
شروع کر دیں.... ہم یہ کمالی کوئی کوئی کے لیے بری طرح بے چین ہیں۔“  
گران نے برا سامنہ بنایا۔

”صرف آپ نہیں.... ہم بھی بری طرح بے چین ہیں۔“ صدر  
مکران۔

”بالکل صحیح صاحب صدر۔ میں ستر گران سے آخری بار  
ایک درخواست کر لوں۔“

”کیا مطلب؟“ وہ سب چوک اٹھی۔

”آپ اس کمالی کوئی کوئی کے لیے جھٹے گھٹے اور ضمیر کر لیں۔“

”ہیا!!!“ گران اور شارا ایک ساتھ چلا کے۔

”نہیں نہیں.... نہیں۔“ گران بولا۔

”گویا آپ کوئی ملت دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔“

”بالکل نہیں.... پہلے ہی ان لوگوں کی وجہ سے ہمارے دو کمٹے  
شائع ہو گئے ہیں۔“ شارا نے مت بنایا۔

ہیں۔"

"آخر اس طرح ہم کتنا وقت شائع کر دیں گے... کیا بھتھے گھٹے۔" انہوں نے طبیرہ انداز میں کہا۔

"آپ کے پیچے اس گنگلو میں اگر شریک ہو گئے تو بھتھے گھٹے بھی گزر سکتے ہیں۔" شارا نے بھتھے ہوئے انداز میں کہا۔ پروفسر داؤد اور خان رحمان کو بے سانت نہیں آگئی۔ یہ بلد اگرچہ شارا نے طبیرہ انداز میں کہا تھا۔ لیکن پیچوں پر خوب فٹ بیٹھ تھا۔ وہ بھی مسکرائے۔

"پیچے تو آج بالکل خاموش ہیں.... اگرچہ میں نے ان سے یہ ہرگز نہیں کہا تھا کہ یہ بالکل نہ بولیں۔" "ست... تو آپ ہمیں بولنے کی کھلی چھٹی دے رہے ہیں انکل؟" آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔ "نہیں! اس لئے کہ پھر گران اور شارا الام نگائیں گے کہ ہم نے چان بوجھ کروقت گزارنے کی کوشش کی ہے۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔" آسف نے کندھے اپکالے۔

"الپکڑ جیشید۔" آپ اس خیال میں نہ رہیں کہ ہم اس عمارت میں کچھ نہیں کر سکتے اور یہ کہ آپ لوگ بندھے ہوئے نہیں ہیں۔ ہم اب بھی سب کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ میں کمالی سا دیں جلدی سے۔ بھتھے گھٹے آپ سے نہیں گزر سکیں گے۔"

"اوکے۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" وہ مسکرائے۔

"تو پھر ہو چائیں شروع۔"

"یہ کمالی اس وقت شروع ہوئی۔" جب صدر صاحب نے ہمیں فون کیا اور بتایا کہ ایک وفد اشارة جو سے ہمارے ملک میں بھتھے گھٹے ہے۔ اشارة جو کی حکومت ہم سے کچھ دوستائی معاہدے کرنا چاہتی ہے۔ جب کہ ان کے اپنے ملک میں حکومت مخالف ایک سیاسی پارٹی ہے۔ جو اس قسم کے تعلقات کے باکل خلاف ہے۔ اس لئے اس وفد کی راستے میں ہر ممکن روکاوت ڈالے گی۔ اس لئے اس وفد کی خلافت کی ذمہ داری ہم لوگوں پر ہو گی۔ پھر وفد دارا حکومت میں بھتھے گیا۔ اور وہند آیا۔ اوہر گز بڑے آثار شروع ہو گئے۔ بھتھے ایک شخص کی طرف سے دھمکی بھی نہیں۔ دھمکی دینے والا آدمی رانو تھا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ضرور حکومت کے خلاف لوگ کچھ کر کے رہیں گے۔ چنانچہ ہم نے ائمیں اس عمارت میں نظرانے کا پروگرام فتح کر دیا جس میں نظرانیا جانا طے تھا۔ اور ائمیں اپنے ایک ذاتی خفیہ عمارت میں لے گئے۔ لیکن وہاں بھتھے ہی جرت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس لئے کہ عمارت کے اندر سے ایک عدد ہم ملا۔ پھر دوسرا بھی ملا۔ جب کہ باہر سے کوئی بھی اندر نہیں گیا۔ صرف مسماں وفد اندر تھا یا ہم لوگ۔ ان حالات نے ائمیں پریشان کر دیا۔ ہم اور بھتھے ہو گئے۔ گلرمند ہو گئے۔ دوسری طرف وفد کے ارکان کا رویہ ٹھیک و غرب تھا۔ وہ ہم سے تعاون نہیں کر رہے تھے۔ وفد کے سربراہ پیغمبر ذوال

یہاں تک کہہ کر انپکڑ جشید خاموش ہو گئے.... دوسرے انتظار کرنے لگے.... جب کافی دیر گزر گئی اور وہ کچھ نہ بولے تو بگران پاکار اخراج۔

"اس طرح آپ وقت حاصل کر رہے ہیں.... آپ خاموش کیوں ہو گئے.... بات جاری رکھیں.... ہم آپ کو یہ کہانی بھئے گئے چاری نہیں رکھنے دیں گے۔"

"اوہ نہیں.... کہانی اس قدر بھی تو ہو بھی نہیں سکتی۔" - انپکڑ جشید مسکراتے

"جب پھر بیان کریں.... کیوں چپ ہو گئے۔"

"میں زرا کہانی کا تابانا بنا جوڑنے لگ گیا تھا۔" - وہ مسکراتے۔ "یہ کام آپ کو کہانی شروع کرنے سے پہلے کر لینا چاہیے تھا۔" "ہاں! آپ صحیک کہتے ہیں.... لیکن بھی بھی ذہن میں معاملات گذشتہ بھی ہو جاتے ہیں۔ ان کو یک جا کرنا پڑتا ہے۔ آپ تو اتنی سی صلت دینے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔" - یہ کہ کر انہوں نے اپنی گزدی پر نظر ڈالی۔

"خیر۔ آپ کر لیں اپنے ذہن میں واقعات یک جا۔" - شارا نے بدل کر کہا۔

"مگر یہ؟ کر چکا۔" - اب نئے۔ ہم سب اپنے گروں میں تھے کہ ہم نے ایک چیج سنی۔ بہت بھی انک اور لرزہ خیز چیج۔ اس قدر لرزہ

تھے۔ ہو گئے تھے۔ ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ ایک گوئے شخص کو آخر اس وفد کا سربراہ بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر پیشہ ڈائی کو وفد میں شامل کرنا اتنا ہی ضروری تھا تو انہیں سربراہ تو کم از کم نہ بنا لیا جاتا۔ دوسری طرف مسٹر لاری اور مس رٹا کی آوازیں سن کر میرے کان کھڑے ہو گئے۔ اس وقت مجھے یہ تو معلوم نہیں تھا کہ یہ دونوں دراصل بگران اور شارا ہیں۔ کیونکہ انہیں شکریں تبدیل کرنے کے لیے میک اپ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو اس کے بغیر اپنے طبقہ تبدیل کر لیتے ہیں۔ لیکن ان کی آوازیں سن کر میرے اندر ایک طوفان سا المحتہ تھا۔ اس طوفان نے مجھے خیوار کر دی اور میں اور نیواہ اختیاط کرنے پر قل گیا۔

ہم نے ہر ممکن کوشش کی کہ کوئی گزدش ہونے پائے۔ کچھ نہ ہو۔ وفد خیریت سے یہاں اپنا وقت پورا کرے اور واپس اشارجہ چلا جائے۔ لیکن افسوس۔ ایسا نہ ہو سکا۔ اور گزیدہ ہو کر رہی۔ دوسری بار بھی ہمارت کے اندر سے ہم ملا تو ہم پریشان ہو گئے۔ چھان بیں کی۔ لیکن یہ پتا نہ چلا کہ ہم اندر کس نے رکھا۔ میرے اندر اٹھنے والا طوفان زور پکڑ رہا تھا۔ میں اس طوفان کو کسی طرح دیانتے میں کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔ پروفیسر داؤ و صاحب کے آلات کی مدد بھی لی گئی۔ لیکن حادثہ ہونے سے پہلے ہم کچھ معلوم نہ کر سکے اور آخر کار حادثہ ہو گیا۔ سربراہ پیشہ ڈائی کا قل ہو گیا۔

خیز کہ ہم سب مل کر رہ گئے..... اور کروں سے نکل آئے..... بعد میں پا  
چلا کہ پیغمبرِ ذوقی کی لاش ان کے کمرے میں پڑی ہے اور دروازہ اندر سے  
بند ہے..... لاش محلی کھڑکی سے دیکھنی گئی.... جو کہ دوسری طرف محلی  
تھی.... اور اس طرف چانے کے لیے چکر کاٹ کر جانا پڑتا تھا..... سب  
سے پہلی خیرت تو یہ ہوتا چاہیے تھی کہ ایک گولنا چیخ کیے چا۔  
لیکن۔۔۔ اس پر خیرت بہت بعد میں ہوئی.... دوسری خیرت اس بات پر  
تھی کہ کھڑکی کے پاس سے کوئی اپنے کمرے تک کیے آگیا۔۔۔ جنی اس  
قدر جلد کہ چیخ پہلے سنائی دی اور وہ اپنے کمرے سے بعد میں نکلا۔۔۔  
کیونکہ سب لوگ ایک دوسرے کے سامنے کروں سے نکلتے تھے۔۔۔ اور  
چیخ سننے کے نصف منٹ تک سب نکل آئے تھے۔۔۔ جب کہ کھڑکی سے  
کمرے تک کا فاصلہ ڈیڑھ منٹ کا ہے۔۔۔ ایک لمبا چڑا باخ عبور کرنا  
پڑتا ہے اس کام کے لیے۔۔۔ لہذا کیس میں سب سے زیادہ پھر والی بات  
یہ تھی۔۔۔ لیکن ہم سب بلاوجہ چکرا رہے تھے۔۔۔ اور اس میں چھرانے  
والی بات کوئی نہیں تھی۔۔۔

"کیا مطلب؟" صدر اور دوسرے ایک ساتھ ہوئے۔

○☆○

## خوفناک بات

"تم نے کیا کہا ہمیشہ۔۔۔ اس میں چھرانے والی بات کوئی نہیں  
تھی۔۔۔ صدر صاحب مارے جیرت کے بولے۔

"ہاں! کوئی نہیں تھی۔۔۔ وہ مسکرانے۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو جمیشید۔۔۔ ہم سمجھے نہیں۔۔۔"

"یہ وہ بنا یا گیا۔۔۔ ایک سازش کے تحت بنا یا گیا تھا۔۔۔ اور  
سازش یہ تھی کہ پیغمبرِ ذوقی کو وہاں لے جا کر قتل کر دیا جائے گا۔۔۔"

"کیا مطلب؟" کتنی جیرت زدہ آوازیں ابحرس۔

"ہاں جتاب۔۔۔ یہ اشارجہ سے ہی یہ پروگرام طے کر کے چلے  
تھے کہ پیغمبرِ ذوقی کو قتل کر دیا جائے گا۔۔۔ اس وقت جب کہ ہم ان کی  
حفاظت پر مامور ہوں گے۔۔۔ اور اس قتل کا الزام مجھ پر عاید کیا جائے  
گا۔۔۔ پھر حکومت سے کہا جائے گا۔۔۔ اسکے بعد جمیشید کو ہمارے حوالے  
کرو۔۔۔ جس ملحوظ اس سے پہلے بھی یہ لوگ ہمارے ملک کے دو تین  
آدمیوں کو اذیمات لگا کر لے جا چکے ہیں کہ انہوں نے ان کے ملک کے  
پچھے لوگوں کو ہلاک کیا اور یہ ہماری حکومت کی کمزوری تھی کہ انہیں

انشارج کے حوالے کر دیا۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ اگر کسی پر کوئی الزام ہے.... تو یہیں کی عدالت میں اس پر مقدمہ چلایا جائے۔ بے شک انشارج کے دلکش آکر مقدمہ لڑیں.... لیکن یہ غلط ہے کہ ہم اپنے شری کو ان کے حوالے کر دیں.... اور پھر وہ وہاں زبردستی اسے مجرم ثابت کر کے پھانسی پر چڑھا دیں.... میں کم از کم اس طریقے کے خلاف ہوں اور بالکل اس کو پسند نہیں کرتا۔ ہاں تو میرے پارے میں اس بار انہوں نے یہ پروگرام بنایا تھا کہ انشارج کی عدالت سے مجھے موت کی سزا ساتھی جائے۔ اور اس طرح یہ میری موت کا تماشا دیکھنا چاہتے تھے۔

”نہیں جیشید۔۔۔ تم غلط کہتے ہو۔۔۔ صدر نے پر زور انداز میں سر بلایا۔۔۔

”جی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ میں نے کیا بات غلط کی ہے۔۔۔

”یہ کہ یہ لوگ پسلے ہی پیشہ دوئی کے قتل کا پروگرام بنایا کر آئے تھے۔۔۔ کوئی بھی شخص اپنے قتل کی سازش میں شریک نہیں ہو سکتا۔۔۔ لہذا پیشہ دوئی یہ کس طرح منثور کر سکتا تھا۔۔۔“

”آپ غلط سمجھے سو۔۔۔ پیشہ دوئی بے چارے کو بالکل معلوم نہیں تھا۔۔۔ کہ ان کا منصوبہ کیا ہے۔۔۔ انہوں نے فوراً کہا۔۔۔

”چلو نہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے یہی بات ہو۔۔۔ لیکن میں پھر بھی یہی کہوں گا کہ تمہارا خیال غلط ہے۔۔۔ یہ لوگ یہ منصوبہ بنایا کر نہیں آئے

تھے۔۔۔

”کیوں۔۔۔ اب آپ یہ کیسے کہ سکتے ہیں۔۔۔“

”اس طرح جیشید کہ یہ اپنے ایک آدمی کا خون کیوں کھر کرنا پسند کر سکتے تھے۔۔۔“

”ہاں! یہ بات آپ کی زیادہ پر نور ہے۔۔۔“

”تو پھر تمہارا خیال غلط ہوا تا۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ میرا خیال غلط نہیں ہے۔۔۔ یہ پیشہ دوئی کے قتل کا پروگرام بنایا کر آئے تھے۔۔۔ اور پیشہ دوئی کا قاتل جزو فرشتمام ہے۔۔۔“  
”واہ۔۔۔ کیا بات کی۔۔۔ تخبر ملا ان کی اپنی الماری سے۔۔۔ اور قاتل میں ہوں۔۔۔ اور تخبر پر میری انگلیوں کے نشانات کیوں نہیں ہیں۔۔۔“

”تخبر کا وہستہ ہی خون آکوں تھا۔۔۔ وہاں نشانات کہاں ملتے۔۔۔“

”تب پھر میں کس طرح قاتل ہوا۔۔۔ جزو فرشتمام نے کہا۔۔۔“

”تمہارے پاس آپ کے خلافہ ثبوت ہے۔۔۔ لیکن چونکہ پیشہ دوئی آپ کا اپنا آدمی تھا۔۔۔ یا نہیں تھا۔۔۔ ہمیں اس سے غرض نہیں۔۔۔ نہیں غرض اس سے ہے کہ میں قاتل نہیں ہوں۔۔۔“

”اوہ۔۔۔ میرے خلافہ ثبوت کیا ہے۔۔۔“

”فاروق۔۔۔ تمہیں تخبر پر گلی ایک چیز ملی تھی۔۔۔ لیکن نہیں۔۔۔ ایک منٹ تھیوں۔۔۔ پسلے میں مسٹر جزو فسے بات کر لوں۔۔۔ مسٹر جزو فسے

کیا آپ قتل نہیں ہیں ہا۔"

"نہیں.... بالکل نہیں۔"

"آپ لوگوں نے ان کا بیان سنایا۔ انہوں نے پیرزادی کو قتل کیا۔.... آپ خود کے بچے ہیں.... کہ آپ کو یہاں متعدد چالانے کی ضرورت کرے میں کسی ضرورت کے تحت گئے۔"

"ہاں ہاں ہاں.... یعنی بات ہے.... تو پھر؟" جوزف شرناام نے چیز کر کہا۔

"اس سے پھر یہ ہے کہ ہمیں تخت پر گئی ایک چیز میں ہے اور وہ آپ کی ہے۔"

"کیا مطلب.... تخت پر گئی ایک چیز... میں سمجھا نہیں۔"

دوسرے بھی اس لئے بہت حیرت زدہ نظر آئے۔

"ہاں جتاب.... تخت پر گئی ایک چیز.... ایک لباساں.... آپ کے کے بال ان سب سے بے ہیں اور ہم سب سے بھی.... اور آپ کے پالوں کا رنگ بھی وہی ہے.... جو اس بال کا ہے.... فاروق وہ بال سب کو دکھا رہا۔"

"فاروق نے جیب سے ایک پڑیا نکالی اور اس کو کھول کر بال نکال کر سب کے سامنے لرایا۔ ان کی آنکھیں مارے چیرت کے پھینکیں۔"

"کیا خیال ہے.... یہ ہاں آپ کا ہے یا نہیں۔"

"ہاں! یہ میرا ہے۔ اور میں نے یہ پیرزادی کو قتل کیا ہے۔....

لیکن آپ خود کے بچے ہیں.... کہ آپ کو یہاں متعدد چالانے کی ضرورت کیا۔.... آپ میں جانوں.... میری حکومت جائے۔"

"بس تو پھر فحیک ہے۔.... آپ لوگ جا سکتے ہیں۔.... ہمیں کوئی فراض نہیں۔"

"اے اے.... یہ کیا۔.... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" - گران چلا اٹھا۔

"کیوں جتاب! آپ کو کیا ہوا؟"

"مجھے کیا ہوتا۔.... وہ خون کے گروپ کا مسئلہ تورہ ہی گیا۔.... اس مانی میں اس کا ذکر کب آیا ہے۔"

"اوه ہاں واقعی.... واقعی.... یہ پہلو تو رہ ہی گیا۔"

"اسی پہلو کی وجہ سے تو ہم پھر یہاں آئے ہیں اور آپ کے لائق اس قدر کوشش کی گئی ہے۔"

"آپ مسٹر جوزف شرناام کو اشارہ دے جائیں.... میں فون پر اپ کو بتایا دوں گا۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔.... آپ کو یہیں بتانا ہو گا۔.... یعنی بات ملے

ہیں تھی.... کیوں صاحب صدر۔" شارا نے جھلا کر کہا۔

"بالکل یہی ملے ہوا تھا۔.... جمیشید۔ تم بتا دو۔"

"جی۔.... کیا فرمایا۔.... بتا دو۔"

"ہاں بتا دو۔"

"یہ سن نہیں سکیں گے... آپ سے باہر ہو جائیں گے۔"

365

"لیا مطلب... کیوں آپ سے باہر ہو جائیں گے... صرف افراد ہم جانتے ہیں... یہ ہمارے لئے آسان نہیں ہو گا... آپ کی بات نہیں بتانا ہے تاکہ پیغمبرِ ذوقی کے خون کا گروپ کیسے بدل دیں کسی کے بھی طے میں اور اور اور ہو جائیں گے... لذ اپنے وعدہ گیا۔" یہ سے آپ فوراً یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔"

"ہاں کر... بات صرف اتنی ہی ہے... لیکن اتنی ہی بات سن کر بھی کیا ہے اپنے جیشید... ہم تو تمہارے ملک میں کسی یہ آپ سے باہر ہو جائیں گے۔" دقت آسکتے ہیں... اور تم اور تمہارے ملک کی پوری پولیس اور "عد ہو گئی... ہم کیوں ہونے لگے آپ سے باہر؟" یہی فوج مل کر بھی ہمیں آنے سے روک نہیں سکتی... کیونکہ کسی کو "لیا آپ وعدہ کرتے ہیں... پوری بات سن کر یہاں سے نہیں چلتے گا... ہم کس کے روپ میں یہاں آگئے ہیں۔" یہدھے انشارج روانہ ہو جائیں گے۔

"آپ خوش نہیں میں بتتا ہیں مسٹر گرگان۔" گان رحمان بول کر مطلب ہے... تم ایک آجھے روز بھی یہاں نہ رہ سکیں۔"

"کیسے؟" اس نے اپنی گھورا۔

"تی ہاں بالکل! آپ کو نہیں سے جانا ہو گا۔" "کیا لاری اور رٹا کے روپ میں دیکھ کر اپنے جیشید کو احساس یہ شرط طے نہیں ہوئی تھی۔ کیوں صاحب صدر؟" شارائیں ہو گیا تھا کہ معاملہ گزیر ہے۔" پہنک کر کہا۔

"یہ شرط طے نہیں ہوئی تھی۔ لیکن ساری کمائی سخن کے بعد... دور رہنے کی صورت میں اپنے جیشید کو کیسے معلوم ہو سکے گا۔" اور یہ بات سامنے آجائے کے بعد کہ آپ یہاں ہمارے خلاف سازش "ویکھا جائے گا... یہ اس وقت کا مسئلہ نہیں ہے۔" بناؤ کر آئے تھے... ہم کیونکہ آپ کا یہاں ظہرے رہنا پسند کر رکھتے

"تب پھر آپ خون کے گروپ کی بات کریں۔" "صاحب صدر... کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں؟" یہ۔"

"ہاں! معاملہ کی طے ہوا تھا... لذ اسیں بتانا ہو گا۔" انہوں

"جو آپ کا حکم... دیے میں چاہتا تھا... ابھی یہ بات ان لوگوں کو نہ بتائی جائے۔"

"لیکن چیزیں... ہم ایک بات طے کر سکتے ہیں۔"

"او کے سر... لمحے میں بتانے لگا ہوں... جس وقت ہماری ملاقات آپ نے وند کے ارکان سے کرائی... تو مجھے بہت حیرت ہوئی۔"

"کس بات پر؟" بگران نے منہ بٹایا۔

"اس بات پر کہ اس وند کا سربراہ گونگا کیوں ہے... ایک گوتے آدمی کو آخر وف کا سربراہ بنانے کی کیا ضرورت تھی... کیا ان میں اس کے مقابلے پر اور کسی آدمی میں قابلیت نہیں تھی... اس خیال نے مجھے الحسن میں ڈال دیا... میں سوچتا رہا... سوچتا رہا... اور پریشان ہوا... پھر اپناں کے ایک خوفناک بات معلوم ہو گئی۔" وہ ایک بار بخوبی شوگر کر گئے۔

"خوفناک بات کیا مطلب؟"

"جی ہاں... بہت خوفناک باتیں میں نے جب پیغمبرِ ذوق کو فری سے دیکھا... بہت غور سے دیکھا تو میں جان گیا۔"

"کیا جان گئے... چیزیں... تم ہم سب کو بہت زبردست ہوئے پس میں جلا کر چکے ہوئے... بلکہ اس کوشش میں پوری طرح کامیاب ہو چکے ہوئے اس لیے مہماں فرمایا کہ اب اور پس میں نہ ڈاؤ۔" مد

صاحب نے گھبرا کر کہا۔

باتی اور مسکرا دیے... البتہ بگران، شاردا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ کا دور دو تک پتا نہیں تھا۔

"کیا کیا جائے سر... بعض معاملات ہی ایسے ہوتے ہیں... کہ ان میں پسنس کو بھمارنا پڑتا ہے۔" انسوں نے شرم کر کہا۔

"ہاں ہاں... میں کہ تو رہا ہوں... بہت پسنس پیدا ہو چلا ہے... اب مزید کی گنجائش نہیں۔"

"لیکن سر... معاملہ اس کے الٹ ہے۔"

"معاملہ اس کے الٹ ہے... کیا مطلب؟"

"جی ہاں... جب میں اگلی بات کروں گا تو پسنس میں اور اضافہ ہو جائے گا۔"

"اوہ ہو اچھا... خیر بھی... بھرتہ مجبوری ہے... کرڑا اور اضافہ۔"

"تو پھر سنئے... جب میں نے بہت زیادہ غور سے پیغمبرِ ذوق کو دیکھا تو وہ پیغمبرِ ذوق نہیں تھا۔

"کیا مطلب... یہ کیا بات ہوئی؟"

کئی آوازیں بلند ہوئیں... اب سب کے چہروں پر حیرت ہی حیرت نظر آنے لگی... اب واقعی پسنس میں حد دربے اضافہ ہو چکا تھا۔

## کہانی

چند لمحے تک سب لوگ انہیں ٹکر کر دیکھتے رہے، آخر صدر سا ب نے کہا۔  
”بات پلے نہیں پڑی جسید... آخر اس جملے سے تمہارا کیا مطلب ہے کہ پیر ڈوئی، پیر ڈوئی نہیں تھا۔“

”میں نے یہی کہا ہے سر... اور بالکل صحیح کیا ہے.... میرے اس جملے کے بعد ذرا آپ بُران اور ان کے ساتھیوں کے چہروں کو دیکھئے... ان چہروں پر اب کیا نظر آ رہا ہے۔“

ان کے چہرے ان لوگوں کی طرف گھوم گئے... وہاں حیرت ہی حیرت نظر آ رہی تھی.... اور اس حیرت میں نفرت کا سند رجھی شامل ہو گیا تھا.... اور یہ نفرت صرف اور صرف جسید کے لیے ہی تھی... اس لیے کہ انہی کے خلاف وہ منصوبہ بنانے کر لائے تھے.... انہیں اپنے ملک میں پھانسی کی سزا دوائے کا منصوبہ.... لیکن ان کا منصوبہ بہت بری طرح ناکام ہو گیا تھا.... نہ صرف یہ کہ وہ اسکے جسید کو پھانسی کی سزا نہیں دلو سکتے تھے.... بلکہ انہی یہ منصوبہ اب ان کے لیے پر شان کن ثابت

ہو رہا تھا.... اسکے جسید پر سکون انداز میں کہ رہے تھے۔  
”میں نے جب بہت غور سے ان کے چہرے کو دیکھا تو وہ پیر ڈوئی کا تھا ہی نہیں... کسی اور کا چہرہ تھا.... اور وہ چہروں ہو کسی اور کا تھا... مجھے جانا پچانا نظر آیا۔“  
”کیا مطلب؟“ ایک بار پھر آوازیں ابحرس۔

”آج سے دس سال پلتے ہم نے اپنا ایک بھرمن آدمی تجویز دے کر انشارج بھیجا تھا.... تاکہ وہ وہاں چاؤں کے فرانش انعام دے سے اور انشارج کی خیریہ خبریں حاصل کر کے ہمیں بھیجا کرے.... جس طرح دوسرے ملک ہمارے ملک میں اپنے چاؤں بھیج دیتے ہیں.... یا ہمارے ملک کے کچھ نداروں کو خرید کر ان سے خبریں حاصل کرنا شروع کر دیتے ہیں.... وہ نوجوان کچھ مدت تک اپنے فرانش بخوبی انعام دیتا رہا۔ لیکن پھر اتفاقی طور پر اس سے کوئی غلطی ہو گئی.... اپنا اسی غلطی کی وجہ سے وہ پکڑا گیا اور اس کے بعد اس کی طرف سے کوئی اطلاع نہ مل سکی.... نہ ہمیں اس کا کوئی سراغ مل سکا۔ ہم نے خیال کیا کہ وہ پکڑا گیا ہے.... اس کا سراغ دوسرے چاؤں کے ذریعے نکلنے کی کوششی بھی کی گئی۔ لیکن ہمارے چاؤں کوئی بات اس کے بارے میں معلوم نہ کر سکے۔ پھر بھی ہم نے کوشش چاری رکھی.... اور دس سال بعد وہ نوجوان مجھے پیر ڈوئی کی صورت میں نظر آیا۔“

"کیا!!!" اس بار تو سب کے سب اچھے تھے۔ سوائے اپنے  
جہید کے اپنے ساتھیوں کے۔ کیونکہ ان سب کو ساری صورت حال  
ابتداء سے معلوم تھی۔

"لیا کہ رہے ہو جہید؟" صدر صاحب مارے حیرت کے پولے۔  
"ہاں سر... منصوبہ یہ تھا کہ ارشاد حاجی کے چہرے پر پلاسٹک  
سرجری کرنی جائے۔۔۔ اس کا حلیہ مستقل طور پر اس طرح تبدیل کرو  
جائے کہ کوئی بڑے سے بڑا ماہر بھی معلوم نہ کر سکے۔۔۔ کہ وہ کون ہے،  
پناپچہ تھا رے نوجوان ارشاد حاجی کا چہرہ تبدیل کیا گیا۔۔۔ اسے پیٹر ڈاؤنی  
کا نام دیا گیا۔۔۔ اور وند کا سربراہ بنا کر ادھر لایا گیا۔۔۔ پروگرام یہ تھا کہ  
یہاں لا کر میری موجودگی میں ارشاد حاجی کو قتل کیا جائے اور قتل کا  
سارا الزام مجھ پر تھوپا جائے۔۔۔ یعنی خون آسود بخوبی میرے کمرے میں یہ  
میری الماری میں رکھ کر اور ساتھ میں دنیا بھر کے اخبارات اور ریڈیو  
اور ٹی وی کے نمائندوں کو بیان کر لیا جائے۔۔۔ تاکہ پوری دنیا میں یہ خبر  
پھیل جائے کہ اپنے جہید نے انشارج کے وند کے سربراہ کو قتل کر دیا  
ہے اور یہ کہ ان پر مقدمہ انشارج کی عدالت میں طے گا۔۔۔ یہ تھا ان کا  
منصوبہ۔۔۔ لیکن ان کی بد قسمی کہ اس قدر زبردست تبدیلی کے باوجود  
میں نے ان کی حرکات "سکنات" یعنی ہاتھ بیڑ ہلانے کے انداز، چڑی،  
انٹھے، بیٹھنے کے انداز سے جان لیا کہ وہ ارشاد حاجی ہے۔۔۔ اس لیے کہ  
ارشاد حاجی میرے اپنے مجھے کا آؤں تھا۔۔۔ اور میں نے اسی اسے تربیت

دی تھی۔ اسے وند کے سربراہ کی صورت میں دیکھ کر میری تو شی گم  
ہو گئی۔۔۔ خواں گم ہوتے محسوس ہوئے۔۔۔ شدید ترین خطرے کا  
احساس ہوا۔۔۔ میں سوچ میں ذوب گیا کہ آخر یہ کتنا کیا چاہتے ہیں۔۔۔  
آخر میں نے اندازہ لگایا کہ ان کے ارادے نیک تو ہرگز نہیں ہیں۔۔۔  
الہدایا میں حرکت میں آگیا۔۔۔ پہلا کام میں نے یہ کیا کہ جس سرکاری  
عمارت میں انہیں تمثیر لایا جانا تھا۔۔۔ اس کو میں نے ان فٹ کر دیا۔۔۔ اور  
انہیں اپنی ایک ذاتی عمارت میں تمثیر نے کاپو گرام بنایا۔۔۔ ادھر یہ لوگ  
خود کو واسف بچانے کے لیے یہ ظاہر گرہے تھے کہ ان کی حکومت کی  
مخالف سیاسی جماعت اس وند کے بالکل خلاف ہے اور وہ نقصان  
بچانے کی ہر حال میں کوشش کرے گی۔۔۔ اسی بنیاد پر انہوں نے  
حافظت کی ذئے داری مجھے دلوائی۔۔۔ کیونکہ منصوبہ جو مجھے چھانے کا  
تھا۔۔۔ میں انہیں اپنی عمارت میں لے آیا۔۔۔ اب مجھے کچھ اطمینان ہوا  
اس لیے کہ اس عمارت کے راز یہ لوگ نہیں جانتے تھے۔۔۔ میں جانتا  
تھا۔۔۔ میرے ذہن میں یہ خطرہ موجود تھا کہ یہ لوگ اس پچھر میں ضرور  
ارشاد حاجی کو نقصان پہنچائیں گے۔۔۔ اور انہیں بچانا ہی اصل کام تھا۔۔۔  
الہدایا میں نے ان لوگوں کو یہاں لانے سے پہلے ہی ایک کام اور کیا  
تھا۔۔۔

یہ کہ کروہ خاموش ہو گئے۔۔۔ دوسرے انتظار کرنے لگے۔۔۔ آخر  
صدر صاحب بول اٹھے۔

"اور وہ کام کیا تھا جو شدید... تم خاموش کیوں ہو گئے؟"  
"وہ کام یہ تھا کہ میں نے یہاں دو آدمی پھردا دیے تھے... ایک  
ان میں میک اپ کے بہت بڑے ماہر تھے۔ دوسرا ان میں اشارجہ کا  
ایک جاسوس تھا!"

"کیا مطلب؟" اس بار گران اور شارا اور ان کے تمام ساتھی  
بڑی طرح اپٹھے۔

"ہاں جناب... میں نے اس منصوبے کا جواب تکی پڑھی  
دینے کا فیصلہ کیا تھا... میں نے ان ماہر کو پیش روئی کی تصاویر دکھائیں...  
پھر عمارت میں کام کاچ کرنے والے ملازم کے روپ میں اس نے خود  
بھی پیش روئی کا بہت اچھی طرح جائزہ لیا اور ایک خفیہ کمرے میں  
اشارجہ کے گرفتار شدہ جاسوس کے چہرے کو پیش روئی کے چہرے میں  
پہلاتا رہا۔ انہوں نے سلسہ کام کیا۔ اور آخر کار پیش روئی کا چہرہ بالکل  
اس جاسوس کا ہوا دیا۔"

"میں اس کمالی کو نہیں مانتا جو شدید"۔ صدر صاحب نے بر اس  
منہ بنا دیا۔

یہ من گران پکڑ جو شدید مکرا دیے۔

"اور تم مکرائے کیوں؟"

"اس لئے کہ آپ کو اور یہاں موجود باقی لوگوں کو ہی بات کرنا  
چاہیے تھی۔۔۔ پلا سوال تو یہ ہے آپ کا کہ ارشاد حاتمی نے کس طرح

پیش روئی بننا قبول کر لیا۔۔۔ اور ہمارے پاس موجود اشارجہ کے جاسوس  
نے کس طرح پیش روئی بننا محفوظ کر لیا؟"

"ہاں! کی بات میں کہتا چاہتا تھا۔"

"تو اس کا بہاؤ سن لیں۔۔۔ ارشاد حاتمی کی برین واٹک تو پڑھئی  
کروئی گئی تھی۔۔۔ یہاں لانے سے پہلے اس پر پیمانہ بھی کیا کیا۔۔۔ اور  
ہدایات دی گئیں کہ وہ پیش روئی ہے۔۔۔ اور گونگا ہے۔۔۔ کچھ بول نہیں  
سکتا اور بس۔۔۔ گونگا اس لئے بتایا کہ کہیں میں اس کی آواز نہ پہچان  
اوں۔۔۔ بھی حرج میں نے استعمال کیا۔۔۔ جاسوس کی برین واٹک تو ہم  
پہلے تھی کر پچھے تھے۔۔۔ میں جب اس منصوبے کا مجھے پہاڑک نہ تھا۔۔۔ لذا  
میں نے اس پر پیمانہ بھی کر دالا۔۔۔ اب وہ پیش روئی تھا۔"

"چلو مان لیا۔۔۔ لیکن تم نے اول بدل کیے کر دیا۔۔۔ یعنی ارشاد  
حاتمی کی جگہ اس جاسوس کو کیسے پہنچا دیا۔۔۔ اور ارشاد حاتمی کو کیسے نکال  
لیا؟" صدر بولے۔

"ہاں سر۔۔۔ یہ سوال بھی انہم ہے۔۔۔ لیکن میرے لئے نہیں۔۔۔  
میں پہلے تا پکا ہوں کہ اس عمارت کے پارے میں میں جانتا ہوں۔۔۔ یہ  
لوگ نہیں جانتے۔۔۔ اس عمارت کے ہر کمرے میں ایک خفیہ راستا کھلتا  
ہے۔۔۔ وہ راستا عمارت کے اندر جاتا ہے۔۔۔ لذا میں اس راستے سے  
جاسوس کو اندر لے گیا اور ارشاد حاتمی کو وباں سے نکال لیا۔۔۔ انہیں  
نکال کر لانے کے لئے البتہ انہیں ہوش کرنا پڑا تھا۔۔۔ جب کہ

جاوس کو بے ہوش کرنے کی بھی صورت پیش نہیں آئی تھی۔ اسے تو پہنچازم کی صورت میں پہلے ہی ہدایات دے دی گئی تھیں۔"  
”ہوں! اب بات بنی۔“ صدر سکرائے۔  
”کیا مطلب ہو شخص قتل ہوا۔۔۔ وہ ہمارا اپنا آدمی تھا۔“  
بگران چلا اخھا۔

”ہاں جتاب۔۔۔ وہ آپ کا اپنا آدمی تھا۔۔۔ آپ کے ہاتھوں مارا گیا۔۔۔ اسی لئے اس کے خون کا گروپ وہ نہیں تھا۔۔۔ جو آپ کے ساتھ آئے والے پیغمبرِ ذوقی عرف ارشادِ حاجی کا تھا۔۔۔ اور ارشادِ حاجی کا خون کا گروپ وہ نہیں تھا۔۔۔ جو پیغمبرِ ذوقی کے اصل کافیات میں تھا۔۔۔ اصل پیغمبرِ ذوقی بے چارہ تھا۔۔۔ جانے کب کا مرزا ہے۔۔۔ ایک مرے ہوئے آدمی کا روپ ارشادِ حاجی کو دیا گیا تھا۔۔۔ لیکن یہ منصوبہ ترتیب دینے والے یہ بھول گئے کہ خون کا گروپ بھی کوئی چیز ہے اور جاؤں کو قتل کرنے والا مسٹر جوزف یہ بھول گیا کہ ہر قاتل سے کوئی نہ کوئی ملکی ضرور ہوتی ہے۔۔۔ جو اسے مجرم ٹاپٹ کرنے کے لیے کافی ہوتی ہے۔۔۔ اور میرا خیال ہے۔۔۔ پروفیسر بگران اس سے بڑی ٹکڑت آپ کو آج تک نہیں ہوئی ہو گی۔۔۔ کیا خیال ہے آپ کا۔“

”سوال یہ ہے کہ ارشادِ حاجی اب کہاں ہے؟“ بگران نے پر سکون آواز میں لکھا۔

”اوے۔۔۔ کیا سوال ہے؟“ انپکٹر جمشید بھئے۔

”مطلوب یہ کہ آپ اس سوال کا جواب نہیں دیں گے۔“  
”بھلا میں آپ کو کیسے بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں۔“  
”لیکن ہم معلوم کر لیں گے۔۔۔ انپکٹر جمشید اس بات کو لکھ  
تھا۔۔۔ ہم اس کا بخوبی لگایں گے۔“  
”ضرور کو شش کریں۔“  
”اس دھمکی کے بعد جمشید۔۔۔ ہم انسیں یہاں سے جانے ہی  
کیوں دیں؟“ صدر بولے۔  
”آپ اس ک کے صاحب صدر۔۔۔ بگران ہے۔۔۔  
”کیا مطلب۔۔۔ میں کیا اس ک ک گیا۔“  
”ساری بات معلوم ہونے کے بعد اب ہم تم سب کو فتح کیے  
بھیز یہاں سے نہیں جائیں گے۔۔۔ ہمارے یہ وجھے ساتھی ضرور چلے  
جائیں گے۔۔۔ ہم تم لوگوں کو فتح کرنے کے بعد بھی نہیں جائیں گے۔۔۔  
اور ارشادِ حاجی کو تلاش کر کے اسے موت کے گھٹک اتار دیں گے۔۔۔  
اس بات کو لکھ لیں۔“  
”ایسی لئے میں اس قدر مملت چاہتا تھا۔۔۔ انپکٹر جمشید بھرپور  
انداز میں سکرائے۔

”کیا مطلب؟“ وہ پوچھا۔

”مطلوب یہ کہ ارشادِ حاجی اب اس دنیا میں پیغمبرِ ذوقی کی شکل و  
صورت میں آپ کو نہیں طے گا۔۔۔ اس دوران ہم نے یہی تو کام کیا

ہے.... اب ان کا علیہ تبدیل کر دیا گیا ہے.... ان کی حرکات و سکنات تبدیل کرائیں.... ان کی آواز بھی مستقل طور پر تبدیل کراوی ہے.... اب تک وہ ایک ایسی جگہ پہنچنے کے قریب ہوں گے کہ اس کے بارے میں آپ لوگ سوچ بھی نہیں سکیں گے.... صرف جسے جھٹے بعد وہ وہاں پہنچ چکے ہوں گے.... ان کے ساتھ ہی وہ ماہر ہیں۔ جنہوں نے یہ کام کیا ہے.... انہوں نے تو اپنے طبقے میں بھی مستقل طور پر تبدیلی کر لی ہے۔"

"اوو.... نہیں"۔ وہ چلا گئے۔

"تب پھر اسکرپٹ جسید۔ ہم اب آپ سب کو ختم کر کے ان کی ملاش میں نکل رہے ہیں.... اور ہم ان تک پہنچ جائیں گے۔"

"نہیں.... اب وہ آپ کو نہیں مل سکیں گے۔"

"دیکھا جائے گا.... ہم ان کی ملاش میں نکلیں گے ضرور۔ چلو شارا شروع ہو جاؤ.... ان سب کو موت کے گھاٹ اتارنا ہے۔"

"یہ کیا مشکل ہے۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ اپنی جیب کی طرف کیا۔ اور بگران کا ہاتھ اپنی جیب کی طرف کیا۔ لیکن پھر وہ دونوں دھکے سے رہ گئے۔

"آپ لوگ شاید ان لاکھوں کو ملاش کر رہے ہیں۔" فرزانہ کی آواز سنائی دی۔ اس کے اور فرحت کے ماتھوں میں دو لاکھ نظر آئے۔

"یہ..... یہ تم دونوں نے کب نکال لے۔"

"آپ دونوں سگریٹ نہیں پہنچتے۔" لیکن ان لاکھوں کو آپ بار بار نکال کر دیکھتے رہے ہیں۔ اس چیز نے بھیں تھک میں جھلا کر دیا تھا اور یہ ہم نے بہت پہلے پار کر دیے تھے۔ کیا ان میں سے گولیاں تھکنی ہیں؟"

"لاؤ۔۔۔ ہاتھ ہیں۔۔۔ کیا لکھتا ہے۔" بگران ہذا۔

"نہیں۔۔۔ یہ ہمارے پاس ہی تھیں ہیں۔۔۔ ۲۵ کے آنے کی کوشش نہ کریں۔۔۔ ورنہ ہم ان کے بٹن دواریں گے۔"

"اڑے اڑے۔۔۔ ایسا غصب نہ کرنا۔" بگران کھڑا کیا۔

"تب پھر ہاتھ اخدا دین۔۔۔ گرفتاری دے دین۔۔۔ ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔" انہوں نے کہا اور ہاتھ اخدا دیے۔

"گرفتار کرو بھی اصم۔"

وہاں مونوود سادہ لباس والوں سے انہوں نے کہا، وہ کے قریب سادہ لباس والے آگے بڑھے اور پھر وہ وہ س کے دس اچھتے ہوئے ان پر آگزے۔۔۔ وہ سب بڑی طرح گرسے اور پھر وہاں ایک ہولناک جگ شروع ہو گئی۔۔۔ بگران اور شارا کے باقی جھٹے ساتھی ایک طرف ہو کر کھڑے ہو گئے۔۔۔ شاید وہ لاکھی بھڑائی کے کام سے باکل واقف نہیں تھے۔۔۔ اور سادہ لباس والے اور دوسرا لوگ بھی ایک طرف ہو گئے۔۔۔ اور اب میدان میں صرف وہ تھے یا بگران اور شارا۔

”اس سب کے باوجود اسپکٹر جیشید... جو تم نے بتا دیا۔ اس قدر خوفناک ٹھلت کے بعد بھی آخر کار فتح ہماری ہو گی۔“ گران نے بلند آواز میں کہا تھا۔  
”لیکن کیسے؟“

”بہم تم سب کو مار کر یہاں سے نکل جائیں گے اور ارشاد حاتمی کو تلاش کر لیں گے۔“

”نہیں۔ کم از کم یہ نہیں ہو گا۔“ انہوں نے نہیں میں سرہلایا۔  
”کیوں نہیں ہو گا۔“

”تم اپنیں خلاش نہیں کر سکو گے... ان کے سلسلے میں ہم نے بہت احتیاط کی ہے... اور جس جگہ اپنیں پہنچتا ہے... وہاں وہ پہنچ جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔“

”اور میں اپنیں تلاش کر کے یہاں واپس لاوں گا... اور تم لوگوں کے سامنے موت کے گھاث اتاروں گا۔“

”اچھی بات ہے.... دیکھیں گے۔“

اب انہوں نے اچھل اچھل کر ان پر ٹھلے شروع کیے۔ وہ بہت مشکل سے ان کے وار روک پار رہے تھے۔

”یوں بات نہیں بنے گی۔ میں اور اسپکٹر کہ مران مرزا۔ گران سے نہیں گے۔ تم لوگ شارا کو قابو میں کرلو۔“

”بہت بہتر۔“ محمود نے پہنچ انداز میں کہا۔

”آؤ آؤ... ضرور کوشش کرو اور مت کی کھاؤ۔“ شارا نہیں۔  
انہوں نے شارا کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ اب وہ ان کے درمیان میں تھی۔

”ویکھو میں شارا۔ خدا کے لئے ٹھلت کھا جاؤ۔“ مکھن نے پوکھلا کر کہا۔

”کیا کہا۔ ٹھلت کھا جاؤ۔“ شارا نہیں۔  
”ہاں! آپ کا کیا چاہتا ہے... پلے تھوڑی ٹھستیں کھا چکی ہیں۔۔۔  
ایک اور کھالیں گے تو کون سا آپ کی پدناہی ہو جائے گی۔“ مکھن نے شوخ آواز میں کہا۔

”تمہاری تو انکی کی تھی۔“ یہ کہ کر شارا نے اس پر چھلانگ لگائی اور اسے چھاپ میٹھی۔۔۔ دونوں ہاتھوں سے اس کا گلا دبوچ لیا۔  
”اڑے اڑے۔۔۔ یہ کیا کر رہی ہیں۔۔۔ میرا گلا گھٹ جائے گا۔“  
مکھن نے چلا کر کہا۔

ادھر باتی سب مل کر شارا پر ٹوٹ پڑے۔۔۔ لیکن وہ تو یعنیے لوہے کی بنی ہوئی تھی۔۔۔ ان کی لاتیں لکے۔۔۔ اس پر کوئی اٹر نہیں کر رہے تھے۔۔۔ اور مکھن کا برا عال تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں باہر کو اپن آنکھ تھیں۔۔۔ فرزانہ کو اور تو پچھوٹ سو جھا۔۔۔ اچھل کر شارا کی گردن میں ایک باتحہ ڈال دیا۔۔۔ وہ بھلا کب اس باتحہ کی پروا کرنے والی تھی۔۔۔ لیکن جب فرزانہ نے اپنے دوسرے باتحہ کی دو انگلیاں اس کے ہاتھوں

میں تھیں تو اس نے فوراً "مکعن کو چھوڑ دیا اور اپنے دونوں ہاتھ جیچے لا کر فرزانہ کی گردن کو پکدا اور اور کی طرف اچھاں دیا۔ فرزانہ اور کی طرف گئی۔ ایسے میں اس کی اگلیاں بھی دھنوں سے نکل آئیں۔ وہ سر کے بل نہیں کی طرف آئی۔ تین دھنوں ہاتھوں کے ذریعے بال بال بیٹھ گئی۔

"مکری فرزاد۔" مکعن نے خوش ہو کر کہا۔

"بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔" شارا جھلا کر یہ اس کی طرف چلی۔ لیکن فوراً رفت اس کے راستے میں آگئی۔ شارا الٹ کر گزی۔ کیونکہ اس کے سامنے آتے ہی رفت سر کے بل جک گئی تھی۔ اور وہ اس کی کرپ گرتے ہوئے دوسری طرف الٹ گئی تھی۔ جو نہیں وہ اٹھی۔ محمود نے اس پر چھالاگ لگائی۔ انہوں نے شارا کی دلدوڑ جیئن سنی۔

"بائیں۔۔۔ جیس کی تھی؟" آتاب نے بوکھلا کر کہا۔

"شارا کی۔۔۔ بہرے ہو کیا؟" فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"نمیں تو۔۔۔ اگر بہرے ہوتا تو یہ باشیں کیسے سنا۔" آتاب مسکرا کر۔

"اڑے اڑے۔۔۔ وہ پھر آ رہی ہے۔" شوکی چالا۔

فرزانہ یہ دیکھے بغیر کہ شارا کس سمت سے وار کر رہی ہے۔ اوت اکائی اور اس کی بھی حرکت اسے چھا گئی۔ شارا اپنی جھونک میں

آگے نکل گئی اور دیوار سے با گمراہی۔۔۔ اس چکر کے پاکل نزدیک اپنکر چمیش اور اپنکر کامران مرزا دونوں اس وقت گمراہ کے ہازروں میں تھے۔۔۔ اس نے دونوں ہازروں سے ان دونوں کی گردوبوں کو قابو میں کر رکھا تھا۔

یہ منظر دیکھ کر وہ سب بوکھلا گئے۔

"کیا ہم مدد کو آئیں؟" بیجان؟" فاروق چلایا۔

"ہرگز نہیں۔۔۔ شارا کی طرف دھیان رکھو۔۔۔ اور یہ تم نے کیا کیا۔" اپنکر چمیش و حزارے۔

"جی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کیا کیا ہم نے؟"

"جب شارا دیوار سے گمراہی تو کھڑے من کیوں دیکھتے رہے۔۔۔ اسی وقت اس پر کیوں نوت نہیں پڑے؟"

"غیر۔۔۔ غلطی ہو گئی۔" محمود ہکلایا۔

میں اس لئے شارا نے پھر ان پر چھالاگ لگائی۔۔۔ اس کی دونوں ناٹکیں فاروق کے بیٹھ پر لگیں۔۔۔ اور دونوں ہاتھ آصف اور فرجت کے لگئے۔۔۔ یہ تینوں تو فوراً الٹ گئے۔۔۔ اور بے سرہ ہو گئے۔۔۔ اب وہ حرکت میں آئی۔۔۔ اور اس بار اس نے محمود، آفتاب اور شوکی کو پیٹ میں لے لیا۔۔۔ یہ تین بھی گرے۔

"وو۔۔۔ بیکھے محترم۔۔۔ آپ اچھا نہیں کر رہیں۔" اخلاق سکرایا۔

ساتھ ہی اس کے باحق چل گئے.... اخلاق اور اشناق کے ساتھ رفتہ بھی زد میں آگئی۔۔۔ اس کے بعد اب اس کے مقابلے پر صرف فرزانہ کھڑی رہ گئی تھی۔۔۔

"بس.... تم پنجی ہو..... بالہما۔۔۔ شارا نہیں۔۔۔"

"ہنس بعد میں بچنے کا۔۔۔ پس مقابلہ کر لیں۔۔۔" فرزانہ نے مگر کر کہا۔

"تم ہو کس سمجھتی کی مولی۔۔۔" یہ کہ کر اس نے اس پر چھلانگ لگائی۔۔۔ فرزانہ یک دم نیچے بیٹھ کر اس کی طرف لڑک گئی۔۔۔ وہ اس کے اوپر سے ہوتی ہوئی آگے نکل گئی۔

"تمہارا یہ وار خالی گیا مس شارا۔۔۔" فرزانہ نے طبع انداز میں کہا۔۔۔ ساتھ ہی اس نے بڑی پارٹی کی طرف نظریں دوڑائی۔۔۔ وہاں مظہر وہی تھا۔۔۔ دونوں بھی تک مگر ان کے ٹکنے میں تھے۔

"کوئی پروا نہیں۔۔۔ ایسے تو بھی میں ان گنت وار کر سکتی ہو۔۔۔"

"تو پھر آؤ۔۔۔"

"لو سختلو۔۔۔ اس بار تم بچ نہیں سکو گی۔۔۔"

"اللہ مالک ہے۔۔۔ ہمارا بھروس تو اپنے اللہ پر ہے۔۔۔ ہم ہو کام بھی کرتے ہیں۔۔۔ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں۔۔۔ لہذا اگر بھکت کھا جائیں۔۔۔ تو بھی کوئی غم نہیں۔۔۔"

"اُن پاؤں سے تم خود کو بچا نہیں سکو گی۔۔۔ میں آ رہی ہوں۔۔۔"

"اس بار پہلے وہ اوپر اچھی اور پھر سیدھی فرزانہ کے سری طرف آئی۔۔۔ فرزانہ کو یوں محوس ہوا کہ اس کے دونوں پیروں اس کے سر پر آ کر لگنے والے ہیں۔۔۔ وہ تر سے گری اور لوٹ لگا گئی۔۔۔ لیکن اس وقت اسے بہت حیرت ہوئی۔۔۔ جب شارا کے دونوں پیروں پر اس کی کمر پر گئے۔۔۔ اور اس کے ہوش اڑ گئے۔۔۔ تاہم لوٹ لگنے سے اتنا ہوا تھا کہ اس کا سرینچ گیا تھا۔۔۔ وہ چند لمحوں کے لئے ساکت ہو گئی ایسے میں شارا نے ہنس کر کہا۔

"بس.... میرا خیال ہے۔۔۔ تم گھنیں کام سے۔۔۔"

"ابھی نہیں۔۔۔" فرزانہ کی آواز من کر وہ سب چوک اٹھے۔۔۔ اس نے کہ شارا کے ساتھ ان سب کا بھی خیال تھا کہ وہ اب نہیں اٹھ سکے گی۔۔۔ دونوں پیروں کی کمر پر لگتے ان سب نے صاف دیکھے تھے۔۔۔ لیکن اسے اٹھنے دیکھ کر ان کی حیرت پڑھ گئی اور خوشی میں بھی اضافہ ہو گیا۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ ایک دار اور سی۔۔۔"

یہ کہ کر اس نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی۔

○☆○

## اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہیں

وہ سب فرزانہ کی طرف دیکھنے پر بجور ہو گئے۔ ایسے میں اچانک گران کے منہ سے ایک بکلی سی جی نکل گئی۔ اس کے دونوں پاؤں ان کی گردنوں سے الگ ہو گئے اور وہ لاکھڑا گیا۔ اس کی اس لاکھڑا ہٹ سے دونوں نے فائدہ اٹھایا اور ایک بھی چھلانگ کے ذریعے وہ اس سے دور فاصلے پر پہنچ گئے۔

"یہ۔ یہ کیسے ہوا ابا جان؟" فرزانہ بولی۔

"بس! ہم اپنے ہاتھ ان صاحب کی پسلیوں میں مارنے کے کسی نہ کسی طرح قابل ہو گئے۔ اور تم جانتی ہی ہو۔ پسلیوں پر ہاتھ رسید کرنے کا ہمارا طریقہ ای مختلف ہے۔"

"جی۔ جی ہاں۔ وہ تو میں جانتی ہوں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"اڑے اڑے پھر۔" اسکر چشید چلا کے ان کی آواز سنتے ہی فرزانہ دھم سے گر گئی۔ یہ دیکھنے کی مہلت اسے کھان گئی کہ شارا کس رخ سے آری ہے۔ جو نہیں وہ گری۔ شارا دھم سے اس کے اوپر گری اور اسے اپنی

پسلیاں ٹوٹتی محسوس ہو گئیں۔  
"اب کیا کرو گی؟" شارا نہیں۔  
"آپ ذرا گران کو دیکھیں۔ میں فرزانہ کو چھڑاتا ہوں۔"  
اسکر چشید نے گھبرا کر کہا۔  
"نہ نہیں ابا جان۔ آپ صرف گران کی طرف توجہ دیں۔"  
"دل۔ لیکن بھی۔" وہ کہنے لگے۔  
"آپ لکھ رہے کریں۔"  
"اچھی بات ہے۔" انہوں نے کہا اور دونوں گران کی طرف متوجہ ہو گئے۔ گران اس وقت تک سبھل پکا تھا اور ان پر پھر سے جملہ آور ہونے کی تیاری کر چکا تھا۔ اور ان دونوں کو اور باقی ساتھیوں کو فرزانہ کے پارے میں پریشانی تھی۔  
"اسکر چشید۔ اسکر کامران مزا ایں۔ آپ دونوں ایک ہی وقت میں مجھ سے پنج لڑائیں۔" گران کی آواز گونج گئی۔  
"چلو منتظر ہے۔" اسکر چشید مسکرائے۔  
دونوں نے اپنا اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں کی طرف پہنچا دیا۔ گران نے ان کی اگلیوں میں الگیاں ڈال دیں۔ اور وہ لگا نور لگائے۔ اور دونوں نور لگائے گئے۔ ایسے میں دونوں نے دیکھا۔ فرزانہ کا حال اب بست پتا تھا۔ لیکن میں اس لمحے۔ انہوں نے محمود کو اٹھتے دیکھا۔ شارا کی کمر محمود کی طرف تھی۔ اس لمحے وہ

اسے اٹھتے ہوئے نہ دیکھ سکی.... محمود دبے پاؤں چلتا اس کے نزدیک آ گیا اور اس کے سر کے بال مٹھی میں جکڑتے ہی پیچھے کی طرف ایک زوردار جھٹکا مارا۔

شارا کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی.... اس کے دونوں ہاتھ فرزانہ کے گلے پر سے ہٹ گئے.... اور سانپ کی طرح لبراتے ہوئے محمود کی گردن پر آ چتے.... اور ہر وہ برادر اس کے بالوں کو جھٹکے مار رہا تھا۔ ہر جھٹکے پر اس کے منہ سے چیخ ضرور نکلی.... ایسے میں فرزانہ اچھل کر کھڑی ہو گئی.... پسلے تو اس نے اپنی گردن کو مسلا پھر اچانک وہ شارا کی ناگلوں سے لپٹ گئی.... ایسا کرتے ہی شارا دھرم سے گری.... بس پھر کیا تھا۔ محمود اس کے بھال سمجھنے لگا اور فرزانہ اس کی ناگلوں پکلا کر پکڑ کاٹنے لگی۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو؟" اسکے جھینیڈے نے بھنا کر کما۔

"تب پھر... ایا بجان بن کیا کریں؟"

"وہی کر دے... جو کرنا چاہیے۔"

"اوہ اچھا۔" محمود نے ان الخاطر کے ساتھ ہی شارا کا سر زور سے فرش پر دے مارا۔ اس کے منہ سے بھیاںک چیخ نکل گئی۔

"یہ ذرا سہ کر رہی ہے.... بن رہی ہے.... بال نہ چھوڑتا۔"

"میں بھتر۔" محمود نے فوراً کہا۔

"ایک بار اور فرش سے کھراوہ اس کا سر۔"

"میں بھتر۔" محمود نے کما اور پھر نہیں پر دے مارا۔ دراصل وہ بالوں کی وجہ سے بے بس ہو گئی تھی.... اور پھر فرزانہ نے ناگلوں اس طرح پکڑی تھیں کہ وہ ان دونوں کی گرفت سے کسی طرح نہیں نکل پا رہی تھی.... ایسے میں انہوں نے بگران کی بُشی کی آواز سنی۔

"اچک.... کیا ہوا۔ یہ مسٹر بگران کیوں بُس رہے ہیں؟" - محمود نے جگران ہو کر پوچھا۔

"میرا... میرا ہاتھ.... ان کی بُغل سے جا لگا تھا۔" اسکے کامران مرزا نے بولکھلا کر کہا۔

"اُر سے تو دہان سے ہاتھ ہٹانے کی کیا ضرورت ہے؟" پوچھر داؤد نے جھٹا کر کہا۔

"اوہ... یہ تو خیال ہی نہیں رہا۔ یہ لیں پھر۔" اسکے کامران مرزا نے اس کی بُغل میں ہاتھ دے ڈالا۔ جب کہ اس کے دونوں ہاتھ ان کے ایک ایک ہاتھ میں لگھے ہوئے تھے۔ اب تو وہ لگا بڑی طرح ہنسنے۔

"ان پر تو پڑ گیا ہیئتے کا دورہ۔" فاروق بولا۔

"تو پڑنے دو۔ ہمارا کیا جاتا ہے؟" -

"تو آتا بھی تو کچھ نہیں ہمارا۔ آنکھ نے من بیا۔" اب وہ شارا کو بڑی طرح رگزے ڈال رہے تھے اور اس کے من سے گھٹی گھٹنی چھینیں نکل رہی تھیں.... دوسری طرف بگران پر تو اب

نہیں کا دوڑہ پڑ گیا تھا۔ اس کے دات مسلسل لگے ہوئے تھے۔ وہ بار بار پولے کی کوشش کر رہا تھا اور کہ رہا تھا۔

"بب... بب... بب... بب... بب... بب"۔

"یہ آپ کون ہی زبان میں بات کر رہے ہیں جناب ہمارے تو کچھ پلے نہیں پڑ رہا"۔

"لکھ... کول... نن... نہیں... ہاہا... ہی ہی ہی"۔ اس نے پھر اوت پناہ کیتے کہ۔

"آپ کا دماغ تو نہیں لٹ کیا"۔ فاروق نے پوکھلا کر کما

"میری ایک تجویز ہے.... ایسے میں پروفیسر داؤڈ پکارائیں گے۔

"جلدی تباہی... کوئکہ اس وقت ہمیں ایک عدد تجویز کی بہت

ضورت ہے"۔ آنتاب نے فوراً کہا۔

"عد ہو گئی.... تمہیں ان حالات میں بھی مذاق کی سوجہ رہی ہے.... دیکھ نہیں رہے.... بے چاری گران اور بے چارے شارا پر کیا ہیت رہی ہے"۔ فاروق نے بدل کر کہا۔

"کیا کہا۔ بے چاری گران اور بے چارے شارا پر"۔ پروفیسر داؤڈ بلند آواز میں بولے اور پھر ہنسنے لگے۔

"یجھے۔ آپ بھی ہنسنے لگے۔ ایک گران کیا کم تھا"۔

"ارے.... وہ تجویز تو رہ ہی گئی"۔

"وہی وہ رسال.... ان کے والی ہمارے پاس ہیں۔ اس وقت

یہ دونوں بے بس ہیں۔ لہذا انہیں کیوں نہ پاندھ لیا جائے"۔

"بہت خوب... اچھی تجویز ہے"۔

اور پھر انہیں رسیوں سے پاندھ دیا گیا۔

"اب.... وہ معاملہ ختم۔ نیا معاملہ ہو گا"۔ اسکے بعد مکارے۔

"جی.... نیا معاملہ... کیا مطلب؟" محمود نے جیران ہو کر کہا۔

"ان لوگوں نے بد عمدہی کی۔ اب ہم انہیں ان کے ملک نہیں جانے دیں گے۔ جیل میں ڈالیں گے اور اس طرح ہمیں سلط بھی مل جائے گی"۔

"تو پر اس میں معاملہ کرنے کی کیا ضرورت ہیں آگئی۔ یہ کام تو ہم بھیر معاملے کے بھی کر سکتے ہیں"۔

"اوکے۔ یونہی سی"۔

گران اور شارا بری طرح پیچ و تاب کھارے تھے۔ لیکن ان رسیوں کو وہ پورا زور لگا کر بھی نہ قوڑ سکے۔

"اے کہتے ہیں۔ شکاری خود جال میں آ گیا۔ یہ اپنی ہی رسیوں میں پھنس گے"۔

"آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ کی جیلیں ہمیں اپنے اندر قید نہیں رکھ سکتیں"۔ گران نے جمل کر کہا۔

"وہ بعد کی بات ہے۔ فی الحال تو ہم آپ کو اپنی قید میں رکھیں

گے۔

"آخر آپ مولت کیوں چاہتے ہیں؟"

"جھنے گھنے سے پلے نہیں ہتاوں گا... اور جھنے گھنے تک ہم یہیں رہیں گے.... تم لوگوں کو آنکھوں کے سامنے رکھیں گے۔" انپکڑ جشید بولے۔

"تب پھر جشید... ہم تو ہیں... ہمارا اب یہاں کیا کام... دیسے تم فون پر ضرور ہتا دئیں... جھنے گھنے بعد تم کیا یہاں چاہتے ہو... دیسے تم سب مبارک باد کے قابل ہو... تم اس کیس میں بہت زبردست رہے۔"

"آپ کا بست بہت شکریہ۔"

صور اور ان کے ساتھی ٹلے گئے... آپ انہیں جھنے گھنے گزارنا تھے۔ گمراں اور شارا کا بس نہیں پلی رہا تھا... ورنہ وہ ان رسیوں کو پوڑکر نکل بھاگتی... انہیں جھنے گھنے گزارنے کے لیے باتوں کا سارا لینا پڑا... لیکن ان باتوں سے زیادہ تر یاتھیں دین کی یاتھیں تھیں... مثلاً" انپکڑ جشید نے ان کے سامنے ایک خطبہ دیا... اس خطبے کو گمراں، شارا اور ان کے ساتھیوں نے بھی سنائیں۔ ان کے الفاظ بہت مادہ تھے۔

"پہلے تو میں یہ ہتاوں کہ اب جو الفاظ میں کہنے لگا ہوں، وہ میرے اپنے نہیں ہیں... ہمارے ایک بزرگ کے ہیں... مجھے ان کی کتاب میں نظر آئے تھے... بہت سادہ۔"

دل پر فوری اٹکر جانے والے... لذانے! فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہیں... ہندہ اپنی صفات میں ناقص ہے، اللہ تعالیٰ ہر خیر کے دینے والے ہیں، ہندہ ہر خیر کا لینے والا ہے... انسان کا دیکھنا اتنا ناقص ہے کہ یہ ہمانے دیکھے تو اسے پیچھے نظر نہیں آتا، وہیں دیکھے تو اسے باہم نظر نہیں آتا، اور دیکھے تو پیچے نظر نہیں آتا... دن کی روشنی میں دیکھے تو رات کی تاریکی میں اسے نظر نہیں آتا... اور اللہ رب العزت کا دیکھنا اس قدر کامل ہے کہ اس رات، سیاہ چٹکاں ہو، اس کے اپر ایک کامل چیزوں کی پلی رہتی ہو، اللہ تعالیٰ اس کو بھی دیکھتے ہیں۔"

" سبحان اللہ" ان کے من سے لکا۔

"انسان اتنا ناقص کہ ایک وقت میں اس سے دو چار آدمی گھنکو کریں تو یہ کسی کو نہیں سن پاتا، میلیونوں پر کسی سے بات کرتے ہوئے کمرے میں دو آدمی گھنکو کر رہے ہوں تو یہ مخدودت کرتا ہے کہ ذرا آہست بولیں" بات کہہ میں نہیں آ رہی... اور اللہ تعالیٰ کا سنتا اتنا کامل کہ آدم حیہ اسلام سے لے کر قیامت تک آتے والا آخری انسان سب کے سب مرد، عورت، پیچے، بوڑھے، یہ ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور ایک ہی وقت میں یہ سب دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ اس پر

قادر ہیں کہ سب کی دعا کو علیحدہ علیحدہ سن لیں..... اور اگر اللہ تعالیٰ ان کو ان کی تحسینوں کے مطابق عطا بھی کر دیں تو اس کے خلافوں میں اتنی بھی کمی نہیں آتی جتنا کہ سوئی کو سندھ میں پیلو کر نکالیں تو سندھ کے پانی میں فرق آ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل ہیں..... بندہ اپنی صفات میں ناقص ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ اپنے ہی حضرت محمد علیہ وسلم سے تحاطب ہو کر فرماتے ہیں:

اے محبوب! آپ فنا دجئے! اگر دنیا کے سارے سمندروں کا پانی سیاہی ہوتا اور اس سیاہی سے تمہرے رب کی تعریضیں لکھتا شروع کر دی جاتیں تو یہ سیاہی خلک ہو جاتی مگر تمہرے رب کی تعریضیں ختم نہ ہوتیں۔۔۔ اور اگر زمین کے انور جتنے درخت ہیں۔۔۔ سب کی قسمیں بنادی جاتیں اور جتنا سمندروں کا پانی ہے، اس میں سات سمندر اور لائے جاتے اور یہ سیاہی بنتے۔ ان قلموں سے اور سیاہی سے تمہرے رب کی تعریضیں لکھتا شروع کی جاتی تو یہ "قلمیں نوٹ جاتیں" یہ سیاہی خلک ہو جاتی مگر تمہرے رب کی تعریضیں ختم نہ ہوتیں۔۔۔ اللہ اپنی صفات میں کامل ہے، بندہ اپنی صفات میں ناقص ہے۔۔۔

"سبحان اللہ" ان سب کے من سے لکا۔

اس طرح انہوں نے جھے گھٹتے پورے کر دالے۔۔۔ اور پھر وہ بگران وغیرہ سے تھا طلب ہوتے "مسٹر بگران۔۔۔ تم ہمارے گے۔۔۔ اب تم زندگی بھر بھی ارشاد ہاتھی کو خلاش کرتے پھر وہ۔۔۔ وہ تمہیں نہیں ملیں گے۔۔۔"

"آخر یکوں۔۔۔ وجہ۔۔۔ ہم انہیں خلاش کر کے پھر وہیں گے۔۔۔"

"وہ آپ کو نہیں ملیں گے۔۔۔ درد میں وقت گزارنے کی اس قدر کوششیں کیوں کر رہا۔۔۔"

"سوال یہ ہے کہ کیوں نہیں خلاش کر سکتے ہیں ہم انہیں۔۔۔"

"میں جاتا تھا۔۔۔ آپ لوگ انہیں ہر حال میں ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے۔۔۔ اور آپ میں صلاحیتیں بے چاہ ہیں۔۔۔ لہذا آپ کسی نہ کسی طرح ان سکھ پہنچ جائیں گے۔۔۔ اللہ اُمیں نے ایک ایسا طریقہ اختیار کیا کہ آپ تو کیا۔۔۔ خود ہمیں بھی معلوم نہ ہو۔۔۔ کہ وہ کہاں ہیں۔۔۔"

"کیا مطلب؟" وہ چلا گئے۔

"میں نے اپنے ملک کے سب سے بڑے میک آپ کے ماہر کو ان کے اور ان کے گھر کے افواز کے طبقے اس طرح تبدیل کرنے کی ہدایت کی کہ کوئی بھی انہیں پہنچان نہ سکے۔۔۔ اس غرض کے لیے انہیں پلاسٹک سرجر کا سارا لینا پڑا۔۔۔ خود انہوں نے اپنے اور اپنے گھر والوں کے چہرے تبدیل کر لئے۔۔۔ یعنی میک آپ کرنے والے ماہر

لئے۔ اب یہ دونوں گھرانے ملک کے دے جانے کس حصے میں پائی چکنے کی ایک بھی ترکیب ہو سکتی ہے کہ یہ رسیاں بدستور آپ کے ہیں۔ انہیں بھی ہدایات تھیں کہ اپنے حیلوں کے پارے میں کسی نہوں کے گرد کسی روپیں۔“  
بھی نہ تائیں۔ اور نہ یہ بتائیں کہ کمال جا رہے ہیں۔ جس جلد ”چکھے بھی کرو۔ ہم جیل سے نکل جائیں گے۔ کیونکہ تم انہوں نے طلب تبدیل کیے۔ اس جگہ کے پارے میں بھی وہ کسی کو نہ جانتے۔“ گران نے طہریہ انداز میں کہا۔  
تائیں۔ انہوں نے اس سارے کام کے لئے آج تین بجے تک لا۔ ”اور ہم کیا صیصیں جانتے۔“  
وقت مانگا تھا۔۔۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم ان کے دشمنوں کو تین بجے ”اس بار کی ستم میں ہم نے جاگو اور راکا کو بالکل الگ رکھا تک ضرور مصروف رکھیں۔۔۔ اس کے بعد ان کا سراغ کوئی نہیں رکھے۔۔۔ اب وہ حرکت میں آئیں گے۔۔۔ اور ہمیں جیل سے نکال لے پائے گا۔۔۔ اب خود ہمیں بھی نہیں معلوم۔۔۔ کہ وہ کہاں ہیں۔۔۔ کیوں ایسیں گے۔۔۔ نہ صرف جیل سے نکال لے جائیں گے۔۔۔ بلکہ تمہارے کسی روپی۔۔۔ یہ کہ کر اپنے جوشید مسکراتے۔

”من نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ گران نے خوف زدہ انداز میں کہا۔ ”کوئی بات نہیں۔۔۔ ان چالوں سے ڈرتے والے اے آسمان میں ہم۔۔۔“

”کیوں۔۔۔ آپ کو کیا ہوا؟“

”یہ۔۔۔ یہ کیا ہوا۔۔۔ ہم آپ کو اپنے ملک میں پھانسی دلو۔۔۔“

○☆○

فاروق نے بلند آواز میں کہا اور سب مسکراتے گئے۔  
سکھ۔۔۔ نہ ارشاد حاجی کو قتل کر سکے۔۔۔ اور اتنا اپنا آدمی قتل کر رہا۔۔۔ اہم نے۔۔۔ اور پھر اب ہم زندگی بھر ارشاد حاجی کو پا بھی نہیں سکیں گے۔۔۔  
انہوں۔۔۔ اسی نے ایک لباس فس کھینچا۔۔۔ چھرے کا رنگ سیا پڑا۔۔۔ نظر کیا۔۔۔

”اے کتے ہیں۔۔۔ ہو کسی کے لیے گڑھا کھووتا ہے۔۔۔ خود ان میں اگتا ہے۔۔۔ اچھا مشریق گران۔۔۔ اور مس شاراب۔۔۔ اب آپ وگ سرکاری مسماں خانے میں آرام کریں۔۔۔ دیے آپ دونوں کو جیل میں